باسمہٖ تعالیٰ

بسلسلہ: نماز کے فضائل واحکام

نماز کے بعد دُعا اور ذکر

کے

فضائل واحکام

مصنِّف

مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران راولپنڈی پاکستان

باسمہٖ تعالیٰ

بسلسلہ: نماز کے فضائل واحکام

نماز کے بعد دُعا اور ذکر

کے فضائل واحکام

نماز کے بعد مسنون دُعاؤں اور اذکار کی فضیلت اور دیگر متعلقہ مسائل پر بحث

نماز کے بعد مسنون دعاؤں واذکار مثلاً تسبیحِ فاطمی، آیت الکرسی، معوّذتین وغیرہ

سے متعلق احادیث وروایات اور اُن کی تحقیق

عورت ومرد، تنہا اور باجماعت نماز پڑھنے والے کے لیے اور باجماعت پڑھی گئی نماز کے بعد

امام اور مقتدیوں کے دُعا کرنے کا شرعی حکم

دُعا میں ہاتھ اُٹھانے اور دُعا کے اختتام پر ہاتھوں کو چہرے پر پھیرنے کی شرعی حیثیت

دُعا کے بلند یا آہستہ آواز سے کرنے؟ سنتوں کے بعد امام اور مقتدیوں کے مل کر دعا کرنے

اور جمعہ وعیدین کے بعد دعا اور نماز کے بعد دائیں بائیں رُخ کرنے پر کلام

یہ اور ان جیسے مسائل پر معتدل ومدلّل باحوالہ گفتگو

مصنِّف

مفتی محمد رضوان

اداہ غفران راولپنڈی پاکستان

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

(جملہ حقوق بحق ادارہ غفران محفوظ ہیں)

نام کتاب: نماز کے بعد دُعا اور ذکر کے فضائل واحکام

مصنِّف: مفتی محمد رضوان

طباعتِ اوّل: شوال ۱۴۲۸ھ بمطابق نومبر 2007ء طباعتِ دوم: محرم ۱۴۳۳ھ دسمبر 2011ء

صفحات: ۱۷۶

ملنے کے پتے

کتب خانہ ادارہ غفران: چاہ سلطان، گلی نمبر 17، راولپنڈی۔ فون: 051-5507270
ادارہ اسلامیات: ۱۹۰، انارکلی، لاہور۔ فون: 042-37353255
کتب خانہ رشیدیہ: مدینہ کلاتھ مارکیٹ، راجہ بازار، راولپنڈی۔ فون: 051-5771798
دارالاشاعت: اردو بازار، کراچی۔ فون: 021-32631861
مکتبہ سید احمد شہید: 10-الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔ فون: 042-37228196
مکتبہ اسلامیہ: گامی اڈہ، ایبٹ آباد۔ فون: 0992-340112
ادارہ اشاعت الخیر: شاہین مارکیٹ، بیرون بوہڑ گیٹ، ملتان۔ فون: 061-4514929
ادارۃ المعارف: دارالعلوم کراچی۔ فون: 021-35032020
مکتبہ سراجیہ: چوک سیٹلائیٹ ٹاؤن، سرگودھا۔ فون 048-3226559
مکتبہ سرحد: خیبر بازار، پشاور۔ فون: 091-2212535
ملت پبلیکیشرز بک شاپ: شاہ فیصل مسجد، اسلام آباد۔ فون: 051-2254111
ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، چوک فوارہ، ملتان۔ فون: 061-4540513
مکتبہ العارفی: نزد جامعہ امدادیہ، ستیانہ روڈ، فیصل آباد۔ فون: 041-8715856
کتب خانہ شمسیہ، نزد ایری گیشن مسجد، سریاب روڈ، کوئٹہ۔ فون: 0333-7827929
مکتبہ معارف القرآن، دارالعلوم کراچی۔ فون: 021-35123130
تاج کمپنی، لیاقت روڈ، گوالمنڈی، راولپنڈی۔ فون: 051-5774634
مکتبۃ القرآن: گورومندر، علامہ بنوری ٹاؤن، کراچی۔ فون: 021-34856701
مکتبہ الفرقان، اردو بازار، گوجرانوالہ۔ فون: 055-4212716
مکتبہ القرآن: رسول پلازہ، امین پورہ بازار، فیصل آباد۔ فون: 041-2601919
اسلامی کتب خانہ، پھولوں والی گلی، بلاک نمبر 1، سرگودھا۔ فون: 048-3712628
اسلامی کتاب گھر: خیابانِ سرسید، سیکٹر 2، عظیم مارکیٹ، راولپنڈی۔ فون: 051-4830451
مکتبہ قاسمیہ، الفضل مارکیٹ، 17، اردو بازار، لاہور۔ فون: 042-37232536
الخلیل پبلشنگ ہاؤس: اقبال روڈ، کمیٹی چوک، راولپنڈی۔ فون: 051-5553248
قرآن محل، اقبال مارکیٹ، کمیٹی چوک، راولپنڈی۔ فون: 0321 0312-5123698

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

فہرست

شمار نمبر	مضامین	صفحہ نمبر
۱	تمہید (از مؤلف)	۹
۲	سوال	۱۰
۳	جواب	۱۱
۴	نماز کے بعد دعا سے متعلق افراط و تفریط اور اعتدال	//
۵	احادیث و روایات سے نماز کے بعد دُعا کا ثبوت	۱۳
۶	پہلی روایت:	۱۴
۷	دوسری روایت:	۱۶
۸	تیسری روایت:	۱۷
۹	چوتھی روایت:	۱۸
۱۰	پانچویں روایت:	۱۹
۱۱	چھٹی روایت:	//
۱۲	ساتویں روایت:	۲۳
۱۳	آٹھویں روایت:	۲۵
۱۴	نویں روایت:	۲۶
۱۵	دسویں روایت:	۲۷
۱۶	گیارہویں روایت:	۲۸
۱۷	بارہویں روایت:	۲۹

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

۱۸	تیرہویں روایت:	۳۰
۱۹	چودہویں روایت:	۳۱
۲۰	پندرہویں روایت:	۳۲
۲۱	سولہویں روایت:	۳۴
۲۲	سترہویں روایت:	۳۶
۲۳	اٹھارہویں روایت:	۳۷
۲۴	انیسویں روایت:	۳۸
۲۵	بیسویں روایت:	۳۹
۲۶	اکیسویں روایت:	۴۱
۲۷	بائیسویں روایت:	۴۲
۲۸	تیئسویں روایت:	۴۳
۲۹	چوبیسویں روایت:	۴۴
۳۰	پچیسویں روایت:	۴۵
۳۱	چھبیسویں روایت:	۴۶
۳۲	ستائیسویں روایت:	۴۷
۳۳	اٹھائیسویں روایت:	۴۸
۳۴	انتیسویں روایت:	۴۹
۳۵	**فجر اور عصر کے بعد طویل ذکر کی فضیلت**	۵۲
۳۶	**نماز کے بعد تسبیح فاطمی کی فضیلت**	۵۹
۳۷	**نماز کے بعد آیۃ الکرسی کی فضیلت**	۶۹

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

۳۸	نماز کے بعد معوذتین کی فضیلت	۷۰
۳۹	دعا میں ہاتھ اُٹھانے کی شرعی حیثیت	۷۴
۴۰	پہلی روایت:	//
۴۱	دوسری روایت:	۷۵
۴۲	تیسری روایت:	۷۶
۴۳	چوتھی روایت:	۷۷
۴۴	پانچویں روایت:	//
۴۵	چھٹی روایت:	۷۸
۴۶	ساتویں روایت:	۷۹
۴۷	آٹھویں روایت	//
۴۸	نویں روایت:	//
۴۹	دسویں روایت:	۸۰
۵۰	گیارہویں روایت:	۸۱
۵۱	بارہویں روایت:	۸۳
۵۲	تیرہویں روایت:	۸۴
۵۳	چودہویں روایت:	۸۵
۵۴	پندرہویں روایت:	//
۵۵	سولہویں روایت:	۸۶
۵۶	دعا سے فراغت پر چہرے پر ہاتھ پھیرنے کی حیثیت	۹۴
۵۷	پہلی روایت:	//

Idara Ghufran

۵۸	دوسری روایت:	۹۵
۵۹	تیسری روایت:	۹۷
۶۰	چوتھی روایت:	۹۸
۶۱	پانچویں روایت:	۹۹
۶۲	چھٹی روایت:	۱۰۰
۶۳	ساتویں روایت:	۱۰۲
۶۴	**متعدد محدثین، فقہاء وعلماء سے نماز کے بعد دُعا کا ثبوت**	۱۰۹
۶۵	امام بخاری رحمہ اللہ کا حوالہ	//
۶۶	شارح بخاری حافظ ابنِ حجر عسقلانی رحمہ اللہ کا حوالہ	//
۶۷	امام نسائی رحمہ اللہ کا حوالہ	۱۱۰
۶۸	امام عبدالرزاق رحمہ اللہ کا حوالہ	//
۶۹	امام ابنِ حبان رحمہ اللہ کا حوالہ	//
۷۰	امام ابنِ خزیمہ رحمہ اللہ کا حوالہ	۱۱۱
۷۱	امام ابنِ منذر رحمہ اللہ کا حوالہ	//
۷۲	امام بیہقی رحمہ اللہ کا حوالہ	//
۷۳	امام بوصیری رحمہ اللہ کا حوالہ	۱۱۲
۷۴	علامہ ہیثمی رحمہ اللہ کا حوالہ	//
۷۵	امام شافعی رحمہ اللہ کا حوالہ	۱۱۳
۷۶	شارحِ مسلم امام نووی شافعی رحمہ اللہ کا حوالہ	//

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

۷۷	علامہ ابنِ حجر ہیتمی شافعی رحمہ اللہ کا حوالہ	۱۱۴
۷۸	علامہ شیخ سلیمان جمل شافعی رحمہ اللہ کا حوالہ	۱۱۵
۷۹	علامہ سلیمان بن محمد بجیرمی شافعی رحمہ اللہ کا حوالہ	//
۸۰	علامہ ابنِ رجب حنبلی رحمہ اللہ کا حوالہ	۱۱۶
۸۱	علامہ موسیٰ بن احمد حجاوی مقدسی حنبلی رحمہ اللہ کا حوالہ	//
۸۲	علامہ منصور بن یونس بہوتی حنبلی رحمہ اللہ کا حوالہ	۱۱۷
۸۳	علامہ مصطفیٰ بن سعد رحیبانی حنبلی رحمہ اللہ کا حوالہ	۱۱۸
۸۴	علامہ ابوالحسن علی بن سلیمان مرداوی حنبلی رحمہ اللہ کا حوالہ	۱۱۹
۸۵	امام مالک رحمہ اللہ کا حوالہ	//
۸۶	علامہ قرافی مالکی رحمہ اللہ کا حوالہ	۱۲۰
۸۷	علامہ ابنِ رشد قرطبی مالکی رحمہ اللہ کا حوالہ	//
۸۸	علامہ احمد بن غنیم نفراوی مالکی رحمہ اللہ کا حوالہ	۱۲۱
۸۹	علامہ ابنِ حاج مالکی رحمہ اللہ کا حوالہ	۱۲۳
۹۰	علامہ حصکفی حنفی رحمہ اللہ کا حوالہ	۱۲۴
۹۱	علامہ ابنِ نجیم حنفی رحمہ اللہ کا حوالہ	۱۲۵
۹۲	علامہ حسن بن عمار شرنبلالی حنفی رحمہ اللہ کا حوالہ	//
۹۳	علامہ ابنِ ہمام حنفی رحمہ اللہ کا حوالہ	۱۲۶
۹۴	ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ کا حوالہ	۱۲۷
۹۵	فتاویٰ قاضی خان اور فتاویٰ ہندیہ کا حوالہ	۱۲۸

Idara Ghufran

۹۶	حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ کا حوالہ	۱۲۹
۹۷	علامہ ظفر احمد عثمانی صاحب رحمہ اللہ کا حوالہ	۱۳۰
۹۸	مفتی محمد کفایت اللہ صاحب دہلوی رحمہ اللہ کا حوالہ	۱۳۳
۹۹	مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی رحمہ اللہ کا حوالہ	//
۱۰۰	**چند اہلِ حدیث اہلِ علم حضرات کا حوالہ**	۱۳۵
۱۰۱	علامہ مبارک پوری صاحب کا حوالہ	//
۱۰۲	نواب صدیق حسن خان صاحب کا حوالہ	//
۱۰۳	سید نذیر حسین صاحب کا حوالہ	۱۳۶
۱۰۴	فتاویٰ ثنائیہ کا حوالہ	//
۱۰۵	**نماز کے بعد دعا وذکر سے متعلق چند ہدایات وتنبیہات**	۱۳۷
۱۰۶	(۱)......نماز کا سلام پھیر کر امام کس طرف رُخ کرے؟	//
۱۰۷	(۲)......نماز کے بعد دعا سنت ومستحب عمل ہے	۱۴۵
۱۰۸	(۳)......سلام پھیرنے کے بعد دعا نماز کے باہر کا عمل ہے	۱۴۸
۱۰۹	(۴)......جن نمازوں کے بعد سنتیں ہیں، اُن میں مختصر دعا	۱۵۲
۱۱۰	(۵)......نماز کے بعد دعا وذکر آہستہ آواز میں افضل ہے	۱۵۵
۱۱۱	(۶)......دعا اصل مانگنے کا عمل ہے، نہ کہ پڑھنے کا	۱۶۰
۱۱۲	(۷)......جماعت کے اختتام پر امام ومقتدیوں کا ایک وقت میں دعا کرنا	۱۶۱
۱۱۳	(۸)......سنتوں سے فارغ ہونے کے بعد لوگوں کا مِل کر دعا کرنا	۱۶۸
۱۱۴	(۹)......جمعہ وعیدین کی نماز کے بعد دعا	۱۷۲
۱۱۵	(۱۰)......نماز کے بعد پیشانی پر ہاتھ رکھ کر دعا پڑھنا	۱۷۴

Idara Ghufran

تمہید

(از مؤلف)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مستند ومعتبر احادیث وروایات میں نماز کے بعد اور بالخصوص فرض نماز کے بعد مختلف دعاؤں اوراذکار کا ذکر آیا ہے، جن کو اہلُ السنۃ والجماعۃ کے بڑے بڑے محدثین وفقہائے کرام نے معتبر قرار دیا ہے، اور ان پر گفتگو کی ہے، لیکن قُربِ قیامت کے اس دور میں جہالت وعصبیت اور آزادانہ رائے زنی وغیرہ کی وجہ سے اس بارے میں افراط وتفریط پائی جارہی ہے، اور معتدل موقف کو نظرانداز کیا جارہا ہے۔

چنانچہ ایک گروہ تو نماز کا سلام پھیرنے کے بعد سرے سے کسی دعا وذکر کا قائل ہی نہیں، اور ایک گروہ اس عنوان سے کئی مفاسد ومنکرات میں مبتلا ہے۔

اس لئے ضرورت تھی کہ اس بارے میں مدلَّل ومفصَّل انداز میں صحیح ومعتدل موقف کی نشاندہی کی جائے۔

اسی دوران ایک سوال کے جواب میں بندہ نے کچھ تفصیل کے ساتھ اس موضوع پر روشنی ڈالی تھی، اور یہ مضمون بعد میں ’’فرض نماز کے بعد دُعا کے شرعی احکام‘‘ کے نام سے رسالہ کی شکل میں شائع ہوا تھا، لیکن اس کی اشاعت کے بعد کچھ دوسرے ایسے پہلو سامنے آتے رہے کہ جن پر مزید بحث وتحقیق کی ضرورت تھی، جب اس رسالے کی دوسری مرتبہ اشاعت کا مرحلہ پیش آیا تو بندہ نے ان پہلوؤں پر تحقیق وتخریج کا اہتمام کیا، جس کے نتیجے میں وہ مختصر مضمون اور رسالہ قدرے مفصَّل ومبسوط ہوگیا، اور اس کو ’’نماز کے بعد دعا اور ذکر کے فضائل واحکام‘‘ سے موسوم کیا گیا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو اپنی بارگاہ میں قبول ومنظور فرمائیں، اور حق کو سمجھنے وقبول کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین۔ محمد رضوان۔ ۲۴/ ذوالحجہ ۱۴۳۲ھ۔ 21/ نومبر/ 2011ء۔ بروز پیر

ادارہ غفران چاہ سلطان راولپنڈی پاکستان

Idara Ghufran

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ

نماز کے بعد دُعا کرنا اور دُعا میں ہاتھ اُٹھانا اور دُعا کے اختتام پر چہرے پر ہاتھ پھیرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام سے ثابت ہے یا نہیں؟، اور فقہائے کرام کی اس بارے میں کیا رائے ہے؟

نیز اگر نماز جماعت کے ساتھ پڑھی جائے تو امام اور مقتدیوں کو ایک ساتھ دُعا کرنا کیسا ہے؟

بعض لوگ اس کو بدعت کہتے ہیں، اور وہ نماز کے بعد قطعاً دُعا نہیں کرتے؛ جبکہ بعض لوگ نماز کے بعد دُعا پر بہت زور دیتے ہیں اور بعض جگہ نماز کے بعد امام اور مقتدی سب ایک ساتھ مل کر اس طرح دُعا کرتے ہیں کہ امام صاحب بلند آواز سے عربی یا دوسری زبان میں دُعا کرتے ہیں اور مقتدی اس امام کی دُعا پر بلند آواز سے آمین آمین کہتے جاتے ہیں؛ اس طرح بلند آواز سے دُعا کرنے کی وجہ سے جو مقتدی اپنی چھوٹی ہوئی نماز کی رکعت ادا کر رہے ہوتے ہیں، اُن کی نماز میں خلل آتا ہے۔

اور اس سلسلہ میں جب مختلف ائمہ حضرات سے مسئلہ معلوم کیا جاتا ہے تو کوئی کچھ جواب دیتا ہے اور کوئی کچھ جواب دیتا ہے۔

آپ سے درخواست ہے کہ اس مسئلہ کو تفصیل سے بیان فرمادیں۔

اور اس سلسلہ میں جو صحیح موقف ہو، اور افراط وتفریط سے پاک ہو، وہ مدلَّل ومفصَّل انداز میں بیان فرمادیں۔

جزاکم اللہ تعالیٰ خیرالجزاء۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جواب

نماز کے بعد دعا سے متعلق افراط وتفریط اور اعتدال

آج کل جہالت اور فتنوں کے دَور میں جہاں دین کے اوراحکاموں میں افراط وتفریط میں ابتلاء اور حدود کی پامالی ہورہی ہے، اسی طرح نماز کے بعد دعا کے مسئلے میں بھی افراط وتفریط ہوکراعتدال سے ہٹنے کی صورتیں پائی جارہی ہیں۔

چنانچہ ایک طبقہ نے تو نماز کے بعد خصوصاً فرض نماز کے بعد دعا کا سرے سے انکار کردیا ہے، اور یہ نماز کے بعد کسی بھی طرح دعا کا روادار نہیں ہے، اس کے نزدیک یہ دعا بدعت ہے۔

اوراس کے برعکس دوسرا طبقہ وہ ہے جو نماز کے بعد خصوصاً فرض نماز کے بعد دعا ثابت ہونے کی بنیاد پر اس دعا میں نہ جانے کیا کیا پیوندکاری کرکے اوراپنی طرف سے اس دعا میں کئی قیدیں وشرطیں بڑھا کر ان سب کو دین وشریعت کا حصہ سمجھے ہوئے یا ان پر فرائض، واجبات کی طرح عمل پیرا ہے۔

اس طرح یہ دونوں طبقے افراط اور تفریط کی شکل میں راہِ اعتدال سے ہٹے ہوئے ہیں۔

اس سلسلہ میں اہلُ السنۃ والجماعۃ کا معتدل اور صحیح نکتۂ نظر یہ ہے کہ نماز کے بعد دُعا اور مختلف اذکار کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، صحابۂ کرام اور فقہائے کرام ومحدثین سے ثابت ہے۔

اور دُعا کے لیے ہاتھ اُٹھانا بھی صحیح احادیث سے ثابت ہے، اور دُعا کے اختتام پر چہرے پر ہاتھ پھیرلینا دعا کے آداب میں سے ہے، اور روایات نیز شرعی قواعد سے ثابت ہے۔

اسی وجہ سے نماز کے بعد دعا کرنا مرد وعورت، تنہا نماز پڑھنے والے اور جماعت سے نماز پڑھنے والے سب کے لیے سنت ومستحب ہے۔

اوراس دعا میں ہاتھ اٹھانا، اوردعا کے اختتام پر ہاتھ چہرہ پر پھیرلینا چونکہ دعا کے آداب میں

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

سے ہے، اس لئے اگر کوئی بغیر ہاتھ اٹھائے دعا پر اکتفاء کرے، اور دعا کے اختتام پر چہرہ پر ہاتھ بھی نہ پھیرے، تو اس پر بھی نکیر و ملامت نہیں کی جاسکتی، کیونکہ دعا کے لئے ہاتھ اٹھانا اور دعا کے اختتام پر چہرہ پر ہاتھ پھیرلینا دعا کے آداب میں سے اور ایک مستحب وسنتِ غیرمؤکدہ درجہ کی چیز ہے، اور اس درجہ کی چیز کو لازم وضروری سمجھنا اور نہ کرنے والے پر نکیر اور لعن طعن کرنا درست بات نہیں۔

اور افضل یہ ہے کہ نماز کے بعد دعا آہستہ آواز میں کی جائے، البتہ کبھی اتفاقاً امام اس لئے بلند آواز سے دعا کرے تاکہ مقتدیوں کو تعلیم وتلقین ہوجائے، اور دوسرے نمازیوں کی نماز میں بھی خلل واقع نہ ہو، تو اس کی بھی اجازت ہے، اور جن نمازوں کے بعد سنتیں ہیں ان میں مختصر دعا پر اکتفاء کیا جائے اور اس کے بعد سنتیں ادا کی جائیں۔

مگر اس دعا کو نہ تو فرض وواجب عمل سمجھا جائے، اور نہ ہی فرض وواجب جیسا اس کے ساتھ سلوک کیا جائے، اور نہ ہی جماعت سے پڑھی گئی نماز کے بعد دعا میں اجتماعی عمل کو مقصود اور ضروری سمجھا جائے، بلکہ فرض نماز باجماعت ایک ساتھ مکمل ہونے کی وجہ سے سب کا ایک وقت میں قبولیت کا وقت پائے جانے کی وجہ سے سب اپنی اپنی دعا کریں اور یہ اجتماع ایک ضمنی اور ثانوی درجہ کی چیز سمجھیں، جو ایک ساتھ نماز مکمل ہونے کی وجہ سے خودبخود لازم آ گیا ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی خرابی اس میں شامل نہ کی جائے۔

اس تفصیل کے مطابق نماز کے بعد دعا کرنے میں نہ یہ کہ کوئی حرج نہیں، بلکہ یہ مبارک وفضیلت اور قبولیت والا عمل ہے، اور اس کا انکار کرنا درست نہیں۔

البتہ اگر کوئی اس دعا میں منکرات ومفاسد پیدا کرلے، مثلاً اس دعا کو فرض یا واجب کا درجہ دیدے، تو ایسی صورت میں اس پر نکیر کی جائے گی، اور اس سے منع کیا جائے گا، مگر یہ منع کرنا ان خرابیوں کے باعث ہوگا، نفسِ دعا کا انکار مقصود نہیں ہوگا۔

ہمارے نزدیک یہی موقف برحق ہے، آگے اس کی تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

احادیث وروایات سے نماز کے بعد دُعا کا ثبوت

دعا درحقیقت ذکرُ اللہ کی ایک قسم ہے۔ [۱]

اوراسی وجہ سے بعض احادیث میں الحمد اللہ کو افضل دعا قرار دیا گیا ہے۔ [۲]

اور دعا کے ذکرُ اللہ کے قسم ہونے کی وجہ سے ہی شریعت کی زبان میں بعض اذکار مثلاً ''الحمدُلِلّٰہ'' کو دعا قرار دیا گیا ہے۔ [۳]

---

[۱] ولفظ الذكر يطلق على ضد النسيان وعلى القرآن والوحى والحفظ والخبر والطاعة والشرف والخير واللوح المحفوظ وكل كتاب منزل من الله تعالى والنطق بالتسبيح والتفكر بالقلب والصلاة الواحدة ومطلق الصلاة والتوبة والغيب والخطبة والدعاء والثناء والصبر والشكر والقراء ة فهذه زيادة على عشرين وجها من كلام الحربى والصنعانى وغيرهما (فتح البارى لابنِ حجر، ج ا ص ۱۱۹، المقدمة، فصل ذع)

[۲] طَلْحَةَ بْنَ خِرَاشٍ، قَالَ :سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ، يَقُولُ :سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ :أَفْضَلُ الذِّكْرِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَفْضَلُ الدُّعَاءِ الحَمْدُ لِلَّهِ (سنن الترمذى، رقم الحديث ۳۳۸۳، مستدرک حاكم، رقم الحديث ۱۸۳۴)

قال الترمذى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ مُوسَى بْنِ إِبْرَاهِيمَ وَقَدْ رَوَى عَلِيُّ بْنُ المَدِينِيِّ، وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ مُوسَى بْنِ إِبْرَاهِيمَ، هَذَا الحَدِيثَ.

وقال الحاكم:هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ.

[۳] (وأفضل الدعاء الحمد لله) لأن الدعاء عبارة عن ذكر الله وأن تطلب منه الحاجة والحمد يشملها فإن الحامد لله إنما يحمده على نعمه والحمد على النعم طلب المزيد وفى الحديث القدسى إن الله يقول :من شغله ذكرى عن مسألتى أعطيته أفضل ما أعطى السائلين وسيجىء حديث :الحمد رأس الشكر ما شكر الله عبد لا يحمده فنبه به على وجه تسمية الحمد دعاء وهو كونه محصلا لمقصود الدعاء فأطلق عليه دعاء مجازا لذلک فإن حقيقة الدعاء طلب الإنعام والشكر كفيل بحصول الإنعام للوعد الصادق بقوله (لئن شكرتم لأزيدنكم) وقال الطيبى :لعله جعل أفضل الدعاء من حيث إنه سؤال لطيف يدق مسلكه .قال :وقد يكون قوله الحمد لله :تلميح وإشارة إلى (اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين أنعمت عليهم) وأى دعاء أفضل وأجمع وأكمل منه .قال المؤلف :دل هذا الحديث بمنطوقه على أن كلا من الكلمتين أفضل نوعه ودل بمفهومه على أن لا إله إلا الله أفضل من الحمد لله فإن نوع الذكر أفضل من

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اور احادیث وروایات میں نماز کے بعد مختلف اذکار اور دعاؤں کے پڑھنے کا ذکر آیا ہے۔

آگے اس سلسلہ میں وارِد ہونے والی چند احادیث وروایات ذکر کی جاتی ہیں۔

پہلی روایت:

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذَا انْصَرَفَ مِنْ صَلَاتِهٖ اِسْتَغْفَرَ ثَلَاثًا وَقَالَ: اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ، تَبَارَكْتَ ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ قَالَ الْوَلِيْدُ: فَقُلْتُ لِلْأَوْزَاعِيِّ كَيْفَ الْاسْتِغْفَارُ؟

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

نوعه(فيض القدير شرح الجامع الصغير،حرف الهمزة، تحت رقم الحديث ۱۲۵۳)

وأما قوله فى حديث جابر أفضل الدعاء الحمد لله فإن الذكر كله دعاء عند العلماء ومما يبين ذلک ما حدثنا به عبد الله بن محمد بن يوسف وأحمد بن عمر بن عبد الله قالا حدثنا عبد الله بن محمد بن على حدثنا محمد بن فطيس حدثنا على بن إسماعيل بن زريق أبو زيد الموصلى قال حدثنا الحسين بن الحسن المروزى قال سألت ابن عيينة يوما ما كان أكثر قول رسول الله صلى الله عليه وسلم بعرفة قال لا إله إلا الله وسبحان الله والحمد لله والله أكبر ولله الحمد ثم قال سفيان إنما هو ذكر وليس فيه دعاء ثم قال أما علمت قوله الله عز وجل حيث يقول (إذا شغل عبدى ثناؤه على عن مسألتى أعطيته أفضل ما أعطى السائلين) قال قلت نعم حدثتنى أنت يا أبا محمد عن منصور عن مالک بن الحارث (وحدثنى عبد الرحمن بن مهدى عن سفيان الثورى عن منصور عن مالک بن الحارث) قال هذا تفسيره ثم قال أما علمت قول أمية بن أبى الصلت حين أتى ابن جدعان يطلب نائله وفضله قلت لا قال قال أمية حين أتى ابن جدعان ...أأطلب حاجتى أم قد كفانى ...حياؤک إن شيمتک الحياء ... ... كفاه من تعرضک الثناء ...إذا أثنى عليک المرء يوما ...قال سفيان رحمه الله هذا مخلوق حين ينسب إلى أن يكتفى بالثناء عليه دون مسئلته فكيف بالخالق تبارک وتعالى(التمهيد لما فى الموطأ من المعانى والأسانيد،ج٦ ص۴۳، ۴۴،تابع لحرف الزاء،زياد بن أبى زياد، الحديث الاول)

فَإِنْ قُلْتَ إِنَّ الشَّهَادَتَيْنِ لَيْسَتَا دُعَاءً قُلْت إِنَّ التَّلَفُّظَ بِهِمَا شُكْرٌ وقد قال تَعَالَى (لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ) فَهُوَ دُعَاءٌ فِي الْمَعْنَى(حاشية العدوى على شرح كفاية الطالب الربانى،على الصعيدى العدوى المالكى،ج ۱ ،ص ۲۰۲ ، كتاب الطهارة،باب صفة الوضوء والاستنجاء والاستجمار)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

قَالَ: تَقُولُ: أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ، أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ (مسلم) [۱]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنی نماز سے فارغ ہوتے، تو تین مرتبہ استغفار فرماتے، اور یہ دعا کرتے، اے اللہ! آپ سلامتی والے ہیں، اور آپ ہی سے سلامتی مل سکتی ہے، آپ بابرکت ہیں، بزرگی اور عزت واکرام والے ہیں۔ ولید راوی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت اوزاعی سے کہا کہ استغفار کیسے ہوگا؟ تو انہوں نے فرمایا کہ آپ یہ کہیں کہ میں اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں، میں اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں (ترجمہ ختم)

استغفار بھی دعا کی ایک صورت ہے، جس میں اللہ تعالیٰ سے اپنی اور اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کی جاتی ہے، جس سے نماز کے بعد دعا کا ثبوت ہوا۔ [۲]

---

[۱] رقم الحديث ۵۹۱ "۱۳۵" كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب استحباب الذكر بعد الصلاة وبيان صفته، دار احياء التراث العربي، بيروت، واللفظ لهٗ؛ نسائي، رقم الحديث ۱۳۳۷، سنن ابنِ ماجه، رقم الحديث ۹۲۸؛ السنن الكبرىٰ للنسائي، رقم الحديث ۱۲۶۱.

[۲] (كان إذا انصرف من صلاته) أى سلم (استغفر) أى طلب المغفرة من ربه تعالى (ثلاثا) من المرات زاد البزار فى روايته ومسح جبهته بيده اليمنى قيل للأوزاعى وهو أحد رواة الحديث كيف الاستغفار قال يقول أستغفر الله أستغفر الله قال الشيخ أبو الحسن الشاذلى استغفاره عقب الفراغ من الصلاة استغفار من رؤية الصلاة (ثم قال) بعد الاستغفار والظاهر أن التراخى المستفاد من ثم غير مراد هنا (اللهم أنت السلام) أى المختص بالتنزه عن النقائض والعيوب لا غيرك (ومنك السلام) أى أن غيرك فى معرض النقصان والخوف مفتقر إلى جنابك بأن تؤمنه ولا ملاذ له غيرك فدل على التخصيص بتقدم الخبر على المبتدأ أى وإليك يعود السلام يعنى إذا شوهد ظاهرا أن أحدا من غيره فهو بالحقيقة راجع إليك وإلى توفيقك إياه ذكره بعضهم وقال التوربشتى :أرى قوله ومنك السلام واردا مورد البيان لقوله أنت السلام وذلك أن الموصوف بالسلامة فيما يتعارفه الناس لما كان قد وجد بعرضة أنه ممن يصيبه تضرر وهذا لا يتصور فى صفاته تعالى بين أن وصفه سبحانه بالسلام لا يشبه أوصاف الخلق فإنهم بصدد الافتقار فهو المتعالى عن ذلك فهو السلام الذى يعطى السلامة ويمنعها ويبسطها ويقبضها (تباركت) تعظمت وتمجدت أو جيئت بالبركة وأصل الكلمة للدوام والثبات ومن ذلك البركة وبرك البعير ولا تستعمل هذه اللفظة إلا لله تعالى عما تتوهمه الأوهام (يا ذا الجلال والإكرام) (فيض القدير شرح الجامع الصغير، ج۵، ص ۱۱۰، تحت رقم الحديث ۶۷۰۳)

باب :فى الاستغفار. أى :هذا باب فى بيان الاستغفار؛ وهو طلب المغفرة من الله تعالى (شرح سنن أبى داود، لبدر الدين العينى، ج۵، ص ۴۲۴)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

دوسری روایت:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ:

إِنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم كَانَ إِذَا سَلَّمَ قَالَ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ، تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ (ابوداؤد) [1]

ترجمہ: بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کا سلام پھیرتے تو یہ دعا کرتے تھے کہ:

"اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ، تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ"

(یعنی) "اے اللہ! تو سلامتی والا ہے، اور تجھ ہی سے سلامتی مل سکتی ہے، تو بابرکت ہے، اے بزرگی اور عزت واکرام والے" (ترجمہ ختم)

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ بَعْدَ مَا يُسَلِّمُ: اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ (مستخرج ابی عوانة، رقم الحديث ۲۰۶۳، كتاب الصلاة، دار المعرفة، بيروت)

ترجمہ: بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز کا سلام پھیرنے کے بعد یہ دعا کرتے تھے کہ:

اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ، تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ (ترجمہ ختم)

---

[1] رقم الحديث ۱۵۱۲، كتاب الصلاة، باب مايقول الرجل اذا سلم، المكتبة العصرية، بيروت، واللفظ لهٗ، نسائی رقم الحديث ۱۳۳۸، كتاب السهو، الذكر بعد الاستغفار؛ مسند احمد، رقم الحديث ۲۴۳۳۸؛ صحيح ابنِ حبان، رقم الحديث ۲۰۰۱)

فی حاشية مسند احمد: إسناده صحيح على شرط الشيخين، وكيع: هو ابن الجراح، وسفيان: هو الثورى، وعاصم بن سليمان: هو الأحول، وعبد الله بن الحارث: هو أبو الوليد البصرى.

وفی حاشية صحيح ابنِ حبان: إسناده صحيح على شرط مسلم.

Idara Ghufran

فائدہ: یہ کلمات ذکر و دعا دونوں پر مشتمل ہیں، ان میں اللہ تعالیٰ سے سلامتی کی دعا کی گئی ہے، اور سلامتی کے مفہوم میں ہر قسم کی چیزوں میں سلامتی داخل ہے۔ [۱]

تیسری روایت:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَلَّمَ لَمْ يَقْعُدْ إِلَّا مِقْدَارَ مَا يَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ، تَبَارَكْتَ ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ وَفِيْ رِوَايَةِ ابْنِ نُمَيْرٍ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ (مسلم) [۲]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب (نماز کا) سلام پھیر لیتے تھے، تو صرف اس دعا کے کہنے کی مقدار بیٹھتے تھے:

اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ، تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ (ترجمہ ختم)

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْلِسُ بَعْدَ صَلَاتِهِ إِلَّا قَدْرَ مَا يَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ، وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ

---

[۱] (وعن ثوبان قال :كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا انصرف) ، أى :فرغ (من صلاته استغفر ثلاثا) ، أى :قال :أستغفر الله، ثلاث مرات، كما فى الحصن، ولعل استغفاره لرؤية تقصيره فى طاعة ربه ;فإن حسنات الأبرار سيئات المقربين، ولذا قالت رابعة :استغفارنا يحتاج إلى استغفار كثير، (وقال) ، أى :بعد الاستغفار ("اللهم أنت السلام ") : فطاعتنا لا تسلم من العيوب(" ومنك السلام ") : بأن تقبلها وتجعلها سالمة وتغفر تقصيرنا المعد من الذنوب("تباركت ") ، أى :تعاليت أن تعبد حق عبادتك، وأن تطاع حق طاعتك("يا ذا الجلال ") أى :صاحب الانتقام من الفجار("والإكرام ") ، أى :صاحب الإنعام على الأبرار(مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، ج٢ص ١ ٧٦، كتاب الصلاة،باب الذكر بعد الصلاة)

[۲] رقم الحديث ٥٩٢"١٣٦" ، كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب استحباب الذكر بعد الصلاة وبيان صفته، داراحياء التراث العربى، بيروت، واللفظ لهٗ، سنن الترمذى، رقم الحديث ٢٩٨ ،سنن ابنِ ماجه، رقم الحديث٩٢۴.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

وَالْإِكْرَامِ (مسند احمد، رقم الحديث ۲۵۹۷۹، مؤسسة الرسالة، بيروت) [۱]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نماز کے بعد صرف اتنی مقدار کہنے کے برابر بیٹھتے تھے کہ:

اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ، تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ (ترجمہ ختم)

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَجْلِسُ بَعْدَمَا يُسَلِّمُ حَتّٰى يَقُوْلَ: اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ (المعجم الصغير للطبرانی) [۲]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سلام پھیرنے کے بعد بیٹھ جاتے تھے، یہاں تک کہ یہ دعا پڑھتے تھے:

اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ، تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ (ترجمہ ختم)

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام طور پر نماز کے بعد مذکورہ دعا پڑھتے تھے، یا اس دعا کی مقدار یا اس سے کچھ کم وبیش مقدار بیٹھتے تھے، خواہ کبھی دعا کوئی دوسری پڑھ لیتے ہوں، جس کی مزید تفصیل آگے آتی ہے۔

چوتھی روایت:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَضٰى صَلَاتَهٗ قَالَ اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ

---

[۱] في حاشية مسند احمد: إسناده صحيح على شرط الشيخين.

[۲] رقم الحديث ۳۰۶، المكتب الإسلامي، دار عمار، بيروت، المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحديث ۳۳۰۳، الدعاء للطبرانی، رقم الحديث ٦٤٧.

Idara Ghufran

(الدعاء للطبرانی) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنی نماز ادا کر چکتے تھے، تو یہ دعا کرتے تھے:

اَللّٰھُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ، تَبَارَکْتَ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِکْرَامِ (ترجمہ ختم)

پانچویں روایت:

جلیل القدر تابعی حضرت عبداللہ بن ابی الہذیل سے روایت ہے کہ:

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ: أَنَّہٗ کَانَ إِذَا فَرَغَ مِنْ صَلَاتِہٖ قَالَ: اَللّٰھُمَّ مِنْکَ السَّلَامُ وَإِلَیْکَ السَّلَامُ، تَبَارَکْتَ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِکْرَامِ

(السنن الکبریٰ للنسائی) [2]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جب اپنی نماز سے فارغ ہو جاتے، تو یہ دعا کرتے تھے:

اَللّٰھُمَّ مِنْکَ السَّلَامُ وَإِلَیْکَ السَّلَامُ، تَبَارَکْتَ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِکْرَامِ (ترجمہ ختم)

چھٹی روایت:

حضرت عبداللہ بن ابی الہذیل سے ہی روایت ہے کہ:

کَانُوْا یُحِبُّوْنَ إِذَا قَضَی الرَّجُلُ الصَّلَاۃَ أَنْ یَّقُوْلَ: اَللّٰھُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ: تَبَارَکْتَ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِکْرَامِ (مسند ابی

---

[1] رقم الحدیث ۶۴۸، جامع أبواب القول فی أدبار الصلوات، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، بغیۃ الباحث عن زوائد مسند الحارث، رقم الحدیث ۱۹۱، باب من یقول فی دبر الصلاۃ، مرسلاً عن عبداللہ بن ابی الھذیل.

[2] رقم الحدیث ۹۸۴۷، کتاب عمل الیوم واللیلۃ، ما یقول إذا قضی صلاتہ، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

یعلیٰ الموصلی) ل

ترجمہ: صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اس بات کو پسند کرتے تھے کہ جب آدمی نماز پوری کرچکے، تو یہ دعا کرے:

اَللّٰھُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ، تَبَارَکْتَ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِکْرَامِ (ترجمہ ختم)

فائدہ: مذکورہ احادیث میں یہ صراحت پائی جاتی ہے کہ یہ دعا نماز کا سلام پھیرنے کے بعد کرنی چاہئے۔

البتہ بعض روایات میں نماز سے لوٹنے کا ارادہ کرنے کے وقت اس دعا کا ذکر ہے۔ ۲

ان روایات کے بارے میں محدثین نے فرمایا کہ اس سے نماز پڑھ کر مقتدیوں کی طرف رُخ کرنے کا ارادہ فرمانا مراد ہے۔

اور مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کا سلام پھیرنے کے بعد مقتدیوں کی طرف رُخ کرنے سے پہلے ہی یہ دعا کرلیا کرتے تھے۔ ۳

ل رقم الحدیث ۴۷۲۰،مسندِ عائشة،دار المأمون للتراث -دمشق، واللفظ لهٗ، مصنف ابنِ ابی شیبة، رقم الحدیث ۳۱۲۰.

قال الھیثمی:

رواہ أبو یعلی، ورجاله رجال الصحیح. (مجمع الزوائد،ج۱۰، ص۱۰۲)

وقال الالبانی:وإسناده صحیح علی شرط مسلم،وابن أبی الھذیل تابعی کبیر ثقة مات فی ولایة خالد القسری علی العراق .وللحدیث شاھد من حدیث عبد اللہ بن عمرو وعبد اللہ بن عمر مرفوعا مثله(السلسلة الصحیحة، تحت رقم الحدیث ۲۰۷۴)

۲ أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِیُّ قَالَ :حَدَّثَنِی شَدَّادٌ أَبُو عَمَّارٍ قَالَ :حَدَّثَنِی أَبُو أَسْمَاءَ الرَّحَبِیُّ، قَالَ :حَدَّثَنِی ثَوْبَانُ، مَوْلَی رَسُولِ اللَّهِ صَلَّی اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ :کَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّی اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ یَنْصَرِفَ مِنْ صَلَاتِهِ اسْتَغْفَرَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ قَالَ :اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ، وَمِنْکَ السَّلَامُ، تَبَارَکْتَ یَا ذَا الجَلَالِ وَالإِکْرَامِ ، هَذَا حَدِیثٌ حَسَنٌ صَحِیحٌ وَأَبُو عَمَّارٍ، اسْمُهُ شَدَّادُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ " (ترمذی،رقم الحدیث ۳۰۰،الدعوات الکبیر للبیھقی، ج۱، ص۱۸۰، باب القول والدعاء والتسبیح فی دبر الصلاة المکتوبة بعد السلام)

۳ قوله إذا انصرف من صلاته استغفر ثلاثا المراد بالانصراف السلام(شرح النووی علی مسلم،ج۵ص۸۹، تحت رقم الحدیث ۵۹۱، کتاب المساجد ومواضع الصلاة،باب استحباب الذکر بعد الصلاة وبیان صفته)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

اور بعض حضرات نے فرمایا کہ ممکن ہے کہ سلام پھیرنے سے پہلے بھی یہ دعا کرتے ہوں، اور سلام پھیرنے کے بعد بھی، لہٰذا دونوں قسم کی روایات اپنی اپنی جگہ درست ہیں۔ ۱؎

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ والجواب أن المراد بالنفى المذكور نفى استمراره جالسا على هيئته قبل السلام إلا بقدر أن يقول ما ذكر فقد ثبت أنه كان إذا صلى أقبل على أصحابه فيحمل ما ورد من الدعاء بعد الصلاة على أنه كان يقوله بعد أن يقبل بوجهه على اصحابه (فتح البارى لابنِ حجر، ج ۱۱ ص ۱۳۳، قوله باب الدعاء بعد الصلاة)

قال ابن خزيمة عقبه :إن كان عمرو بن هاشم أو محمد بن ميمون (وهو الراوى عن عمرو بن هاشم) لم يغلط فى هذه اللفظة -أعنى قوله :قبل السلام -فإن هذا الباب يرد إلى الدعاء قبل السلام .

قلنا :عمرو بن هاشم، قال ابن وارة :ليس بذاک كان صغيراً حين كتب عن الأوزاعى .وأما محمد بن ميمون، فضعيف، قال أبو حاتم :كان أميًّا مغفلاً، وقال النسائى مرة :صالح، وأخرى :ليس بالقوى .قلنا :ويكفى فى خطئهما مخالفة الجمع الغفير لهما .

وسيأتى برقم ۲۲۴۰۸ من طريق ابن المبارک عن الأوزاعى كلفظ حديث أبى المغيرة عن الأوزاعى وفى الباب عن عائشة، سيأتى برقم ۲۴۳۳۸ .وفيه أن ذلک بعد السلام .

وعن ابن مسعود عند النسائى فى "اليوم والليلة۹۸"وابن خزيمة ۷۳۶ .وهذا بعد السلام كذلک

قوله " :إذا أراد أن ينصرف من صلاته "قال السندى :أى انصرف واستغفر بعد الانصراف ففيه اختصار، والله أعلم(حاشية مسند احمد،تحت رقم الحديث ۲۲۳۶۵)

قال المصنف رحمه الله تعالى :(حدثنا إبراهيم بن موسى أخبرنا عيسى عن الأوزاعى عن أبى عمار عن أبى أسماء عن ثوبان مولى رسول الله صلى الله عليه وسلم رضى الله عنه :(أن النبى صلى الله عليه وآله وسلم كان إذا أراد أن ينصرف من صلاته استغفر ثلاث مرات ثم قال :اللهم...)، فذكر معنى حديث عائشة رضى الله عنها) .قوله :((أن النبى صلى الله عليه وسلم كان إذا أراد أن ينصرف من صلاته، استغفر ثلاث مرات ..)) يعنى :كان إذا أراد أن ينصرف من صلاته إلى المأمومين فقبل أن ينصرف كان يستغفر ثلاث مرات بعدما يسلم، يقول :أستغفر الله، أستغفر الله، أستغفر الله اللهم ..ثم يأتى بالذكر الذى تقدم فى الحديث الذى قبل هذا، فقد كان يجمع بين الاستغفار وبين هذا الذكر الذى هو :(اللهم أنت السلام ومنک السلام(شرح سنن أبى داود۔عبد المحسن العباد، ج۸،ص ۲۵۱)

۱؎ وعن على بن أبى طالب رضى الله تعالى عنه قال "كان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم إذا سلم من الصلاة قال اللهم اغفر لى ما قدمت وما أخرت وما أسررت وما أعلنت وما أسرفت وما أنت أعلم به منى أنت المقدم وأنت المؤخر لا إله إلا أنت "هكذا رواه أبو داود بإسناد صحيح وهو إسناد مسلم هكذا فى رواية وفى رواية أنه كان يقول هذا بين التشهد والتسليم وقد سبق هذا فى موضعه ولا منافاة بين الروايتين فهما صحيحتان وكان يقول الدعاء فى الموضعين والله اعلم (المجموع، ج۳،ص ۴۸۶، كتاب الصلاة،باب صفة الصلاة، مسائل تتعلق بالاشارة المسبحة)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

یہاں یہ بات ملحوظ رہنی چاہئے کہ بعض حضرات مذکورہ مسنون دعا کے ساتھ کچھ ایسے کلمات کا اضافہ کر لیتے ہیں، جن کا احادیث میں ذکر نہیں، مثلاً ’’وَاِلَیْکَ یَرْجِعُ السَّلَامُ، فَحَیِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ، وَاَدْخِلْنَا دَارَالسَّلَامِ‘‘ ان سے بچنا چاہئے۔ [۱]

اور کئی صحیح احادیث سے نماز کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دیگر دعائیں پڑھنا بھی ثابت ہے، جن کے پیشِ نظر محدثین نے فرمایا کہ نماز کے بعد ان دوسری دعاؤں کو پڑھنا بھی

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

ویمکن الجمع بأنه كان يقول ذلک فی الموضعين . وظاهر حديث عائشة هذا أنه كان لا يقول الأذكار الواردة فی هذا المحل إلا بعد قيامه من مجلسه، لكن يعارضه حديث جابر بن سمرة أنه صلى الله عليه وسلم كان إذا صلى الفجر جلس فی مصلاه حتى تطلع الشمس .أخرجه مسلم .ويمكن الجمع بتخصيص الصبح، وأولى منه أن يحمل النفی على الهيئة المخصوصة بأن يترک التورک والاستقبال ويقبل على أصحابه كما ثبت ذلک فی حديث آخر (نتائج الافکار، ج۲ ص۲۵۴، باب الاذكار بعد الصلاة)

[۱] قال شيخ مشايخنا الجزری فی التصحيح أما ما يزيد بعد قوله ومنک السلام ومن نحو وإليک يرجع السلام فحينا ربنا بالسلام وأدخلنا دار السلام فلا أصل له عند علمائنا الكرام انتهى (شرح مسند ابی حنیفة لملاعلی القاری، ص ۹۴)

اس دعا کے ساتھ بعض حضرات ’’تبارکت‘‘ کے بعد ’’ربنا وتعالیت‘‘ کا اضافہ بھی کرتے ہیں، اس سلسلہ میں تحقیق کرنے سے تاریخ دمشق لابنِ عساکر میں درجِ ذیل الفاظ میں روایات دستیاب ہوئیں:

عن عائشة قالت كان رسول الله (صلى الله عليه وسلم) يقول اللهم أنت السلام ومنک السلام تباركت وتعاليت يا ذا الجلال والإكرام (تحت رقم الترجمة ۷۱۰۱، محمد بن يحيى بن محمد بن عبد الله بن محمد بن زكريا أبو عبد الله السلمی)

ثوبان مولى رسول الله (صلى الله عليه وسلم) قال كان رسول الله (صلى الله عليه وسلم) إذا أراد أن ينصرف من صلاته استغفر ثلاث مرات ثم قال اللهم أنت السلام ومنک السلام تباركت وتعاليت يا ذا الجلال والأكرام ((تاريخ دمشق لابن عساكر، تحت رقم الترجمة ۲۷۱۰، شداد بن عبد الله أبو عمار القرشی الأموی)

مگر پہلی روایت میں تو نماز کے بعد کا ذکر نہیں، اور دوسری روایت میں ربنا کا اضافہ نہیں۔

البتہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی قنوتِ وتر کی دعا میں یہ الفاظ مذکور ہیں، مگر وہ دعا مبحوث فیہ موضوع سے خارج ہے۔

عَنْ أَبِي الحَوْرَاءِ، قَالَ :قَالَ الحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ :عَلَّمَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلِمَاتٍ أَقُولُهُنَّ فِي الوِتْرِ :اللَّهُمَّ اهْدِنِي فِيمَنْ هَدَيْتَ، وَعَافِنِي فِيمَنْ عَافَيْتَ، وَتَوَلَّنِي فِيمَنْ تَوَلَّيْتَ، وَبَارِكْ لِي فِيمَا أَعْطَيْتَ، وَقِنِي شَرَّ مَا قَضَيْتَ، فَإِنَّكَ تَقْضِي وَلَا يُقْضَى عَلَيْكَ، وَإِنَّهُ لَا يَذِلُّ مَنْ وَالَيْتَ، تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ (ترمذی، رقم الحديث ۴۶۴)

Idara Ghufran

درست ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کوئی دعا، اور کبھی کوئی دوسری دعا کیا کرتے تھے، تاہم جن فرض نمازوں کے بعد سنتیں ہیں (مثلاً ظہر، مغرب، عشاء) ان میں فرضوں کے بعد مذکورہ دعا کے بقدر یا اس کے لگ بھگ مسنون وماثور دعا کرنے کے بعد سنتیں پڑھ لینا چاہیے، اور زیادہ تاخیر نہیں کرنی چاہیے۔

اور اگر کوئی طویل ذکرودعا کرنی ہو، تو وہ سنتوں سے فراغت کے بعد کرنی چاہیے۔[1]

ساتویں روایت:

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقُوْلُ فِیْ دُبُرِ کُلِّ صَلٰوۃٍ مَکْتُوْبَۃٍ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ

---

[1] اور حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رَمَقْتُ الصَّلَاۃَ مَعَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، فَوَجَدْتُ قِیَامَہٗ فَرَکْعَتَہٗ، فَاعْتِدَالَہٗ بَعْدَ رُکُوعِہٖ، فَسَجْدَتَہٗ، فَجَلْسَتَہٗ بَیْنَ السَّجْدَتَیْنِ، فَسَجْدَتَہٗ، فَجَلْسَتَہٗ مَا بَیْنَ التَّسْلِیمِ وَالِانْصِرَافِ، قَرِیبًا مِنَ السَّوَاءِ (مسلم، رقم الحدیث ۴۷۱ "۱۹۳" باب اعتدال أرکان الصلاۃ وتخفیفھا فی تمام)

اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ سلام کے بعد قبلے کی طرف رخ کیے ہوئے ہونے کی حالت میں مختصر وقت کے لیے بیٹھتے تھے، جس کی مزید تفصیل آگے ہدایات وتنبیہات کے ذیل میں آتی ہے۔

واعلم أن المذکور فی حدیث عائشۃ ھذا ھو قولھا لم یقعد إلا مقدار ما یقول وذلک لا یستلزم سنیۃ أن یقول ذلک بعینہ فی دبر کل صلاۃ إذا لم یقل إلا حتی یقول أو إلی أن یقول فیجوز کونہ کان مرۃ بأولہ ومرۃ یقول غیرہ من الأوراد الواردۃ ومقتضی العبارۃ حینئذ أن السنۃ أن یفصل بذکر قدر ذلک وذلک یکون تقریبا فقد یزید قلیلا وقد ینقص قلیلا وقد یدرج وقد یرتل فأما ما یکون زیادۃ غیر متقاربۃ مثل العدد المعروف من التسبیحات والتحمیدات والتکبیرات فینبغی استنان تأخیرہ عن الراتبۃ وکذا آیۃ الکرسی ونحوھا علی أن ثبوت ذلک عن المصطفی صلی اللہ علیہ وسلم بمواظبۃ فلم تثبت بل الثابت ندبہ إلی ذلک ولا یلزم من ندبہ إلی شیء مواظبتہ علیہ فالأولی أن لا تقرأ الأعداد قبل السنۃ لکن لو فعل لم تسقط حتی إذا صلی بعد الأوراد یقع سنۃ مؤداۃ قال أبو زرعۃ :ھذا لا یعارضہ خبر إن الملائکۃ تصلی علی أحدکم ما دام فی مصلاہ لأنہ کان یترک الشیء وھو یحب فعلہ خشیۃ المشقۃ علی الناس والافتراض علیھم(فیض القدیر شرح الجامع الصغیر، ج۵ ص ۱۴۲، تحت رقم الحدیث ۶۷۲۲)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ .اَللّٰھُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْکَ الْجَدُّ (بخاری) ؎۱

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر فرض نماز کے بعد یہ دُعا فرماتے تھے کہ:

”لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ .اَللّٰھُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْکَ الْجَدُّ“

یعنی ”اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لیے ملک ہے اور اسی کے لیے تمام تعریفیں ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے؛ اے اللہ! جو کچھ آپ عطا فرمائیں، اسے کوئی روکنے والا نہیں (لہٰذا مجھے خیر عطا فرما دیجئے) اور جو کچھ آپ روکنا چاہیں، اُسے کوئی دینے والا نہیں (لہٰذا مجھے شر سے بچا لیجئے) اور کسی مالدار کو آپ کے عذاب سے مال داری نہیں بچا سکتی“ (ترجمہ ختم)

اور مسلم کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ، إِذَا فَرَغَ مِنَ الصَّلَاۃِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ، لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ، اَللّٰھُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَیْتَ، وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْکَ الْجَدُّ (مسلم) ؎۲

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے فارغ ہو جاتے تھے، اور سلام پھیر لیتے تھے، تو یہ دُعا فرماتے تھے کہ:

”لَا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ، لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ

؎۱ رقم الحدیث ۸۴۴، کتاب الاذان، باب الذکر بعد الصلاۃ، دارطوق النجاۃ، بیروت.

؎۲ رقم الحدیث ۵۹۳ ”۱۳۷“ کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ، باب استحباب الذکر بعد الصلاۃ وبیان صفتہ، داراحیاء التراث العربی، بیروت.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

شَیْءٍ قَدِیْرٌ، اَللّٰھُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَیْتَ، وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْکَ الْجَدُّ‘‘(ترجمہ ختم)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقُوْلُ دُبُرَ الصَّلَاۃِ إِذَا سَلَّمَ: لَآ إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ، لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ، اَللّٰھُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَیْتَ، وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْکَ الْجَدُّ (سنن نسائی) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد جب سلام پھیر لیتے تھے، تو یہ دُعا فرماتے تھے کہ:

’’لَا إِلٰـہَ إِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ، لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ، اَللّٰھُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَیْتَ، وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْکَ الْجَدُّ‘‘(ترجمہ ختم)

فائدہ: ان کلمات میں اللہ تعالیٰ کی توصیف اور حمد وثناء کے بعد ایک خاص انداز میں اللہ تعالیٰ سے دعا بھی مذکور ہے، جس سے نماز کے بعد دعا و ذکر کا ثبوت ہوتا ہے۔ [2]

آٹھویں روایت:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ إِذَا انْصَرَفَ مِنْ صَلَاتِہٖ قَالَ:

---

[1] رقم الحدیث ۱۳۴۲، کتاب السھو، باب التھلیل بعد التسلیم، مکتب المطبوعات الإسلامیۃ - حلب، المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث ۹۱۸.

[2] فَإِنْ قُلْتَ إِنَّ الشَّھَادَتَیْنِ لَیْسَتَا دُعَاءً قُلْتُ إِنَّ التَّلَفُّظَ بِھِمَا شُکْرٌ وقد قال تعالٰی (لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَأَزِیْدَنَّکُمْ) فَھُوَ دُعَاءٌ فِی الْمَعْنَی (حاشیۃ العدوی علی شرح کفایۃ الطالب الربانی، علی الصعیدی العدوی المالکی، ج ۱، ص ۲۰۲، کتاب الطھارۃ، باب صفۃ الوضوء والاستنجاء والاستجمار)

Idara Ghufran

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ، وهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ، ولَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، ولا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ (مسند البزار) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے فارغ ہوتے، تو یہ دُعا فرماتے تھے کہ:

"لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ، وهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ، وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، ولاَ يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ"

یعنی "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لیے مُلک ہے اور اسی کے لیے تمام تعریفیں ہیں، اس کے ہاتھ میں خیر ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے؛ اے اللہ! جو کچھ آپ عطا فرمائیں، اسے کوئی روکنے والا نہیں، اور جو کچھ آپ روکنا چاہیں، اُسے کوئی دینے والا نہیں؛ اور کسی مالدار کو آپ کے عذاب سے مال داری نہیں بچا سکتی" (ترجمہ ختم)

فائدہ: یہ روایت بھی اس سے پہلی روایت کے مطابق ہے، جس سے نماز کے بعد ذکر و دعا کا ثبوت ہوتا ہے۔

نویں روایت:

خلیفۂ راشد حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

---

[1] رقم الحديث ۴۷۶۵، مكتبة العلوم والحكم -المدينة المنورة، واللفظ لهٗ، الدعاء للطبرانی، رقم الحديث ۶۷۹، القدر للفريابی، رقم الحديث ۱۵۹.

قال الهيثمی:

رواه البزار، والطبرانی بنحوه، إلا أنه زاد "يحيي ويميت" ولم يقل " :بيده الخير ".
وإسنادهما حسن(مجمع الزوائد،ج۱۰ ص۱۰۳ ،باب ما جاء فی الأذكار عقب الصلاة)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمِ اِذَا سَلَّمَ مِنَ الصَّلاةِ قَالَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ مَاقَدَّمْتُ وَمَاأَخَّرْتُ وَمَااَسْرَرْتُ وَمَااَعْلَنْتُ وَمَا اَسْرَفْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ أَنْتَ الْمُقَدَّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخَّرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ

(ابوداؤد) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کا سلام پھیرتے تو ان الفاظ میں دُعا فرماتے:

”اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ مَاقَدَّمْتُ وَمَاأَخَّرْتُ وَمَااَسْرَرْتُ وَمَااَعْلَنْتُ وَمَا اَسْرَفْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ أَنْتَ الْمُقَدَّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخَّرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ“

یعنی ”اے اللہ میرے اگلے، پچھلے، خفیہ اور علانیہ گناہوں اور میری کی زیادتیوں کو معاف فرمادیجیے اور آپ ان گناہوں کو مجھ سے بھی زیادہ جانتے ہیں، آپ ہی ہر چیز سے مقدم ہیں اور آپ ہی ہر چیز سے مؤخر ہیں، آپ کے سوا کوئی معبود نہیں“ (ترجمہ ختم)

اس حدیث سے نماز کے بعد اپنے گناہوں اور خطاؤں کی معافی کی جامع دعا کا ثبوت ہوا۔

دسویں روایت:

حضرت عمرو بن میمون اودی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ سَعْدٌ يُعَلِّمُ بَنِيْهِ هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ كَمَا يُعَلِّمُ الْمُعَلِّمُ الْغِلْمَانَ الْكِتَابَةَ وَيَقُوْلُ: اِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَعَوَّذُ مِنْهُنَّ دُبُرَ الصَّلاةِ، اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَاَعُوْذُبِكَ اَنْ اُرَدَّ

---

[1] رقم الحديث ١٥٠٩، كتاب الصلاة، باب مايستفتح به الصلاة من الدعاء، المكتبة العصرية، بيروت؛ مسند احمد من مسند على ابن ابى طالب رضى الله عنه، صحيح ابن حبان، ٢٠٢٥، ذكر ما يستحب للمرء أن يسأل الله جل وعلا فى عقيب الصلاة التفضل عليه بمغفرة ما تقدم من ذنبه.
فى حاشية ابن حبان: إسناده صحيح على شرط مسلم .

Idara Ghufran

اِلٰی اَرْذَلِ الْعُمُرِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْیَا وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ (بخاری) ؎۱

ترجمہ: حضرت سعد رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے کو یہ دعائیہ کلمات اس طرح سکھاتے تھے، جس طرح معلّم بچے کو لکھنا سکھاتے ہیں، اور فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد ان الفاظ سے (اللہ تعالیٰ سے) پناہ طلب کیا کرتے تھے کہ:

" اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْجُبْنِ وَاَعُوْذُبِکَ اَنْ اُرَدَّ اِلٰی اَرْذَلِ الْعُمُرِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْیَا وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ "

یعنی "یا اللہ! میں آپ سے بزدلی سے پناہ چاہتا ہوں اور نکمّی (ونا کارہ) عمر کی طرف لوٹائے جانے سے پناہ چاہتا ہوں اور آپ سے پناہ چاہتا ہوں دنیا کے فتنہ سے اور آپ سے پناہ چاہتا ہوں، قبر کے عذاب سے (ترجمہ ختم)

فائدہ: اس حدیث سے نماز کے بعد بزدلی، نکمی عمر، دنیا کے وبال وفتنہ اور قبر کے عذاب سے حفاظت کی دعا کرنا ثابت ہوا۔

گیارھویں روایت:

حضرت مسلم بن ابی بکرہ فرماتے ہیں کہ:

كَانَ أَبِىْ يَقُوْلُ فِىْ دُبُرِ الصَّلَاةِ: اَللّٰهُمَّ إِنِّىْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ ، فَكُنْتُ أَقُوْلُهُنَّ، فَقَالَ أَبِىْ: أَىْ بُنَىَّ، عَمَّنْ أَخَذْتَ هٰذَا؟ قُلْتُ عَنْكَ، قَالَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُهُنَّ فِىْ دُبُرِ الصَّلَاةِ (سنن نسائی) ؎۲

؎۱ رقم الحديث ۲۸۲۲، كتاب الجهاد والسير، باب ما يتعوذ من الجبن، دارطوق النجاة، بيروت.

؎۲ رقم الحديث ۱۳۴۷، كتاب السهو، باب التعوذ فى دبر الصلاة، مكتب المطبوعات الإسلامية -حلب، واللفظ لهٗ، ورقم الحديث ۵۴۶۵، مسند احمد، رقم الحديث ۲۰۴۴۷. فى حاشية مسند احمد: إسناده قوى على شرط مسلم.

Idara Ghufran
Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ترجمہ: میرے والد (حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ) نماز کے بعد یہ دعا پڑھتے تھے کہ:

”اَللّٰھُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْکُفْرِ وَالْفَقْرِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ“

یعنی ”اے اللہ! میں آپ کے ذریعہ کفر اور فقر اور عذابِ قبر سے پناہ طلب کرتا ہوں“

تو میں بھی یہ دعا پڑھتا تھا، پھر میرے والد نے فرمایا کہ اے میرے بیٹے! آپ نے یہ دعا کس سے لی ہے؟ تو میں نے کہا کہ آپ سے، تو حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے اس پر فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دعا کو نماز کے بعد پڑھا کرتے تھے (ترجمہ ختم)

اس حدیث سے نماز کے بعد کفر، فقر و فاقہ اور عذابِ قبر سے حفاظت کی دعا کرنا ثابت ہوا۔

بارھویں روایت:

حضرت ابونضرہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

کَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ، عَلٰی ھٰذَا الْمِنْبَرِ یَقُوْلُ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَتَعَوَّذُ دُبُرَ کُلِّ صَلَاۃٍ مِنْ أَرْبَعٍ، یَقُوْلُ: اَللّٰھُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُ بِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، اَللّٰھُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُ بِکَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ، اَللّٰھُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْفِتَنِ، مَا ظَھَرَ مِنْھَا وَمَا بَطَنَ، اَللّٰھُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُ بِکَ مِنْ فِتْنَۃِ الْأَعْوَرِ الْکَذَّابِ (مسند احمد) [1]

ترجمہ: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ اس منبر پر یہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے بعد چار چیزوں سے پناہ طلب کیا کرتے تھے، اور یہ دعا کرتے تھے کہ:

”اَللّٰھُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُ بِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، اَللّٰھُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُ بِکَ مِنْ عَذَابِ

---

[1] رقم الحدیث ۲۷۷۸، مؤسسة الرسالة، بیروت.
فی حاشیة مسند احمد: حدیث صحیح.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

النَّارِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْفِتَنِ، مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ، اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُ بِکَ مِنْ فِتْنَةِ الْأَعْوَرِ الْكَذَّابِ“

یعنی”یا اللہ! میں آپ کے ذریعہ سے عذابِ قبر سے پناہ طلب کرتا ہوں، یا اللہ! میں آپ کے ذریعہ سے آگ کے عذاب سے پناہ طلب کرتا ہوں، یا اللہ! میں آپ کے ذریعہ سے تمام فتنوں سے پناہ طلب کرتا ہوں، جو فتنے ظاہر ہیں، اور جو فتنے چھپے ہوئے ہیں، ان سب سے، یا اللہ! میں آپ کے ذریعہ سے کانے کذاب (یعنی دجال) کے فتنہ سے پناہ طلب کرتا ہوں (ترجمہ ختم)

فائدہ: اس حدیث سے نماز کے بعد، قبر اور جہنم کے عذاب اور ہر قسم کے فتنوں اور خاص طور پر کانے دجال کے فتنہ سے نجات کی دعا کرنا ثابت ہوا۔

تیرھویں روایت:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ فِیْ دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ: اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُ بِکَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَمَنْ شَرِّ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ (مستخرج أبی عوانة) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے بعد یہ دعا کرتے تھے کہ:

”اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُ بِکَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَمَنْ شَرِّ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ“

یعنی”یا اللہ! میں آپ کے ذریعہ سے آگ کے عذاب سے، اور قبر کے عذاب سے، اور زندگی اور موت کے فتنہ سے، اور مسیح دجال کے شر سے پناہ طلب کرتا

---

[1] رقم الحديث ۲۰۷۸، كتاب الصلاة، دارالمعرفة، بيروت.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ہوں‘‘ (ترجمہ ختم)

فائدہ: اس حدیث سے نماز کے بعد جہنم اور قبر کے عذاب اور زندگی اور موت کے فتنے اور بطورِ خاص دجال کے فتنہ سے نجات کی دعا کرنا ثابت ہوا۔

چودھویں روایت:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ أَخَذَ بِیَدِہٖ وَقَالَ یَا مُعَاذُ وَاللّٰہِ اِنِّیْ لَأُحِبُّکَ وَاللّٰہِ اِنِّیْ لَأُحِبُّکَ ،فَقَالَ :أُوْصِیْکَ یَا مَعَاذُ ! لَا تَدَعَنَّ فِیْ دُبُرِ کُلِّ صَلَاۃٍ اَنْ تَقُوْلَ : اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ (ابوداؤد) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا اے معاذ! اللہ کی قسم میں آپ سے محبت کرتا ہوں، اور (دوبارہ فرمایا) اللہ کی قسم میں آپ سے محبت کرتا ہوں؛ پھر اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے معاذ میں آپ کو اس چیز کی وصیت کرتا ہوں کہ آپ ہر نماز کے بعد اِس دُعا کے کرنے کو نہ چھوڑا کریں کہ:

’’اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ‘‘

یعنی ’’یا اللہ! میری مدد کیجیے اپنا ذکر کرنے پر اور اپنا شکر کرنے پر اور اپنی اچھی عبادت کرنے پر‘‘ (ترجمہ ختم)

---

[1] رقم الحدیث ۱۵۲۲، کتاب سجود القرآن، باب فی الاستغفار، المکتبۃ العصریۃ، بیروت، واللفظ لہٗ، مسند احمد، رقم الحدیث ۲۲۱۱۹؛ نسائی، کتاب السھو، معجم طبرانی فی الکبیر، مستدرک حاکم، کتاب الصلاۃ، باب التأمین، مسند بزار حدیث نمبر ۲۶۶۱.
فی حاشیۃ مسند احمد: إسنادہ صحیح، رجالہ ثقات رجال الصحیح غیر عقبۃ بن مسلم، فقد روی لہ البخاری فی "الأدب المفرد "وأبو داود والترمذی والنسائی، وھو ثقۃ .

Idara Ghufran
Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

فائدہ: اس حدیث سے نماز کے بعد اللہ تعالیٰ کے ذکر اور شکر اور اچھی عبادت کی توفیق ومدد حاصل ہونے کی دعا کا کرنا ثابت ہوا۔

پندرہویں روایت:

حضرت ابومروان سے روایت ہے کہ:

أَنَّ كَعْبًا حَلَفَ لَهُ بِالَّذِى فَلَقَ الْبَحْرَ لِمُوسٰى أَنَّا نَجِدُ فِى الْكِتَابِ أَنَّ دَاوُدَ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا انْصَرَفَ مِنَ الصَّلَاةِ قَالَ: اَللّٰهُمَّ أَصْلِحْ لِى دِيْنِىَ الَّذِى جَعَلْتَهُ لِى عِصْمَةَ أَمْرِى وَأَصْلِحْ لِى دُنْيَاىَ الَّتِى جَعَلْتَ فِيْهَا مَعَاشِى اَللّٰهُمَّ إِنِّى أَعُوْذُ بِكَ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَبِعَفْوِكَ مِنْ نِقْمَتِكَ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِىَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ ، وَحَدَّثَنِى كَعْبٌ أَنَّ صُهَيْبًا حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُهُنَّ عِنْدَ انْصِرَافِهِ مِنْ صَلَاتِهِ (صحيح ابن حبان) [1]

---

[1] رقم الحديث ٢٠٢٦، ذكر ما يستحب للمرء أن يسأل الله جل وعلا صلاح دينه ودنياه فى عقيب صلاته، مؤسسة الرسالة، بيروت، واللفظ لهٗ، السنن الكبرىٰ للنسائى، رقم الحديث ١٢٧٠، ورقم الحديث ٩٨٨٨.

قال ابن حجر:

هذا حديث حسن، أخرجه النسائى مختصراً وابن خزيمة من رواية عبد الله بن وهب، عن حفص بن ميسرة، عن موسى بن عقبة (نتائج الافكار فى تخريج احاديث الاذكار، ج٢ص٣٣٥، باب الحث على ذكر الله تعالىٰ بعد صلاة الصبح)

وقال البوصيرى:

قلت: رواه ابن حبان فى صحيحه: ثنا الحسن بن قتيبة، ثنا ابن أبى المسرى قال: قرء على حفص بن ميسرة وأنا أسمع قال: حدثنى موسى بن عقبة ...فذكره. وله شاهد من حديث معاوية بن أبى سفيان، رواه أبوداود الطيالسى ومسدد وأحمد بن منيع، وتقدم فى كتاب العلم (اتحاف الخيرة المهرة بزوائد المسانيد العشرة، ج٢ص ٢٣١، كتاب

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ترجمہ: حضرت کعب نے اس ذات کی قسم کھائی، جس نے سمندر کو موسیٰ علیہ السلام کے لئے چیر دیا تھا کہ بے شک ہم نے (اللہ تعالیٰ کی) کتاب میں یہ پایا ہے کہ اللہ کے نبی داؤد علیہ الصلاۃ والسلام جب نماز سے پھرتے تھے، تو یہ دعا کرتے تھے کہ:

”اَللّٰهُمَّ أَصْلِحْ لِيْ دِيْنِيَ الَّذِيْ جَعَلْتَهٗ لِيْ عِصْمَةَ أَمْرِيْ وَأَصْلِحْ لِيْ دُنْيَايَ الَّتِيْ جَعَلْتَ فِيْهَا مَعَاشِيْ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَبِعَفْوِكَ مِنْ نِقْمَتِكَ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ“

یعنی ”اے اللہ! میرے لیے میرا دین درست وکار آمد بنا دیجیے جسے آپ نے میرے لیے (نفس وشیطان کے شرور اور آخرت کے عذاب سے) حفاظت کا ذریعہ بنایا ہے، اور میرے لیے میری دنیا کو درست وکار آمد بنا دیجیے جس میں آپ نے میرا معاش رکھا ہے، یا اللہ! میں آپ کی رضا کے ساتھ آپ کے غصہ سے پناہ چاہتا ہوں، اور آپ کی معافی کے ساتھ آپ کی سزا سے پناہ چاہتا ہوں اور آپ (کی رحمت) کے ساتھ آپ (کے عذاب) سے پناہ چاہتا ہوں، یا اللہ! جو آپ عطا فرمائیں اُسے کوئی روکنے والا نہیں اور جو آپ روکنا چاہیں اُسے کوئی دینے والا نہیں، اور کسی جاہ ومرتبہ والے کو آپ کے عذاب سے یہ جاہ ومرتبہ نہیں بچا سکتا“

اور مجھ سے حضرت کعب نے یہ بیان کیا کہ حضرت صہیب (رضی اللہ عنہ) نے ان سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد یہ دعا کرتے

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

افتتاح الصلاة ،باب صفة الانصراف من الصلاة وما يقوله عند الانصراف منها وما جاء فيمن ينصرف قبل الإمام)

وقال أيمن صالح شعبان: إسناده حسن :أخرجه النسائي في عمل اليوم والليلة(جامع الأصول في أحاديث الرسول،ج۴ص۲۲۸، الكتاب الاول في الدعاء،الباب الثاني، القسم الاول، الفصل الثاني،في الصلاة مطلقا ومشتركا)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

تھے (ترجمہ ختم)

فائدہ: اس حدیث سے نماز کے بعد دین کی حفاظت اور اللہ تعالیٰ کے غصہ اور سزا اور عذاب سے پناہ وحفاظت کی دعا کرنا ثابت ہوا۔

سولھویں روایت:

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

مَا دَنَوْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ دُبُرِ صَلَاةٍ مَكْتُوْبَةٍ وَلَا تَطَوُّعٍ، إِلَّا سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ وَخَطَايَايَ كُلَّهَا، اَللّٰهُمَّ أَنْعِشْنِيْ، وَاجْبُرْنِيْ، وَاهْدِنِيْ لِصَالِحِ الْأَعْمَالِ وَالْأَخْلَاقِ، إِنَّهُ لَا يَهْدِيْ لِصَالِحِهَا، وَلَا يَصْرِفُ سَيِّئَهَا إِلَّا أَنْتَ (عمل اليوم والليلة لابن السنى) [1]

ترجمہ: میں جب بھی فرض اور نفل نماز کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوا، تو میں نے آپ کو یہ دعا کرتے ہوئے سنا کہ:

”اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ وَخَطَايَايَ كُلَّهَا، اَللّٰهُمَّ أَنْعِشْنِيْ، وَاجْبُرْنِيْ، وَاهْدِنِيْ لِصَالِحِ الْأَعْمَالِ وَالْأَخْلَاقِ، إِنَّهُ لَا يَهْدِيْ لِصَالِحِهَا، وَلَا يَصْرِفُ سَيِّئَهَا إِلَّا أَنْتَ“

یعنی ”یااللہ! میرے تمام گناہوں اور خطاؤں کو معاف فرما، یااللہ! مجھے (دارین

---

[1] رقم الحديث ١١٦، باب مايقول فى دبر صلاة الصبح، دار القبلة للثقافة الإسلامية ومؤسسة علوم القرآن - جدة / بيروت، واللفظ لهٗ، المعجم الكبير للطبرانى باختلاف يسير، رقم الحديث ٧٨١١.

قال الهيثمى:

رواه الطبرانى، ورجاله رجال الصحيح غير الزبير بن خريق، وهو ثقة (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ١٦٩٨٢، باب الدعاء فى الصلاة وبعدها)

وقال الالبانى: حسن (صحيح الجامع الصغير وزيادته، تحت رقم الحديث ١٢٦٦)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

میں) بلند فرما، اور میرے معاملات درست فرما، اور مجھے نیک اعمال اور نیک اخلاق کی ہدایت عطا فرما، بلاشبہ نیک اعمال واخلاق کی ہدایت اور برے اعمال سے نجات آپ کے علاوہ کوئی نہیں دے سکتا (ترجمہ ختم)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

مَا صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَنَا قَرِيْبٌ مِّنْهُ إِلَّا سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ خَطَايَايَ وَذُنُوْبِيْ كُلَّهَا، اَللّٰهُمَّ أَنْعِشْنِيْ وَأَجِرْنِيْ، وَاهْدِنِيْ لِصَالِحِ الْأَعْمَالِ وَالْأَخْلَاقِ، فَإِنَّهُ لَا يَهْدِيْ لِصَالِحِهَا، وَلَا يَصْرِفُ عَنِّيْ سَيِّئَهَا إِلَّا أَنْتَ (المعجم الكبير للطبراني رقم الحديث ۷۸۹۳، مكتبة ابن تيمية، القاهرة)

ترجمہ: میں جب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتا، اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوتا، تو میں ہر نماز کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دعا کرتے ہوئے سنتا کہ:

"اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ خَطَايَايَ وَذُنُوْبِيْ كُلَّهَا، اَللّٰهُمَّ أَنْعِشْنِيْ وَأَجِرْنِيْ، وَاهْدِنِيْ لِصَالِحِ الْأَعْمَالِ وَالْأَخْلَاقِ، فَإِنَّهُ لَا يَهْدِيْ لِصَالِحِهَا، وَلَا يَصْرِفُ عَنِّيْ سَيِّئَهَا إِلَّا أَنْتَ"

"یا اللہ! میری تمام خطاؤں اور گناہوں کو معاف فرما دیجئے، یا اللہ! مجھے (دارین میں) بلند فرما دیجئے، اور مجھے (برائیوں سے) بچائیے، اور مجھے نیک اعمال اور نیک اخلاق کی ہدایت عطا فرما دیجئے، بلاشبہ نیک اعمال واخلاق کی ہدایت اور مجھے برے اعمال سے نجات آپ کے علاوہ کوئی نہیں دے سکتا (ترجمہ ختم)

فائدہ: اس حدیث سے نماز کے بعد اپنے گناہوں اور خطاؤں کی معافی اور دنیا و آخرت میں بلندگی اور برائیوں سے حفاظت اور نیک اعمال واخلاق کی ہدایت حاصل ہونے اور برے

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اعمال واخلاق سے نجات وحفاظت کی دعا کرنا ثابت ہوا۔ ۱؎

سترہویں روایت:

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

مَا صَلَّيْتُ خَلْفَ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ إِلَّا سَمِعْتُهُ حِيْنَ يَنْصَرِفُ يَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ خَطَايَايَ وَذُنُوْبِيْ كُلَّهَا اَللّٰهُمَّ انْعِشْنِيْ وَاجْبُرْنِيْ وَاهْدِنِيْ لِصَالِحِ الْأَعْمَالِ وَالْأَخْلَاقِ؛ إِنَّهٗ لَا يَهْدِيْ لِصَالِحِهَا وَلَا يَصْرِفُ سَيِّئَهَا إِلَّا أَنْتَ (المعجم الصغیر للطبرانی) ۲؎

۱؎ (اللهم اغفر لي ذنوبي) جمع ذنب والذنب ما له تبعة دنيوية أو أخروية مأخوذ من الذنب ولما كان المصطفى صلى الله عليه وعلى آله وسلم معاتبا يترك ما هو الأولى تأكيدا لعصمته أطلق عليه اسم الذنب (وخطاياي) أى استرها وقضية العطف أن الخطايا غير الذنوب (كلها) أى صغيرها وكبيرها (اللهم انعشنى) أى ارفعني وقو جأشي وفى الصحاح نعشه الله رفعه وبابه قطع ولا يقال أنعشه. قال الزمخشري: من المجاز نعشه فانتعش إذا تداركه من ورطة وانتعش نعشك الله ونعشني نعشه كريم والكريم ينعش الناس قال ومن المجاز مول لبيد:

ومنى على السباق لفظ ونعمة . . . كما نعش الدكداك صوت البوارق

(واجبرني) أى سد مفاقري قال فى الصحاح الجبر أن تغني الرجل من فقر أو تصلح عظمه من كسر وجبر الله فلانا سد مفاقره وجبر مصيبته رد عليه ما ذهب منه أو عوضه (واهدني لصالح الأعمال) أى للأعمال الصالحة (والأخلاق) جمع خلق بالضم وهو الطبع والسجية وجمعه باعتبار مخالقته الناس ومجاملتهم كما أشار إليه خبر وخالق الناس بخلق حسن (فإنه لا يهدى لصالحها ولا يصرف سيئها) عنى (إلا أنت) لأنك المقدر للخير والشر فلا يطلب جلب الخير إلا منك ولا دفع الشر إلا منك وحدك وفيه حذف تقديره واصرف عنى سيء الأعمال فإنه لا يهدى إلخ

(طب عن أبي أمامة) قال: ما صليت وراء نبيكم صلى الله عليه وعلى آله وسلم إلا سمعته يقول ذلك قال الهيثمي ورجاله وثقوا(فيض القدير للمناوی، تحت رقم الحديث ۱۵۳۶، حرف الهمزة)

۲؎ رقم الحديث ۶۱۰، المكتب الإسلامي, دار عمار -بيروت، واللفظ لهٗ،المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحديث ۴۴۴۲.

قال الهيثمي:

روا ه الطبراني في الصغير والأوسط، وإسناده جيد(مجمع الزوائد، ج۱۰ ص ۱۱۱)

وقال في موضع:

روا ه الطبراني، ورجاله وثقوا(مجمع الزوائد، ج۱۰ ص۱۷۳)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ترجمہ: میں نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے جب بھی نماز پڑھی، تو میں نے آپ سے نماز کا سلام پھیرنے کے بعد یہ دعا کرتے ہوئے سنا کہ:

”اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ خَطَايَایَ وَذُنُوْبِیْ كُلَّهَا اَللّٰهُمَّ انْعَشْنِیْ وَاجْبُرْنِیْ وَاهْدِنِیْ لِصَالِحِ الْأَعْمَالِ وَالْأَخْلَاقِ، إِنَّهٗ لَا يَهْدِیْ لِصَالِحِهَا وَلَا يَصْرِفُ سَيِّئَهَا إِلَّا أَنْتَ“

”یا اللہ! میری تمام خطاؤں اور گناہوں کو معاف فرمادیجئے، یا اللہ! مجھے (دارین میں) بلند فرمادیجئے، اور میرے معاملات درست فرمادیجئے، اور مجھے نیک اعمال اور نیک اخلاق کی ہدایت عطا فرمادیجئے، بلاشبہ نیک اعمال واخلاق کی ہدایت اور برے اعمال سے نجات آپ کے علاوہ کوئی نہیں دے سکتا (ترجمہ ختم)

فائدہ: اس حدیث سے گزشتہ حدیث کی طرح نماز کے بعد تمام خطاؤں اور گناہوں کی معافی اور دنیا وآخرت میں بلندگی اور معاملات کی درستگی اور نیک اعمال واخلاق کی ہدایت اور برے اعمال سے نجات وحفاظت کی دعا کا کرنا ثابت ہوا۔

اٹھارہویں روایت:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

فَمَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى صَلَاةً إِلَّا قَالَ فِيْ دُبُرِهَا: اَللّٰهُمَّ رَبَّ جِبْرِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ وَإِسْرَافِيْلَ أَعِذْنِیْ مِنْ حَرِّ النَّارِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ (اثبات عذاب القبر للبیھقی) ۱؎

ترجمہ: پس میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب بھی کوئی نماز

۱؎ رقم الحدیث ۱۸۱، باب استعاذة النبی صلی اللہ علیہ وسلم من عذاب القبر وأمرہ بھا، دار الفرقان، عمان، واللفظ لہٗ، المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحدیث ۳۸۵۸.
قال الھیثمی:
رواہ الطبرانی فی الأوسط عن شیخہ: علی بن سعید الرازی، وفیہ کلام لا یضر، وبقیة رجالہ ثقات (مجمع الزوائد، ج۱۰ ص۱۱۰، باب الدعاء فی الصلاة وبعدھا)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

پڑھی، تو اس کے بعد میں آپ نے یہ دعا کی کہ:

”اَللّٰھُمَّ رَبَّ جِبْرِیْلَ وَمِیْکَائِیْلَ وَإِسْرَافِیْلَ أَعِذْنِیْ مِنْ حَرِّ النَّارِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ“

یعنی ”یا اللہ! جبریل، میکائیل اور اسرافیل کے رب مجھے آگ کی گرمی اور عذابِ قبر سے نجات عطا فرمایئے (ترجمہ ختم)

اس حدیث سے نماز کے بعد جہنم اور قبر کے عذاب سے نجات کی دعا کا کرنا معلوم ہوا۔

انیسویں روایت:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

مَا صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلَاۃً مَکْتُوْبَۃً قَطُّ، إِلَّا قَالَ حِیْنَ أَقْبَلَ عَلَیْنَا بِوَجْھِہٖ:اَللّٰھُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُ بِکَ مِنْ کُلِّ عَمَلٍ یُّخْزِیْنِیْ، وَأَعُوْذُ بِکَ مِنْ کُلِّ صَاحِبٍ یُرْدِیْنِیْ، وَأَعُوْذُ بِکَ مِنْ کُلِّ أَمَلٍ یُّلْھِیْنِیْ، وَأَعُوْذُ بِکَ مِنْ کُلِّ فَقْرٍ یُّنْسِیْنِیْ، وَأَعُوْذُ بِکَ مِنْ کُلِّ غِنًی یُّطْغِیْنِیْ (مسند البزار) [1]

---

[1] رقم الحدیث ۳۱۰۲،مکتبة العلوم والحکم -المدینة المنورة، عمل الیوم واللیلة لابن السنی، رقم الحدیث ۱۲۰، الدعاء للطبرانی، رقم الحدیث ۶۰۴.

قال الھیثمی:

رواہ البزار، وفیہ بکر بن خنیس، وھو متروک، وقد وثق (مجمع الزوائد، ج۱۰ص۱۱۰،باب الدعاء فی الصلاۃ وبعدھا)

وقال ابن حجر:

ھذا حدیث غریب، أخرجہ البزار فی مسندہ .والمعمری فی الیوم واللیلة.جمیعاً عن طالوت بن عباد .فوقع لنا موافقة عالیة .وأخرجہ ابن السنی عن البغوی .قال البزار :لم یروہ عن الجعد إلا أبو عمران ولا عنہ إلا بکر بن خنیس ولیس بالقوی .قلت :أبوہ بالخاء المعجمة والنون والسین المھملة مصغر، وکان ھو عابداً .قال ابن عدی :ھو ممن یکتب حدیثہ .وقال أبو حاتم الرازی :لا یبلغ الترک، وضعفہ جماعة، ولم ینفرد بہ کما قال البزار ولا شیخہ کما سأذکرہ، إن شاء اللہ تعالی(نتائج الافکار، ج۲ص۳۱۳، ۳۱۴، باب الاذکار بعد الصلاۃ)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ترجمہ: ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بھی فرض نماز پڑھائی، تو ہماری طرف اپنا چہرہ مبارک کرکے یہ دعا کی کہ:

”اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُ بِکَ مِنْ کُلِّ عَمَلٍ یُّخْزِیْنِیْ، وَأَعُوْذُ بِکَ مِنْ کُلِّ صَاحِبٍ یُّرْدِیْنِیْ، وَأَعُوْذُ بِکَ مِنْ کُلِّ أَمَلٍ یُّلْهِیْنِیْ، وَأَعُوْذُ بِکَ مِنْ کُلِّ فَقْرٍ یُّنْسِیْنِیْ، وَأَعُوْذُ بِکَ مِنْ کُلِّ غِنًی یُّطْغِیْنِیْ“

یعنی”یا اللہ! میں آپ کے ذریعہ سے ہر اس عمل سے پناہ چاہتا ہوں، جو مجھے رُسوا کردے، اور میں آپ کے ذریعہ سے ہر ایسے ساتھی سے پناہ چاہتا ہوں، جو مجھے ہلاک کردے، اور میں آپ کے ذریعہ سے ہر ایسی خواہش سے پناہ چاہتا ہوں، جو مجھے غافل کردے، اور میں آپ کے ذریعہ سے ہر ایسے فقر سے پناہ چاہتا ہوں، جو مجھے (آپ اور آخرت سے) بھلادے، اور میں آپ کے ذریعہ سے ہر ایسی مالداری سے پناہ چاہتا ہوں، جو مجھے سرکش بنادے (ترجمہ ختم)

فائدہ: اس حدیث سے نماز کے بعد رسوا کرنے والے کام اور ہلاک کرنے والے ساتھی اور غفلت میں مبتلا کرنے والی خواہش اور اللہ وآخرت کو بھلا دینے والے فقر وفاقہ اور سرکش بنادینے والی مالداری سے نجات وحفاظت کی دعا کا کرنا ثابت ہوا۔

بیسویں روایت:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

كَانَ مَقَامِیْ بَیْنَ كَتِفَیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فَكَانَ إِذَا

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وقال فی موضع آخر:

وعقبة شبیه ببکر فی الضعف، لکن اتفاق روایتهما ترقی الحدیث إلی درجة الضعیف الذی یعمل به فی الفضائل (نتائج الافکار، ج۲ص۳۱۶، باب الحث علی ذکر الله تعالی بعد صلاة الصبح)

Idara Ghufran

سَلَّمَ قَالَ: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ خَيْرَ عُمْرِىْ آخِرَهٗ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ خَوَاتِيْمَ عَمَلِىْ رِضْوَانَكَ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ خَيْرَ أَيَّامِىْ يَوْمَ أَلْقَاكَ (المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحدیث ۹۴۱۱، دارالحرمین، القاهرة) [1]

ترجمہ: میں نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں کندھوں کے درمیان (یعنی عین پیٹھ مبارک کے پیچھے) کھڑا ہوتا تھا، پس جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (نماز کا) سلام پھیرتے تھے، تو یہ دعا کرتے تھے کہ:

"اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ خَيْرَ عُمْرِىْ آخِرَهٗ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ خَوَاتِيْمَ عَمَلِىْ رِضْوَانَكَ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ خَيْرَ أَيَّامِىْ يَوْمَ أَلْقَاكَ"

---

[1] قال الطبرانی: لَمْ يَرْوِ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَبِي الْمُحَجَّلِ إِلَّا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ حُسَيْنٍ، وَلَا عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ إِلَّا أَبُو النَّضْرِ، تَفَرَّدَ بِهِ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي النَّضْرِ.

وقال ابن حجر:

قلت: هو أبو بكر بن النضر بن أبي النضر نسب إلى جده، وهو من شيوخ مسلم، واسم جده هاشم بن القاسم، وهو من رجال الصحيحين.

وأبو المحجل بمهملة ثم جيم بوزن محمد اسمه رديني بالنون اسم بلفظ النسب بصيغة التصغير، واسم أبيه مرة، وقيل: مخلد وثقه يحيى بن معين.

واسم ابن أخي أنس حفص، قيل: هو ابن عبد الله بن أبي طلحة أخي أنس لأمه، وقيل: ابن عمر بن عبد الله، فعلى هذا يكون نسب لجده.

وقد أخرج البخاری فی الأدب المفرد وأحمد وأبو داود والنسائی والسراج عدة أحاديث من رواية خلف بن خليفة عن ابن أخي أنس هكذا على الإبهام، وسمى في بعضها عند أحمد حفص بن عمر بن عبد الله بن أبي طلحة، وهو موثق.

والهيثم شيخ الطبرانی من الحفاظ فلم يبق في هذا السند إلا أبو مالک النخعی، وهو ضعيف بالاتفاق، وقد اختلف عليه في شيخه.

فأخرج ابن السنی من رواية صالح بن أبی الأسود عن أبی مالک النخعی عن ابن جدعان عن أنس.

ورواية أبي النضر أولى، لأنه ثقة، وصالح ليس بثقة (نتائج الافكار فی تخریج احادیث الاذکار، ج ۲ ص ۳۰۸، باب الاذکار بعد الصلاة)

وقال الهيثمی:

رواه الطبرانی فی الأوسط، وفيه أبو مالک النخعی، وهو ضعيف (مجمع الزوائد، ج ۱۰ ص ۱۱۰، باب الدعاء فی الصلاة وبعدها)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

یعنی ’’یااللہ! میری عمر کے آخر کو خیر والا بنا دیجئے، یااللہ! میرے آخری اعمال کو اپنی رضا کا ذریعہ بنا دیجئے، یااللہ! میرے دنوں میں سب سے بہتر دن وہ بنا دیجئے، جس میں میں آپ سے ملاقات کروں (ترجمہ ختم)

اس حدیث سے نماز کے بعد، عمر کے آخری حصہ کو خیر والا بنا دینے اور اعمال کے اللہ کی رضا کے مطابق بنا دینے اور قیامت کے دن کو سب سے بہتر دن بنا دینے کی دعا کا کرنا ثابت ہوا۔

اکیسویں روایت:

حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ: إِذَا صَلَّى الصُّبْحَ حِيْنَ يُسَلِّمُ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا، وَرِزْقًا طَيِّبًا، وَعَمَلًا مُتَقَبَّلًا

(سنن ابنِ ماجه) [1]

---

[1] رقم الحديث ۹۲۵، كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها، باب مايقال بعد التسليم، واللفظ لهٗ، مسند احمد، رقم الحديث ۲۶۶۰۲، المعجم الصغير، رقم الحديث ۷۳۵، مصنف ابنِ ابى شيبة، رقم الحديث ۲۹۸۷۵؛ السنن الكبرىٰ للنسائى، رقم الحديث ۹۸۵۰؛ شعب الايمان، رقم الحديث ۱۶۴۵؛ مسند ابى داوٗد الطيالسى، رقم الحديث ۱۷۱۰؛ مسند الحميدى، رقم الحديث ۳۱۸.

قال الهيثمى:

رواه الطبرانى فى الصغير، ورجاله ثقات(مجمع الزوائد، ج۱۰ ص ۱۱۱، باب الدعاء فى الصلاة وبعدها)

وقال ابن حجر:

هذا حديث حسن، أخرجه أحمد عن روح بن عبادة ومحمد بن جعفر كلاهما عن شعبة......ورجال هذه الأسانيد رجال الصحيح إلا المبهم، فإنه لم يسم، ولأم سلمة موالٍ وثقوا.
وقد أخرجه الدارقطنى فى الأفراد من رواية عمر بن سعيد -وهو أخو سفيان الثورى -عن موسى بن أبى عائشة فقال :عن بعض أهل أم سلمة، فكأنه أطلق الأهل على المولى.
وأخرجه أيضاً من رواية شاذان عن سفيان الثورى فقال :عبد الله بن شداد، بدل مولى أم سلمة، وهى رواية شاذة .وقد وجدت للحديث شاهداً من أجله (قلت) إنه حسن(نتائج الافكار فى تخريج احاديث الاذكار، ج۲ ص ۳۳۰، ۳۳۱، باب الحث على ذكر الله تعالىٰ بعد صلاة الصبح)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح کی نماز پڑھ کر سلام پھیرتے، تو یہ دعا فرماتے کہ:

"اَللّٰھُمَّ إِنِّیْ أَسْأَلُکَ عِلْمًا نَافِعًا، وَرِزْقًا طَیِّبًا، وَعَمَلًا مُّتَقَبَّلًا"

"یا اللہ میں آپ سے نفع دینے والے علم کا سوال کرتا ہوں، اور پاکیزہ رزق اور ایسے عمل کا جو کہ قبول کیا جائے" (ترجمہ ختم)

فائدہ: اس حدیث سے نماز کے بعد اور بطورِ خاص فجر کی نماز کے بعد علمِ نافع، پاکیزہ رزق اور مقبول عمل کے حاصل ہونے کی دعا کرنا ثابت ہوا۔

بائیسویں روایت:

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیثِ قدسی میں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد منقول ہے کہ:

یَا مُحَمَّدُ، إِذَا صَلَّیْتَ فَقُلْ: اَللّٰھُمَّ إِنِّیْ أَسْأَلُکَ فِعْلَ الْخَیْرَاتِ، وَتَرْکَ الْمُنْکَرَاتِ، وَحُبَّ الْمَسَاکِیْنِ، وَإِذَا أَرَدْتَّ بِعِبَادِکَ فِتْنَةً فَاقْبِضْنِیْ إِلَیْکَ غَیْرَ مَفْتُوْنٍ (سنن ترمذی) [1]

ترجمہ: اے محمد! جب آپ نماز پڑھ لیں، تو یہ دعا کریں کہ:

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

فی حاشیة مسند احمد: قلنا: وقد حسّنه لشاهده الحافظ، كما فی "نتائج الأفكار (حاشیه مسند احمد، تحت رقم الحدیث ۲۶۵۲۱)

وله شاهد عند الطبرانی فی "الصغیر"، فالحدیث به حسن، وقد حسنه الحافظ ابن حجر فی "تخریج الأذكار" (جامع الأصول فی أحادیث الرسول، لابن الأثیر، تحت رقم الحدیث ۲۲۰۹)

[1] رقم الحدیث ۳۲۳۳، ابواب تفسیر القرآن، باب: ومن سورة ص، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابی الحلبی - مصر.

قال الترمذی: وَقَدْ ذَكَرُوا بَيْنَ أَبِی قِلَابَةَ، وَبَيْنَ ابْنِ عَبَّاسٍ فِی هَذَا الحَدِيثِ رَجُلًا وَقَدْ رَوَاهُ قَتَادَةُ، عَنْ أَبِی قِلَابَةَ، عَنْ خَالِدِ بْنِ اللَّجْلَاجِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ.

وقال ابن حجر: هذا حدیث حسن، أخرجه الترمذی عن عبد بن حمید عن عبد الرزاق. ورجال سنده من رواة الصحیحین، لكنه معلول (نتائج الافكار فی تخریج احادیث الاذكار ج۲ ص۳۱۷، باب: الحث على ذكر الله تعالى بعد صلاة الصبح)

(حكم الألبانی): صحیح (تعلیق سنن الترمذی)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

”اَللّٰھُمَّ إِنِّیْ أَسْأَلُکَ فِعْلَ الْخَیْرَاتِ، وَتَرْکَ الْمُنْکَرَاتِ، وَحُبَّ الْمَسَاکِیْنِ، وَإِذَا أَرَدْتَّ بِعِبَادِکَ فِتْنَۃً فَاقْبِضْنِیْ إِلَیْکَ غَیْرَ مَفْتُوْنٍ“

یعنی ”یا اللہ! میں آپ سے خیر کے کاموں کے کرنے کا، اور برے کاموں کے چھوڑنے کا، اور مساکین سے محبت کا سوال کرتا ہوں، اور جب آپ اپنے بندوں کے ساتھ کسی فتنے کا ارادہ فرمائیں، تو میری روح کو آپ بغیر فتنہ میں مبتلا کئے ہوئے قبض فرمالیں“ (ترجمہ ختم)

فائدہ: اس حدیث سے نماز کے بعد، خیر کے کاموں کے کرنے اور برے کاموں کے چھوڑنے اور مساکین سے محبت حاصل ہونے اور فتنہ میں مبتلاء ہونے سے حفاظت کے ساتھ وفات دیئے جانے کی دعا کا کرنا ثابت ہوا۔

تیئیسویں روایت:

حضرت مسلم بن حارث تمیمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

إِذَا انْصَرَفْتَ مِنْ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ فَقُلْ: اَللّٰھُمَّ أَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ سَبْعَ مَرَّاتٍ، فَإِنَّکَ إِذَا قُلْتَ ذٰلِکَ ثُمَّ مِتَّ فِیْ لَیْلَتِکَ کُتِبَ لَکَ جِوَارٌ مِّنْھَا، وَإِذَا صَلَّیْتَ الصُّبْحَ فَقُلْ کَذٰلِکَ، فَإِنَّکَ إِنْ مِتَّ فِیْ یَوْمِکَ کُتِبَ لَکَ جِوَارٌ مِّنْھَا (سنن ابی داؤد)[1]

---

[1] رقم الحديث ۵۰۷۹، کتاب الادب، باب ما يقول إذا أصبح، المكتبة العصرية، بيروت.

قال ابن حجر:

هذا حديث حسن، أخرجه أبو داود عن أبي النضر إسحاق بن إبراهيم الدمشقي عن محمد بن شعيب. فوقع لنا بدلاً عالياً. وتابعه صدقة بن خالد عن عبد الرحمن بن حسان، أخرجه أبو القاسم البغوي في معجمه (نتائج الافكار في تخريج احاديث الاذكار، ج۲ص۳۲۷، باب: الحث على ذكر الله تعالى بعد صلاة الصبح)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ترجمہ: جب آپ مغرب کی نماز پڑھ چکیں، تو سات مرتبہ یہ دعا کریں کہ:

”اَللّٰھُمَّ أَجِرْنِی مِنَ النَّارِ“

یعنی ”یا اللہ! مجھے آگ سے نجات عطا فرمایئے“

پس جب آپ یہ دعا پڑھ لیں، اور آپ اس رات میں فوت ہوجائیں، تو آپ کے لئے جہنم سے نجات لکھی جائے گی، اور جب آپ فجر کی نماز پڑھ لیں، تو بھی یہی دعا سات مرتبہ کریں، پس اگر آپ اس دن فوت ہوجائیں گے، تو آپ کے لئے جہنم سے نجات لکھی جائے گی (ترجمہ ختم)

فائدہ: اس حدیث سے نماز کے بعد اور بالخصوص مغرب اور فجر کی نماز کے بعد آگ کے عذاب سے نجات کی دعا کا کرنا معلوم ہوا۔

چوبیسویں روایت:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلّٰى أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ كَالْقَمَرِ فَيَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ، وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ، وَالذُّلِّ وَالصَّغَارِ، وَالْفَوَاحِشِ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ (الدعاء للطبرانی) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھتے تھے، تو (سلام پھیرنے کے بعد) ہماری طرف چاند کی طرح کے (خوبصورت) چہرہ کے ساتھ متوجہ ہوتے تھے، پھر یہ دعا کرتے تھے کہ:

”اَللّٰھُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْھَمِّ وَالْحَزَنِ، وَالْعَجْزِ وَالْکَسَلِ، وَالذُّلِّ وَالصَّغَارِ،

---

[1] رقم الحديث ٦٦٠، جامع أبواب القول في أدبار الصلوات، باب منه، دارالكتب العلمية، بيروت.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

وَالْفَوَاحِشِ مَا ظَهَرَ مِنهَا وَمَا بَطَنَ“

یعنی ”یا اللہ! میں آپ کے ذریعہ سے پریشانی اور غم سے، اور عجز اور سستی سے، اور ذلت سے، اور رسوائی سے، اور ظاہری اور باطنی بے حیائی کے کاموں سے پناہ چاہتا ہوں“ (ترجمہ ختم)

فائدہ: اس حدیث سے نماز کے بعد، پریشانی اور غم اور عجز و سستی اور ذلت و رسوائی اور ہر قسم کے بے حیائی کے کاموں سے نجات کی دعا کا کرنا ثابت ہوا۔

پچیسویں روایت:

حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى الصُّبحَ قَالَ: وَلَا أَعْلَمُهُ إِلَّا قَالَ فِي سَفَرٍ رَفَعَ صَوْتَهُ حَتّٰى يَسْمَعَ أَصْحَابُهُ: اَللّٰهُمَّ أَصْلِحْ لِيْ دِيْنِيَ الَّذِيْ جَعَلْتَهُ عِصْمَةَ أَمْرِيْ، اَللّٰهُمَّ أَصْلِحْ لِيْ دُنْيَايَ الَّتِيْ جَعَلْتَ فِيْهَا مَعَاشِيْ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ اَللّٰهُمَّ أَصْلِحْ لِيْ آخِرَتِيَ الَّتِيْ جَعَلْتَ إِلَيْهَا مَرْجِعِيْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ، وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ (عمل اليوم والليلة لابن السنی)[1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح کی نماز پڑھ لیتے تھے، اور غالباً یہ بھی فرمایا کہ جب سفر میں ہوتے تھے، تو اپنی آواز بلند کرتے تھے، یہاں تک کہ اپنے صحابہ کو سنا دیتے تھے، اور تین مرتبہ یہ دعا پڑھتے تھے کہ:

---

[1] رقم الحديث ١٢٧، باب ما يقول فی دبر صلاة الصبح، دار القبلة للثقافة الإسلامية ومؤسسة علوم القرآن - جدة / بيروت.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

"اَللّٰهُمَّ أَصْلِحْ لِيْ دِيْنِيَ الَّذِيْ جَعَلْتَهُ عِصْمَةَ أَمْرِيْ، اَللّٰهُمَّ أَصْلِحْ لِيْ دُنْيَايَ الَّتِيْ جَعَلْتَ فِيْهَا مَعَاشِيْ"

یعنی "یا اللہ! میرے اس دین کی اصلاح فرمادیجئے، جس کو آپ نے میرے معاملہ کی حفاظت کا ذریعہ بنایا ہے، یا اللہ میری اس دنیا کی اصلاح فرمادیجئے، جس میں آپ نے میرا معاش رکھا ہے"

"اَللّٰهُمَّ أَصْلِحْ لِيْ آخِرَتِيَ الَّتِيْ جَعَلْتَ إِلَيْهَا مَرْجِعِيْ"

یعنی "یا اللہ! میری اس آخرت کی اصلاح فرمادیجئے کہ جس کو آپ نے میرے لوٹنے کی جگہ بنایا ہے" یہ تین مرتبہ پڑھتے تھے۔

"اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ"

یعنی "یا اللہ! میں پناہ چاہتا ہوں آپ کی رضا کے ذریعہ سے آپ کی ناراضگی سے، یا اللہ میں آپ کے ذریعہ سے آپ سے پناہ چاہتا ہوں" یہ تین مرتبہ پڑھتے تھے۔

"اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ، وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ"

یعنی "یا اللہ! جو آپ عطا فرمائیں اُسے کوئی روکنے والا نہیں اور جو آپ روکنا چاہیں اُسے کوئی دینے والا نہیں، اور کسی جاہ ومرتبہ والے کو آپ کے عذاب سے یہ جاہ ومرتبہ نہیں بچا سکتا" (ترجمہ ختم)

فائدہ: اس حدیث سے نماز کے بعد، خاص کر فجر کے بعد دین ودنیا اور آخرت کی اصلاح کی اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے نجات کی دعا کا جامع انداز میں کرنا ثابت ہوا۔

چھبیسویں روایت:

حضرت ابو بردہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ أَبُوْ مُوْسٰى إِذَا فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهٖ، قَالَ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذَنْبِيْ،

Idara Ghufran

وَيَسِّرُ لِيُ أَمُرِيُ ، وَبَارِکُ لِيُ فِيُ رِزُقِيُ (مصنف ابنِ ابی شيبة) [1]

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ جب اپنی نماز سے فارغ ہوجاتے، تو یہ دعا کرتے کہ:

"اَللّٰهُمَّ اغُفِرُ لِيُ ذَنُبِيُ ، وَيَسِّرُ لِيُ أَمُرِيُ ، وَبَارِکُ لِيُ فِيُ رِزُقِيُ"

یعنی "یا اللہ میرے لئے میرے گناہ معاف فرمادیجئے، اور میرے لئے میرے معاملہ کو آسان فرمادیجئے، اور میرے لئے میرے رزق میں برکت عطا فرمادیجئے" (ترجمہ ختم)

فائدہ: اس روایت سے نماز کے بعد گناہوں کی مغفرت، معاملات میں آسانی اور رزق میں برکت کی دعا کا کرنا معلوم ہوا۔

ستائیسویں روایت:

حضرت لیث سے روایت ہے کہ:

أَنَّ أَبَا الدَّرُدَاءِ، كَانَ يَقُولُ إِذَا فَرَغَ مِنُ صَلَاتِهِ: بِحَمُدِ رَبِّيُ انُصَرَفُتُ، وَبِذُنُوبِيُ اِعُتَرَفُتُ، أَعُوذُ بِرَبِّيُ مِنُ شَرِّ مَا اقُتَرَفُتُ، يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ قَلِّبُ قَلُبِيُ عَلٰى مَا تُحِبُّ وَتَرُضٰى (مصنف عبدالرزاق) [2]

ترجمہ: حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ جب اپنی نماز سے فارغ ہوجاتے، تو یہ دعا کرتے کہ:

"بِحَمُدِ رَبِّيُ انُصَرَفُتُ، وَبِذُنُوبِيُ اِعُتَرَفُتُ، أَعُوذُ بِرَبِّيُ مِنُ شَرِّ مَا اقُتَرَفُتُ، يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ قَلِّبُ قَلُبِيُ عَلٰى مَا تُحِبُّ وَتَرُضٰى"

یعنی "میں اپنے رب کی حمد کے ساتھ (نماز سے) لوٹا ہوں، اور اپنے گناہوں کا

---

[1] رقم الحديث ۳۰۵۰، كتاب الصلاة، ما يقال بعد التشهد مما رخص فيه.

[2] رقم الحديث ۳۱۹۸، كتاب الصلاة، باب التسبيح والقول وراء الصلاة، المكتب الاسلامی، بيروت.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اعتراف کرتا ہوں، میں اپنے رب کے ذریعہ سے ہر اس چیز کے شر سے پناہ چاہتا ہوں، جو میں نے کیا ہے، اے دلوں کے پلٹنے والے میرے دل کو ان چیزوں پر پلٹ دیجئے، جو آپ پسند کرتے ہیں، اور آپ ان سے راضی ہوتے ہیں‘‘ (ترجمہ ختم)

فائدہ: اس روایت سے نماز کے بعد اپنے گناہوں کی مغفرت اور اپنے گناہوں کے وبال وعذاب سے حفاظت اور اپنے دل کی اصلاح کی دعا کا کرنا معلوم ہوا۔

خلاصہ یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے نماز کے بعد مختلف اوقات میں دنیا وآخرت کے اعتبار سے انتہائی جامع مختلف دعائیں فرمائی ہیں اور مختلف اذکار ادا فرمائے ہیں۔

مذکورہ احادیث وروایات میں جتنی دعاؤں اور اذکار کا بیان ہوا وہ سب بیک وقت نہیں کی اور پڑھی جاتی تھیں، بلکہ حسبِ منشاء وحسبِ ضرورت وحاجت ہوتی تھیں۔

اس سے ظاہر ہے کہ نماز کے بعد کوئی ایک مخصوص دعا مقرر نہیں، ہر شخص اپنی حسبِ ضرورت دعا کرسکتا ہے، البتہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زبان سے ادا فرمائی ہوئی کوئی دعا دل کے اخلاص وخشوع اور استحضار کے ساتھ کرے تو بہت اچھا ہے۔ [1]

اٹھائیسویں روایت:

حضرت ابواُمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

---

[1] قلت والظاهر انه كان ياتى دبر الصلاة بواحد من الاذكار فروى كل راو بما سمع واما احتمال انه كان ياتى بجميع الاذكار الواردة فى دبر الصلاة كل يوم بعد كل صلاة فبعيد جدا كما لا يخفى على من له ادنى فهم،فحديث عائشة محمول عندنا على فرض ليس بعده سنة والاحاديث التى ورد فيها الذكر الطويل دبر الصلاة محمولة عندنا على فرض ليس بعده سنة راتبة وان كان بعده سنة فبعد الفراغ منها وبهذا تجتمع احاديث الباب باسرها ووجه الفرق ان الرواتب من توابع الفرائض فينبغى اداء ها متصلة بها كما هو مقتضى التبعية ولما ثبت من الامر بالتعجيل فى بعض الرواتب كما سياتى فالتطبيق بين احاديث الباب بالوجه الذى ذكرنا هو الاولى .(اعلاء السنن جلد ۳، صفحه ۱۸۸، تحت رقم الحديث ۹۱۰، باب الانحراف بعد السلام وكيفيته وسنية الدعاء والذكر بعدالصلاة)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللهِ ! اَىُّ الدُّعَاءِ اَسْمَعُ قَالَ ؛ جَوْفُ اللَّيْلِ الْآخِرِ وَدُبُرَ الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوْبَاتِ (سنن ترمذی) [1]

ترجمہ: (نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے) عرض کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول! کس وقت کی دُعا زیادہ سُنی جاتی (اور مقبول ہوتی) ہے؟ اس کے جواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ رات کے آخری حصہ کی دُعا اور فرض نمازوں کے بعد کی دُعا (زیادہ مقبول ہوتی ہے) (ترجمہ ختم)

اٹھیسویں روایت:

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ صَلّٰى صَلَاةً فَرِيْضَةً فَلَهٗ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ، وَمَنْ خَتَمَ الْقُرْآنَ فَلَهٗ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ (المعجم الكبير للطبرانى ، حديث نمبر ٦٤٧، مكتبة ابنِ تيمية، القاهرة) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے فرض نماز پڑھی تو اُس کی دعا قبول کی جاتی ہے اور جس نے قرآن مجید ختم کیا اُس کی دعا بھی قبول کی جاتی

---

[1] رقم الحديث ٣٤٩٩، ابواب الدعوات عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابى الحلبى -مصر، واللفظ لهٗ؛ السنن الكبرىٰ للنسائى، رقم الحديث ٩٨٥٦، ما يستحب من الدعاء دبر الصلوات المكتوبات؛ عمل اليوم والليلة ،باب مايستحب من الدعاء دبرالصلوات المكتوبات ،مصنف عبدالرزاق، رقم الحديث ٣٩٤٨، باب الساعة التى يكره فيها الصلاة،التهجد وقيام الليل لابن ابى الدنيا، رقم الحديث ٢٣٨ .

قال الترمذى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ .وَقَدْ رُوِىَ عَنْ أَبِى ذَرٍّ، وَابْنِ عُمَرَ .عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ :جَوْفُ اللَّيْلِ الآخِرُ الدُّعَاءُ فِيهِ أَفْضَلُ أَوْ أَرْجَى وَنَحْوَ هَذَا.

وقال الألبانى: حسن.

[2] قال الهيثمى:

رَوَاهُ الطَّبَرَانِىُّ، وَفِيهِ عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ سُلَيْمَانَ وَهُوَ ضَعِيفٌ (مجمع الزوائد، ج٧ص ١٧٢، تحت رقم الحديث ١١٧١٢، باب الدعاء عند ختم القرآن)

Idara Ghufran

ہے (ترجمہ ختم)

فائدہ: آخر کی دونوں احادیث سے فرض نماز کے بعد دعا کی فضیلت وقبولیت معلوم ہوئی، اور ان احادیث کی سند پر اگرچہ بعض حضرات نے کلام کیا ہے، لیکن کیونکہ دونوں حدیثیں ایک دوسرے کی تائید وتصدیق کرتی ہیں اور نماز کے بعد مختلف دعائیں کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے مبارک عمل سے کئی صحیح اور صریح احادیث وروایات کے ذریعہ سے ثابت ہیں، جس سے ظاہر ہے کہ نماز کے بعد دعا کی قبولیت کی فضیلت ہی کی بنیاد پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام نے نماز کے بعد دعا کا اہتمام فرمایا ہے جو کہ نماز کے بعد دعا کی فضیلت کی دلیل ہے، بلکہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فعلی سنت سے بھی فضیلت ثابت ہوجاتی ہے، اس لئے ان احادیث کی سند پر کلام سے نماز کے بعد دعا کی فضیلت کے مسئلہ پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔

اور گزشتہ احادیث میں سے بہت سی احادیث میں نماز کے بعد اور بعض میں نماز کا سلام پھیرنے کے بعد مختلف دعاؤں کے کرنے کی تصریح پائی جاتی ہے، اس لئے بعض حضرات کا یہ سمجھنا کہ یہ دعائیں سلام پھیرنے سے پہلے درود شریف کے بعد نماز کے اندر ہی پڑھنی چاہئیں، اور نماز کے بعد نہیں پڑھنی چاہئیں، یہ درست نہیں ہے۔ [1]

---

[1] (قوله باب الدعاء بعد الصلاة) أى المكتوبة وفى هذه الترجمة رد على من زعم أن الدعاء بعد الصلاة لا يشرع متمسكا بالحديث الذى أخرجه مسلم من رواية عبد الله بن الحارث عن عائشة كان النبى صلى الله عليه وسلم إذا سلم لا يثبت إلا قدر ما يقول اللهم أنت السلام ومنك السلام تباركت ياذا الجلال والإكرام والجواب أن المراد بالنفى المذكور نفى استمراره جالسا على هيئته قبل السلام إلا بقدر أن يقول ما ذكر فقد ثبت أنه كان إذا صلى أقبل على أصحابه فيحمل ما ورد من الدعاء بعد الصلاة على أنه كان يقوله بعد أن يقبل بوجهه على اصحابه قال بن القيم فى الهدى النبوى وأما الدعاء بعد السلام من الصلاة مستقبل القبلة سواء الإمام والمنفرد والمأموم فلم يكن ذلك من هدى النبى صلى الله عليه وسلم أصلا ولا روى عنه بإسناد صحيح ولا حسن وخص بعضهم ذلك بصلاتى الفجر والعصر ولم يفعله النبى صلى الله عليه وسلم ولا الخلفاء بعده ولا أرشد إليه أمته وإنما هو استحسان رآه من رآه عوضا من السنة بعدهما قال وعامة الأدعية المتعلقة

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

البتہ اگر کوئی قعدۂ اخیرہ میں سلام پھیرنے سے پہلے کوئی مسنون دعا پڑھے، تو اس کے جائز ہونے میں بھی شبہ نہیں۔ ۱؎

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

بالصلاة إنما فعلها فيها و أمر بها فيها قال وهذا اللائق بحال المصلى فإنه مقبل على ربه مناجيه فإذا سلم منها انقطعت المناجاة وانتهى موقفه وقربه فكيف يترك سؤاله فى حال مناجاته والقرب منه وهو مقبل عليه ثم يسأل إذا انصرف عنه ثم قال لكن الأذكار الواردة بعد المكتوبة يستحب لمن أتى بها أن يصلى على النبى صلى الله عليه وسلم بعد أن يفرغ منها ويدعو بما شاء ويكون دعاؤه عقب هذه العبادة الثانية وهى الذكر لا لكونه دبر المكتوبة قلت وما ادعاه من النفى مطلقا مردود فقد ثبت عن معاذ بن جبل أن النبى صلى الله عليه وسلم قال له يا معاذ إنى والله لأحبك فلا تدع دبر كل صلاة أن تقول اللهم أعنى على ذكرك وشكرك وحسن عبادتك أخرجه أبو داود والنسائى وصححه بن حبان والحاكم وحديث أبى بكرة فى قول اللهم إنى أعوذ بك من الكفر والفقر وعذاب القبر كان النبى صلى الله عليه وسلم يدعو بهن دبر كل صلاة أخرجه أحمد والترمذى والنسائى وصححه الحاكم وحديث سعد الآتى فى باب التعوذ من البخل قريبا فإن فى بعض طرقه المطلوب وحديث زيد بن أرقم سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يدعو فى دبر كل صلاة اللهم ربنا ورب كل شيء الحديث أخرجه أبو داود والنسائى وحديث صهيب رفعه كان يقول إذا انصرف من الصلاة اللهم أصلح لى دينى الحديث أخرجه النسائى وصححه بن حبان وغير ذلك فإن قيل المراد بدبر كل صلاة قرب آخرها وهو التشهد قلنا قد ورد الأمر بالذكر دبر كل صلاة والمراد به بعد السلام إجماعا فكذا هذا حتى يثبت ما يخالفه وقد أخرج الترمذى من حديث أبى أمامة قيل يا رسول الله أى الدعاء أسمع قال جوف الليل الأخير ودبر الصلوات المكتوبات وقال حسن وأخرج الطبرى من رواية جعفر بن محمد الصادق قال الدعاء بعد المكتوبة أفضل من الدعاء بعد النافلة كفضل المكتوبة على النافلة وفهم كثير ممن لقيناه من الحنابلة ان مراد بن القيم نفى الدعاء بعد الصلاة مطلقا وليس كذلك فإن حاصل كلامه أنه نفاه بقيد استمرار استقبال المصلى القبلة وإيراده بعد السلام وأما إذا انتقل بوجهه أو قدم الأذكار المشروعة فلا يمتنع عنده الإتيان بالدعاء حينئذ(فتح البارى لابن حجر، ج ۱۱ ص ۱۳۳، ۱۳۴، قوله باب الدعاء بعد الصلاة)

۱؎ عن ابن مسعود: كُنَّا نَقُولُ فِي الصَّلَاةِ خَلْفَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: السَّلَامُ عَلَى اللهِ السَّلَامُ عَلَى فُلَانٍ . فَقَالَ لَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ : "إِنَّ اللهَ هُوَ السَّلَامُ، فَإِذَا قَعَدَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلْيَقُلْ : التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِينَ، فَإِذَا قَالَهَا أَصَابَتْ كُلَّ عَبْدٍ لِلَّهِ صَالِحٍ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، ثُمَّ يَتَخَيَّرُ مِنَ الْمَسْأَلَةِ مَا شَاءَ "(مسلم، ج ۱ ص ۳۰۱، كتاب الصلاة، باب التشهد فى الصلاة، واللفظ لهٗ، بخارى، حديث نمبر ۶۳۲۸، كتاب الدعوات، باب الدعاء فى الصلاة)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

مذکورہ احادیث وروایات سے نماز کے بعد مختلف دعاؤں کا ثبوت اور فضیلت تو ثابت ہوگئی، لیکن ان احادیث وروایات میں دعا کے وقت ہاتھ اٹھانے اور دعا کے اختتام پر چہرہ پر ہاتھ پھیر لینے کا ذکر نہیں ہے، اس لئے اگر کوئی شخص نماز کے بعد مذکورہ مسنون یا اس جیسی دعاؤں کا بغیر ہاتھ اٹھائے اہتمام کرے، تو اس سے بھی ان شاء اللہ تعالیٰ سنت ادا ہو جائے گی۔

تاہم بے شمار احادیث سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا ثابت ہے، اور اس کلیہ میں نماز کے بعد کی دعا بھی داخل ہے، جبکہ بعض احادیث میں نماز کے بعد کی دعا میں بھی ہاتھ اٹھانے کا ذکر ہے، اور بعض روایات میں دعا کے اختتام پر چہرہ پر ہاتھ پھیر لینے کا بھی ذکر ہے۔

اور اس سلسلہ میں وارِد ہونے والی بعض احادیث وروایات کی سند پر محدثین کا کلام بھی ہے، لیکن صرف فضیلت اور آداب کی حد تک ان سے ہاتھ اٹھانے اور اختتام پر چہرہ پر ہاتھ پھیر لینے کے ثبوت میں شبہ نہیں، اور اسی وجہ سے کئی فقہائے کرام نے دعا میں ہاتھ اٹھانے اور دعا کے اختتام پر چہرہ پر ہاتھ پھیر لینے کو سنت ومستحب اور افضل قرار دیا ہے۔

اس لئے نماز کے بعد کی دعا میں ہاتھ اٹھانا اور اختتام پر چہرہ پر پھیر لینا بھی درست بلکہ افضل ہے، بشرطیکہ اس کو ضروری اور لازم نہ سمجھا جائے، جس کی تفصیل آگے آتی ہے۔

فجر اور عصر کے بعد طویل ذکر کی فضیلت

احادیث میں صبح کو فجر کی نماز کے بعد سورج طلوع ہونے تک اور شام کو عصر کی نماز کے بعد سورج غروب ہونے تک اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہنے کی عظیم فضیلت آئی ہے۔

چنانچہ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَأَنْ أَقْعُدَ أَذْكُرُ اللّٰهَ وَأُكَبِّرُهُ وَأَحْمَدُهُ وَأُسَبِّحُهُ وَأُهَلِّلُهُ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

أَنْ أَعْتِقَ رَقَبَتَيْنِ، أَوْ أَكْثَرَ مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ، وَمِنْ بَعْدِ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَعْتِقَ أَرْبَعَ رِقَابٍ مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ (مسند احمد، رقم الحديث ۲۲۱۹۴، مؤسسة الرسالة، بيروت) ؂۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں (فجر کی نماز کے بعد) بیٹھ کر اللہ کا ذکر کروں، اور اللہ کی بڑائی، اور حمد اور تسبیح اور تہلیل پڑھوں، یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے، یہ مجھے زیادہ محبوب ہے، اس بات سے کہ میں دو یا زیادہ غلام حضرت اسماعیل کی اولاد میں سے آزاد کروں (جن کا آزاد کرنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نسبی تعلق کی وجہ سے زیادہ ثواب رکھتا ہے)

اور عصر کے بعد سے لے کر سورج غروب ہونے تک بھی اسی طرح ذکرُ اللہ میں مشغول رہنا مجھے زیادہ محبوب ہے، اس کے مقابلہ میں کہ میں حضرت اسماعیل کی اولاد میں سے چار غلام آزاد کروں (ترجمہ ختم)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَنْ صَلّٰى صَلَاةَ الصُّبْحِ، ثُمَّ قَعَدَ يَذْكُرُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، كَانَ لَهُ كَمَنْ أَعْتَقَ أَرْبَعَةً مِّنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ (شرح مشكل الآثار للطحاوى) ؂۲

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے صبح کی نماز پڑھی، پھر سورج کے طلوع ہونے تک اللہ عزوجل کا بیٹھ کر ذکر کیا، تو اس کے لئے ایسا اجر ہے، جیسا کہ اس نے حضرت اسماعیل کی اولاد میں سے چار غلام آزاد کئے (ترجمہ ختم)

؂۱ فى حاشية مسند احمد: حسن لغيره.
قال المنذرى: رواه أحمد بإسناد حسن (الترغيب والترهيب، ج ۱ ص ۱۷۸)
وقال الهيثمى: رواه كله أحمد والطبرانى بنحو الرواية الثانية وأسانيده حسنة (مجمع الزوائد، ج ۱۰ ص ۱۰۴)

؂۲ رقم الحديث ۳۹۰۹، ج ۱۰ ص ۵۳، مؤسسة الرسالة، بيروت.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَأَنْ أَقْعُدَ مَعَ قَوْمٍ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ تَعَالٰى مِنْ صَلَاةِ الْغَدَاةِ، حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ أَحَبُّ إِلَيَّ، مِنْ أَنْ أُعْتِقَ أَرْبَعَةً مِّنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ وَلَأَنْ أَقْعُدَ مَعَ قَوْمٍ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ إِلٰى، أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ أَحَبُّ إِلَيَّ مَنْ أَنْ أُعْتِقَ أَرْبَعَةً (سنن أبي داود) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں فجر کی نماز سے لے کر سورج طلوع ہونے تک اس قوم کے ساتھ بیٹھوں جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے، یہ مجھے زیادہ محبوب ہے، اس بات سے کہ میں حضرت اسماعیل کی اولاد میں سے چار افراد آزاد کروں، اور میں عصر کی نماز سے لے کر سورج غروب ہونے تک اس قوم کے ساتھ بیٹھوں جو اللہ کا ذکر کرے، یہ مجھے زیادہ محبوب ہے اس بات سے کہ میں چار افراد آزاد کروں (ترجمہ ختم)

فائدہ: اللہ کا ذکر خواہ تسبیح وتہلیل کی شکل میں ہو، یا تلاوت وسماعت کی شکل میں، یا علم میں مشغولی کی شکل میں، سب ذکر میں داخل ہے۔

اور اسی وجہ سے جو شخص دین کی بات یا قرآن مجید کی تلاوت سُنے، وہ بھی اس میں داخل ہے۔

اور ساتھ بیٹھنے سے مراد اس عمل کو کرنے والوں کی معیت وصحبت اختیار کرنا ہے، یہی وجہ ہے کہ اگر ان میں سے کوئی کسی دوسرے دینی کام مثلاً جنازے میں شرکت کے لئے چلا جائے، تو وہ اس سے خارج نہیں ہوگا۔ [2]

---

[1] رقم الحديث ٣٦٦٧، كتاب العلم، باب في القصص، المكتبة العصرية، بيروت.

[2] (وعن أنس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم " :لأن أقعد ")أي :لقعودي واللام للابتداء، وجعله ابن حجر للقسم ("مع قوم يذكرون الله ")وهو يعم الدعاء والتلاوة ومذاكرة العلم وذكر الصالحين("من صلاة الغداة ")أي :الصبح("حتى تطلع الشمس، أحب ")أي :

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

بعض احادیث میں سورج طلوع ہونے تک ذکر میں مشغول رہ کر پھر دو رکعت پڑھنے کی عظیم فضیلت آئی ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

أفضل ("إلى ") ، أى :عندى("من أن أعتق أربعة من ولد إسماعيل ")بفتح الواو واللام وبضم الأول وسكون الثانى، خصص بنى إسماعيل لشرفهم وإنافتهم على غيرهم من العرب، والعرب أفضل الأمم، ولقربهم منه عليه السلام ومزيد اهتمامه بهم("ولأن أقعد مع قوم يذكرون الله من صلاة العصر إلى أن تغرب الشمس أحب إلى من أن أعتق أربعة ")قال ابن الملك :إطلاق الأرقا والعتق عليهم على الفرض والتقدير، يعنى فلا يصلح كونه دليلا للشافعى على أنه يجوز ضرب الرق على العرب ;إذ لو امتنع رقهم لم يقل عليه السلام إن هذا أحب إليه من عتقهم، وأغرب ابن حجر وقال :فيه أوضح دليل للشافعى مع أنه غير واضح فضلا عن أن يكون أوضح، قال الطيبى: وتخصيص الأربعة لا يعلم إلا منه عليه السلام ويجب علينا التسليم، ويحتمل أن يكون ذلك لانقسام العمل الموعود عليه أربعة، وقيل فى بيانه، ولعل ذكر أربعة لأن المفضل مجموع أربعة أشياء :ذكر الله، والقعود له، والاجتماع عليه، والاستمرار به إلى الطلوع أو الغروب، وقال ابن الملك :الأربعة هى القعود أى لذكر الله، وكونه مع قوم يذكرون الله، وكون ذلك من الغدوة أو العصر واستمراره إلى الطلوع أو الغروب اهـ.والظاهر أن المراد بالقعود معهم استمراره معهم فلا ينافى قيامه تعظيما لبعضهم حيا أو لجنازتهم ميتا، وقال ابن حجر فى قوله :أربعة أولا معرفة وفى الثانى نكرة ;لتفيد أن الأربعة هنا غير الأربعة ثمة بناء على أن الأشهر أن إعادة النكرة بعينها تقتضى المغايرة بخلاف المعرفة اهـ، وهو غريب منه مبنى ومعنى مع أنهما جملتان مستقلتان، (رواه أبو داود)قال ميرك :وسكت عليه أبو داود، ورواه أبو يعلى أيضا، وقال فى الموضعين " :أربعة من ولد إسماعيل دية كل رجل منهم اثنا عشر ألفا، فاندفع ترديد ابن حجر لعدم اطلاعه حيث قال :ولم يقل هنا من ولد إسماعيل فيحتمل أنه مراد، وحذف من الثانى لدلالة الأول عليه، ويحتمل أنه غير مراد، والفرق أن أوائل النهار أحق بأن تستغرق بالذكر ;لأن النشاط فيها أكثر ويؤيده أنه صح فيه أن إحياء ه بالذكر كأجر حجة وعمرة، ولم يرد نظير ذلك فيما بعد العصر اهـ، وقد يقال آخر النهار أولى بأن يستغرق بالذكر تداركا لما فاته أو وقع منه تقصير، ولم يلزم من تخصيص الشىء بالذكر نفى ما عداه كما هو مقرر (مرقاة، ج۲، ص ۷۶۹، تحت رقم الحديث ۹۷۰، كتاب الصلاة، باب الذكر بعد الصلاة)

(ولأن أقعد مع قوم يذكرون الله) ظاهره وإن لم يكن ذاكرا لأن الاستماع قائم مقام الذكر وهم القوم لا يشقى جليسهم (فيض القدير للمناوى، تحت رقم الحديث ۷۲۰۳)

قوله :(لأن أقعد) بفتح الهمزة أى لقعودى، واللام للابتداء ، وقيل :للقسم .(مع قوم يذكرون الله) لم يقل ذاكراً معهم لإفادة أن ذلك لا يتوقف على ما إذا ذكر معهم، بل الاستماع يقوم مقام الذكر، فما بالك بما إذا ذكر معهم؛ لأنهم القوم لا يشقى جليسهم، والذكر يعم الدعاء ، وتلاوة القرآن،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ صَلّٰى الْغَدَاةَ فِيْ جَمَاعَةٍ ثُمَّ قَعَدَ يَذْكُرُ اللّٰهَ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ كَانَتْ لَهُ كَأَجْرِ حَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَامَّةٍ تَامَّةٍ تَامَّةٍ (سنن ترمذی) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے جماعت کے ساتھ فجر کی نماز پڑھی، پھر بیٹھ کر سورج طلوع ہونے تک اللہ کا ذکر کرتا رہا، پھر اس نے دو رکعتیں پڑھیں، تو اس کو ایک حج اور عمرہ کا اجر حاصل ہوگا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پورا، پورا، پورا (حج وعمرہ کا اجر) حاصل ہوگا (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

والصلاة على النبى -صلى الله عليه وسلم -، ويلحق به ما فى معناه، كدرس العلوم الشرعية (مرعاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، تحت رقم الحديث ٩٧٧، باب الذكر بعد الصلاة)

لادلالة فيه على قراء ة كل ذلک والدعاء بعدها مجتمعين، وأن يفعل ذلک كله فى المسجد، فان صيغة الجمع لاتستدعى الاجتماع والاصطحاب أصلا، نص على ذلک الاصوليون فمعنىٰ كلامه أن المسلمين ينبغى لهم قراء ة الأوراد المأثورة بعد المكتوبات بأن يأتى كل احد بها على حدة، ويدعو كل أحد بعدها لنفسه وللمسلمين (اعلاءُ السنن جلد ٣، صفحه ٢٠٦ و٢٠٧، باب الانحراف بعد السلام وكيفيته وسنية الدعاء والذكر بعدالصلاة)

يُسْتَحَبُّ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْ الْمُصَلِّينَ أَنْ يَدْعُوَ لِنَفْسِهِ وَلِمَنْ حَضَرَهُ مِنْ إخْوَانِهِ الْمُسْلِمِينَ مِنْ إمَامٍ وَمَأْمُومٍ وَلْيَحْذَرُوا جَمِيعًا مِنْ الْجَهْرِ بِالذِّكْرِ وَالدُّعَاءِ وَبَسْطِ الْأَيْدِى عِنْدَهُ أَعْنِى عِنْدَ الْفَرَاغِ مِنْ الصَّلَاةِ إنْ كَانَ فِى جَمَاعَةٍ فَإِنَّ ذَلِكَ مِنْ الْبِدَعِ لِمَا تَقَدَّمَ ذِكْرُهُ (المدخل لابن الحاج، ج٢ ص ٢٨٠، ٢٨١، التنفل فى المساجد بتوابع الفرائض)

[1] رقم الحديث ٥٨٦، ابواب السفر، باب ذكر ما يستحب من الجلوس فى المسجد بعد صلاة الصبح حتى تطلع الشمس، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابى الحلبى -مصر.

قال الترمذى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ " وَسَأَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ :عَنْ أَبِى ظِلَالٍ؟ فَقَالَ :هُوَ مُقَارِبُ الحَدِيثِ، قَالَ مُحَمَّدٌ :وَاسْمُهُ هِلَالٌ "

(حكم الألبانى): حسن (تعليق سنن ترمذى)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ صَلّٰى صَلَاةَ الْغَدَاةِ فِيْ جَمَاعَةٍ، ثُمَّ جَلَسَ يَذْكُرُ اللّٰهَ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، ثُمَّ قَامَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ، انْقَلَبَ بِأَجْرِ حَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ (المعجم الكبير للطبراني) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے فجر کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی، پھر بیٹھ کر سورج طلوع ہونے تک اللہ کا ذکر کیا، پھر کھڑا ہوا، اور دو رکعتیں پڑھیں، تو یہ ایک حج وعمرے کا اجر وثواب لے کر لوٹے گا (ترجمہ ختم)

اور بعض احادیث میں فجر اور عصر کے بعد کچھ مخصوص اذکار کی فضیلت آئی ہے۔

چنانچہ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

مَنْ قَالَ فِيْ دُبُرِ صَلَاةِ الْغَدَاةِ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، كَانَ كَعَتَاقِ رَقَبَةٍ مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيْلَ (سنن ابن ماجه) [2]

ترجمہ: جس نے فجر کی نماز کے بعد یہ کلمات پڑھے:

”لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ“

”اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لئے ملک وحکومت ہے، اسی کے لئے ہر تعریف ہے، اور اسی کے قبضۂ قدرت میں ہر خیر ہے، اور وہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے“

تو اس کو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے غلام آزاد کرنے کے برابر اجر حاصل ہوگا (ترجمہ ختم)

---

[1] رقم الحديث ٧٧٦١، مكتبة ابن تيمية، القاهرة.
قال الهيثمي: رواه الطبراني وإسناده جيد (مجمع الزوائد، ج١٠ ص١٠٤)
[2] رقم الحديث ٣٧٩٩، كتاب الادب، باب فضل لا اله الا الله.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: مَنْ قَالَ حِیْنَ یَنْصَرِفُ مِنْ صَلَاۃِ الْغَدَاۃِ: لَا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ، وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ، لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ، وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ، عَشْرَ مَرَّاتٍ قَبْلَ أَنْ یَّتَکَلَّمَ، کُتِبَ لَہٗ عَشْرُ حَسَنَاتٍ، وَمُحِیَ عَنْہُ بِھِنَّ عَشْرُ سَیِّئَاتٍ، وَرُفِعَ لَہٗ بِھِنَّ عَشْرُ دَرَجَاتٍ، وَکُنَّ لَہٗ کَعَدْلِ عَشْرِ نَسَمَاتٍ، وَکُنَّ لَہٗ حَرَسًا مِّنَ الشَّیْطَانِ، وَحِرْزًا مِّنَ الْمَکْرُوْہِ، وَلَمْ یَلْحَقْہُ فِیْ یَوْمِہٖ ذٰلِکَ ذَنْبٌ إِلَّا الشِّرْکُ بِاللّٰہِ، وَمَنْ قَالَھُنَّ حِیْنَ یَنْصَرِفُ مِنْ صَلَاۃِ الْعَصْرِ أُعْطِیَ مِثْلَ ذٰلِکَ فِیْ لَیْلَتِہٖ (عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے فجر کی نماز سے فراغت کے بعد کلام کرنے سے پہلے دس مرتبہ یہ کلمات پڑھے کہ:

"لَا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ، وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ، لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ، وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ"

تو ان کلمات کی وجہ سے اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جائیں گی، اور اس کی دس بُرائیاں مٹادی جائیں گی، اور اُس کے دس درجات بلند کئے جائیں گے، اور یہ کلمات اُس کے لئے دس جاندار کے (ثواب کے) برابر ہوں گے، اور شیطان سے حفاظت اور مکروہ چیز سے بچاؤ کا ذریعہ ہوں گے، اور اُس کو اُس دن کوئی گناہ لاحق نہ ہوگا، سوائے اللہ کے ساتھ شرک کرنے کے، اور جس نے ان کو عصر کی نماز کے بعد پڑھا، اُس کو بھی اُس رات میں اس کے مثل عطا کیا جائے گا (ترجمہ ختم)

فائدہ: فجر اور عصر کی نماز کے بعد کیونکہ سنتیں نہیں ہیں، اس لئے ان نمازوں کے بعد طویل

---

[1] رقم الحدیث ۱۳۹، باب مایقول فی دبر صلاۃ الصبح، دار القبلۃ للثقافۃ الإسلامیۃ ومؤسسۃ علوم القرآن - جدۃ / بیروت.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اور لمبا ذکر کرنے میں حرج نہیں، بلکہ فضیلت ہے۔

اور جن نمازوں کے بعد سنتیں ہیں، ان میں سنتوں سے فراغت کے بعد ہی طویل ذکر کرنا مناسب ہے، جیسا کہ آگے بھی آتا ہے۔ [1]

نماز کے بعد تسبیح فاطمی کی فضیلت

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مُعَقِّبَاتٌ لَا یَخِیْبُ قَائِلُھُنَّ أَوْ فَاعِلُھُنَّ ثَلَاثٌ وَّثَلَاثُوْنَ تَسْبِیْحَۃً، وَثَلَاثٌ وَّثَلَاثُوْنَ

---

[1] والجواب عنه بوجوه:

اما الاول :فلانه لا يقوى قوة حديث عائشة فان رجاله كلهم ثقات،وهذا فيه شهر بن حوشب مختلف فى توثيقه ،قال الطحطاوى فى حاشية مراقى الفلاح:اقول:لعل ذلك (اى حديث الذكر الطويل بعد المغرب)لم يقو قوة الحديث المتقدم(يعنى حديث عائشة)فلذا لم ينص عليه اهل المذهب اهـ.

قلت:ويؤيد ذلك ان الترمذى اخرجه عن ابى ذر و ليس فيه ذكر المغرب ،واخرجه النسائى عن معاذ وفيه ذكر صلاة العصر مكان المغرب ،قال المنذرى فى الترغيب :عن ابى ذر رضى الله عنه :ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال:من قال فى دبر صلاة الفجر وهو ثان رجليه قبل ان يتكلم :"لا اله الا الله وحده الخ"فذكر معنى حديث احمد ،ثم قال رواه الترمذى و اللفظ له ،وقال:حديث حسن غريب صحيح ،والنسائى وزاد فيه :'بيده الخير'وزاد فيه ايضا :'وكان له بكل واحدة قالها عتق رقبة مؤمنة ورواه النسائى من حديث معاذ وزاد فيه ومن قالهن حين ينصرف من صلاة العصر اعطى مثل ذلك فى ليلته اهـ،قلت :ورواية النسائى هذه صحيحة او حسنة على قاعدة المنذرى فى ترغيبه.

واما الثانى فلان حديث ابن غنم هذا يعارضه ما سياتى عن حذيفة رضى الله عنه مرفوعا:'عجلو الركعتين بعد المغرب'فانهما ترفعان مع المكتوبة'وهو حديث حسن يدل على كراهة تاخيرهما عن المكتوبة،وحديث ابن غنم يبيح تاخيرهما عنها ،واذا تعارض المبيح و المحرم يرجح المحرم، فالاولى ان يقال فى معنى حديث ابن غنم :ان المراد من صلاة المغرب فى قوله:'من قال قبل ان ينصرف ويثنى رجله من صلاة المغرب'هى مكتوبة مع الراتبة،لا المكتوبة وحدها ،ولما كانت الرواتب توابع للمكتوبة و مثل الجزاء منها لكونها مشروعة لتتميمها صح ان يقال لما بعد الراتبة:انه بعد المكتوبة ،فاندفع الاشكال ،والحمد لله العلى المتعال (اعلاء السنن جلد ۳، صفحه ۱۸۹، وصفحه ۱۹۰، تحت رقم الحديث ۹۱۰، باب الانحراف بعد السلام وكيفيته وسنية الدعاء والذكر بعدالصلاة)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

تَحْمِيدَةً، وَأَرْبَعٌ وَّثَلَاثُوْنَ تَكْبِيرَةً، فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ (مسلم) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چند آگے پیچھے پڑھے (یا فرشتوں کی طرف سے محفوظ کئے) جانے والے کلمات ایسے ہیں کہ ان کو پڑھنے والا خسارہ میں مبتلا نہیں ہوگا، ہر فرض نماز کے بعد تینتیس مرتبہ تسبیح (یعنی سبحان اللہ) اور تینتیس مرتبہ تحمید (یعنی الحمدللہ) اور چونتیس مرتبہ تکبیر (یعنی اللہ اکبر) (ترجمہ ختم)

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، ذَهَبَ الْأَغْنِيَاءُ بِالْأَجْرِ، يَحُجُّوْنَ، وَلَا نَحُجُّ، وَيُجَاهِدُوْنَ وَلَا نُجَاهِدُ، وَكَذَا وَكَذَا ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلٰى شَيْءٍ إِنْ أَخَذْتُمْ بِهِ، جِئْتُمْ مِنْ أَفْضَلِ مَا يَجِيْءُ بِهِ أَحَدٌ مِّنْهُمْ: أَنْ تُكَبِّرُوا اللّٰهَ أَرْبَعًا وَّثَلَاثِيْنَ، وَتُسَبِّحُوْهُ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ ،وَتَحْمَدُوْهُ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ، فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ (مسند احمد) [2]

ترجمہ: ہم نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! مالدار لوگ اجر کے اعتبار سے آگے بڑھ گئے، وہ حج کرتے ہیں، اور ہم حج نہیں کرتے، اور وہ (مال کے ذریعہ سے) جہاد کرتے ہیں، اور ہم نہیں کرتے، اور وہ اس طرح اور اس طرح (صدقہ وخیرات وغیرہ) کرتے ہیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں ایسی بات نہ بتلادوں کہ اگر تم اس کو اختیار کروگے تو تم اُن میں سے ہر ایک کے عمل سے زیادہ فضیلت پالوگے، اور وہ یہ ہے کہ تم ہر نماز کے بعد چونتیس

---

[1] رقم الحدیث ٥٩٦ "١٤٥"، کتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب استحباب الذکر بعد الصلاة وبیان صفته، داراحیاء التراث العربی، بیروت، واللفظ لهٗ؛ ترمذی، رقم الحدیث ٣٤١٢؛ سنن نسائی، رقم الحدیث ١٣٤٩؛ مصنف ابنِ ابی شیبة، رقم الحدیث ٢٩٨٦٢.

[2] رقم الحدیث ٢٧٥١٥، مؤسسة الرسالة، بیروت، واللفظ لهٗ؛ مصنف ابنِ ابی شیبة، رقم الحدیث ٢٩٨٧٧.

فی حاشیة مسند احمد: صحیح بطرقه وشواهده.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

(۳۴) مرتبہ اللہ کی تکبیر (یعنی اللہ اکبر) اور تینتیس (۳۳) مرتبہ اللہ کی تسبیح (یعنی سبحان اللہ) اور تینتیس (۳۳) مرتبہ اللہ کی تحمید (یعنی الحمدللہ) پڑھو (ترجمہ ختم)

اسی قسم کی حدیث حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔ [1]

تسبیح، تحمید اور تکبیر والے اس ذکر کو ہماری آج کل کی معروف اور مروّج زبان میں "تسبیحِ فاطمی" کہا جاتا ہے، کیونکہ بعض روایات کے مطابق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اس کی تلقین فرمائی تھی، جس کا ذکر آگے آتا ہے۔

بعض روایات میں ان تینوں کلمات کو تینتیس، تینتیس مرتبہ، پڑھنے کا، اور ایک مرتبہ "لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَـهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ" پڑھنے کا ذکر آیا ہے۔

چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَبَّحَ اللّٰهَ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ، وَحَمِدَ اللّٰهَ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ، وَكَبَّرَ اللّٰهَ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ، فَتِلْكَ تِسْعَةٌ وَّتِسْعُوْنَ، وَقَالَ: تَمَامَ الْمِائَةِ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ غُفِرَتْ خَطَايَاهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ (مسلم) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ہر نماز کے بعد یہ کلمات

---

[1] عن أبی ذر، قال: قلت: یا رسول الله، سبقنا أصحاب الأموال، والدثور سبقا بینا، یصلون ویصومون کما نصلی ونصوم، وعندهم أموال یتصدقون بها، ولیست عندنا أموال؟ فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم: "ألا أخبرک بعمل إن أخذت به أدرکت من کان قبلک، وفت من یکون بعدک؟ إلا أحدا أخذ بمثل عملک: تسبح خلاف کل صلاة ثلاثا وثلاثین، وتحمد ثلاثا وثلاثین، وتکبر أربعا وثلاثین" (مسند احمد، رقم الحدیث ۲۱۴۱۱)

فی حاشیة مسند احمد: صحیح لغیره، وهذا إسناد حسن.

[2] رقم الحدیث ۵۹۷ "۱۴۶"، کتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب استحباب الذکر بعد الصلاة وبیان صفته، داراحیاء التراث العربی، بیروت، واللفظ لهٗ؛ ابنِ حبان، رقم الحدیث ۲۰۱۶.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

پڑھے، تو اس کی خطائیں معاف کردی جائیں گی، اگرچہ وہ سمندر کے جھاگ کے برابر کیوں نہ ہوں، تینتیس مرتبہ تسبیح (یعنی سبحان اللہ) اور تینتیس مرتبہ تحمید (یعنی الحمدللہ) اور تینتیس مرتبہ تکبیر (یعنی اللہ اکبر) پڑھے، تو یہ ننانوے کا عدد ہوجائے گا، اور فرمایا کہ سوویں تکبیر یہ ہے کہ:

”لَا إِلٰــهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْکَ لَهُ، لَـهُ الْمُلْکُ وَلَـهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ“

یعنی ”اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، وہ تنہا و یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لئے (حقیقی) مُلک وحکومت ہے، اور اسی کے لئے ہر تعریف ہے، اور وہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے“ (ترجمہ ختم)

حضرت ابنِ امِ حکیم یا ضباعۃ بنتِ زبیر بن عبدالمطلب میں سے کسی ایک سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ:

أَصَـابَ رَسُـوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْيًا، فَذَهَبْتُ أَنَا وَأُخْتِيْ، وَفَـاطِـمَةُ بِـنْـتُ رَسُـوْلِ الـلّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَشَكَوْنَا إِلَيْهِ مَا نَـحْـنُ فِيْـهِ، وَسَـأَلْنَاهُ أَنْ يَّأْمُرَ لَنَا بِشَيْءٍ مِّنَ السَّبْيِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَـلَّى الـلّٰـهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: سَبَقَكُنَّ يَتَامٰى بَدْرٍ، لٰـكِنْ سَأَدُلُّكُنَّ عَلٰى مَا هُـوَ خَيْـرٌ لَّـكُـنَّ مِنْ ذٰلِكَ: تُـكَبِّرْنَ اللّٰهَ عَلٰى إِثْرِ كُلِّ صَلَاةٍ ثَـلَاثًا وَّثَـلَاثِيْـنَ تَـكْبِيْـرَةً، وَثَـلَاثًا وَّثَـلَاثِيْنَ تَسْبِيْحَةً، وَثَـلَاثًا وَّثَـلَاثِيْنَ تَـحْـمِيْـدَةً، وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْکَ لَـهُ، لَـهُ الْمُلْکُ وَلَـهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (ابو داؤد) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (جہاد میں فتح حاصل کرنے کے بعد)

---

[1] رقم الحديث ۲۹۸۷، كتاب الخراج والامارة والفيئ، باب فى بيان مواضع قسم الخمس، وسهم ذى القربى، المكتبة العصرية، بيروت، واللفظ لهٗ، شرح معانى الآثار، رقم الحديث ۵۴۱۷.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

قیدی آئے، تو میں اور میری بہن اور فاطمہ بنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور ہم نے ان سے اپنی کسی ضرورت کی شکایت کی، اور یہ سوال کیا کہ ہمیں بھی (خدمت کے لئے) کچھ قیدی دے دیئے جائیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غزوۂ بدر کے یتیم تم سے (اجر میں) آگے بڑھ گئے، لیکن میں تم کو ایسا عمل بتلاتا ہوں، جو اس سے بھی بہتر ہے، تم ہر نماز کے بعد تینتیس (۳۳) مرتبہ اللہ کی تکبیر (یعنی اللہ اکبر) پڑھو، اور تینتیس (۳۳) مرتبہ تسبیح (یعنی سبحان اللہ) پڑھو، اور تینتیس (۳۳) مرتبہ تحمید (یعنی الحمد للہ) پڑھو، اور (اس کے بعد ایک مرتبہ) ''لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ'' پڑھو (ترجمہ ختم)

فائدہ: بعض روایات میں ان تینوں کلمات کو ہر نماز کے بعد دس دس مرتبہ، اور سونے سے پہلے تینتیس تینتیس مرتبہ سبحان اللہ اور الحمد للہ اور چونتیس مرتبہ اللہ اکبر، پڑھنے کی عادت وخصلت رکھنے والے مسلمان کو جنت کی بشارت سنائی گئی ہے، اور میزانِ عمل میں اس عمل کے ثواب کو بہت عظیم بتلایا گیا ہے۔ [1]

---

[1] عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خَلَّتَانِ لَا يُحْصِيهِمَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَهُمَا يَسِيرٌ، وَمَنْ يَعْمَلُ بِهِمَا قَلِيلٌ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ، يُسَبِّحُ أَحَدُكُمْ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ عَشْرًا، وَيَحْمَدُ عَشْرًا، وَيُكَبِّرُ عَشْرًا، فَهِيَ خَمْسُونَ وَمِائَةٌ فِي اللِّسَانِ، وَأَلْفٌ وَخَمْسُ مِائَةٍ فِي الْمِيزَانِ، وَأَنَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْقِدُهُنَّ بِيَدِهِ، وَإِذَا أَوَى أَحَدُكُمْ إِلَى فِرَاشِهِ أَوْ مَضْجَعِهِ سَبَّحَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَحَمِدَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَكَبَّرَ أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ، فَهِيَ مِائَةٌ عَلَى اللِّسَانِ، وَأَلْفٌ فِي الْمِيزَانِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَيُّكُمْ يَعْمَلُ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ أَلْفَيْنِ وَخَمْسَ مِائَةِ سَيِّئَةٍ؟ قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَكَيْفَ لَا نُحْصِيهِمَا؟ فَقَالَ: "إِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْتِي أَحَدَكُمْ وَهُوَ فِي صَلَاتِهِ، فَيَقُولُ: اذْكُرْ كَذَا، اذْكُرْ كَذَا، وَيَأْتِيهِ عِنْدَ مَنَامِهِ فَيُنِيمُهُ" (سنن نسائی، رقم الحدیث ۱۳۴۸، واللفظ لہٗ، ترمذی، رقم الحدیث، رقم الحدیث ۳۴۱۰؛ ابوداؤد، رقم الحدیث ۵۰۶۵؛ المنتقی من عمل الیوم واللیلۃ للنسائی، ج۱، ص۲۳؛ مسند احمد، رقم الحدیث ۶۹۱۰)

قال الترمذی: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَقَدْ رَوَى شُعْبَةُ، وَالثَّوْرِيُّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، هَذَا الْحَدِيثَ، وَرَوَى الْأَعْمَشُ، هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ مُخْتَصَرًا وَفِي الْبَابِ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، وَأَنَسٍ، وَابْنِ عَبَّاسٍ.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

پس اگر کوئی ہر نماز کے بعد تینتیس، تینتیس مرتبہ، سبحان اللہ اور الحمد للہ اور چونتیس مرتبہ اللہ اکبر پڑھے، تو بھی عظیم فضیلت حاصل ہوجاتی ہے، اور اگر ان تینوں کلمات کو تینتیس، تینتیس مرتبہ پڑھے، اور ایک مرتبہ ''لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ'' پڑھے، تو اور زیادہ فضیلت کا باعث ہے۔

اور اگر ہر نماز کے بعد اس تعداد کو پورا کرنا مشکل ہو، تو ہر نماز کے بعد دس دس مرتبہ ان تینوں کلمات کو پڑھنے اور رات کو سونے کے لئے بستر پر پہنچنے کے وقت تینتیس تینتیس مرتبہ سبحان اللہ اور الحمد للہ اور چونتیس مرتبہ اللہ اکبر پڑھنے کا معمول بنانے پر بھی جنت میں داخلہ کی فضیلت حاصل ہوتی ہے۔

جہاں تک ان کلمات کی تعداد کو شمار کرنے کا تعلق ہے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہاتھوں پر ان کا شمار کرنا ثابت ہے۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْقِدُ التَّسْبِيحَ بِيَدِهِ (سنن الترمذی) [1]

ترجمہ: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اپنے ہاتھ سے تسبیح (کی تعداد) کو محفوظ کرتے تھے (ترجمہ ختم)

اور حضرت یسیرہ مہاجر صحابیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَلَيْكُنَّ بِالتَّسْبِيحِ وَالتَّهْلِيلِ وَالتَّقْدِيسِ، وَاعْقِدْنَ بِالْأَنَامِلِ فَإِنَّهُنَّ مَسْئُوْلَاتٌ مُسْتَنْطَقَاتٌ، وَلَا تَغْفُلْنَ فَتَنْسَيْنَ الرَّحْمَةَ (سنن الترمذی) [2]

---

[1] رقم الحديث، ٣٤٨٦، ابواب الدعوات، باب ما جاء فی عقد التسبيح باليد، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابى الحلبى -مصر.
قال الترمذی: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ الأَعْمَشِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ وَرَوَى شُعْبَةُ، وَالثَّوْرِيُّ، هَذَا الحَدِيثَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، بِطُولِهِ وَفِي البَابِ عَنْ يُسَيْرَةَ بِنْتِ يَاسِرٍ.

[2] رقم الحديث ٣٥٨٣، ابواب الدعوات، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابى الحلبى - مصر. واللفظ لهٗ، سنن ابى داوٗد، رقم الحديث ١٥٠١، مسند احمد، رقم الحديث ٢٧٠٨٩.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ترجمہ: ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم تسبیح وتہلیل اور تقدیس کا اہتمام کرو، اور ان کو (انگلیوں کے) پورؤوں پر (شمار کرکے) محفوظ کرو، کیونکہ اُن (انگلیوں اور ان کے پورؤوں) سے (قیامت کے دن) سوال کیا جائے گا، اور ان سے کلام کرنے کو کہا جائے گا (اور ان پر ذکر کو شمار کرنے کی صورت میں یہ انسان کے حق میں ذکر شمار کرنے کی گواہی دیں گے) اور آپ (ذکر سے) غافل نہ ہوں، ورنہ آپ (اللہ تعالیٰ کی) رحمت سے محروم ہوجائیں گی (ترجمہ ختم)

فائدہ: اس حدیث سے ذکر وتسبیح کی تعداد کو ہاتھوں کی انگلیوں اور ان کے پورؤوں پر شمار کرنے کے ثبوت کے ساتھ ساتھ اس کی فضیلت بھی معلوم ہوئی۔ [1]

اور اگر کوئی انگلیوں کے بجائے تسبیح کے دانوں پر شمار کرے، تو بھی گنجائش ہے، کیونکہ اس کا بھی بعض روایات سے ثبوت ہے۔ [2]

---

[1] وإنما قيد العقد بالأنامل دلالة على الأفضل ويدل عليه تعليله بقوله :(فإنهن) أى :الأنامل كسائر الأعضاء (مسئولات) أى :يسألن يوم القيامة عما اكتسبن وبأى شىء استعملن، (مستنطقات) : بفتح الطاء أى :متكلمات بخلق النطق فيها فيشهدن لصاحبهن أو عليه بما اكتسبه. قال تعالى :(يوم تشهد عليهم ألسنتهم وأيديهم وأرجلهم بما كانوا يعملون)(وما كنتم تستترون أن يشهد عليكم سمعكم ولا أبصاركم ولا جلودكم)وفيه حث على استعمال الأعضاء فيما يرضى الرب تعالى وتعريض التحفظ عن الفواحش والآثام .(ولا تغفلن) : بضم الفاء ، والفتح لحن أى: عن الذكر يعنى لا تتركن الذكر، (فتنسين) : بفتح التاء أى :فتتركن (الرحمة) : بسبب الغفلة، والمراد بنسيان الرحمة نسيان أسبابها أى :لا تتركن الذكر، فإنكن لو تركتن الذكر لحرمتن ثوابه، فكأنكن تركتن الرحمة .قال تعالى :فاذكرونى أى :بالطاعة أذكركم أى :بالرحمة .وفى نسخة صحيحة بصيغة مجهولة من الإنساء ، أى :إنكن استحفظتن ذكر الرحمة وأمرتن بسؤالها، فإذا غفلتن فقد ضيعتن ما استودعتن فتركتن سدى عن رحمة الله تعالى.قال الطيبى :(لا تغفلن) نهى لأمرين أى :لا تغفلن عما ذكرت، لكن من اللزوم على الذكر والمحافظة عليه والعقد بالأصابع توثيقا، وقوله :فتنسين جواب "لو "أى :إنكن لو تغفلن عما ذكرت لكن لتركتن سدى عن رحمة الله، وهذا من باب قوله تعالى :(ولا تطغوا فيه فيحل عليكم غضبى)أو لا يكن منكن الغفلة فيكون من الله ترك الرحمة، فعبر بالنسيان عن ترك الرحمة كما فى قوله تعالى :(وكذلك اليوم تنسى)(مرقاة المفاتيح، ج۴ص ۱۶۰۶، كتاب اسماء الله تعالىٰ،ثواب التسبيح والتحميد والتهليل والتكبير)

[2] حَدَّثَنَا هَاشِمٌ وَهُوَ ابْنُ سَعِيدٍ الْكُوفِيُّ قَالَ :حَدَّثَنِي كِنَانَةُ، مَوْلَى صَفِيَّةَ قَالَ :سَمِعْتُ صَفِيَّةَ، تَقُولُ :دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ يَدَيَّ أَرْبَعَةُ آلَافِ نَوَاةٍ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran
Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

تاہم انگلیوں اور پوروں سے شمار کرنے کی فضیلت کی کیونکہ حدیث میں صراحت ہے، اس لئے عام حالات میں انگلیوں اور پوروں پر شمار کرنا افضل ہے، اور اگر کسی نے زیادہ تعداد

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

أُسَبِّحُ بِهَا، قَالَ :لَقَدْ سَبَّحْتِ بِهَذِهِ، أَلَا أُعَلِّمُكِ بِأَكْثَرَ مِمَّا سَبَّحْتِ؟ فَقُلْتُ :بَلَى عَلِّمْنِي. فَقَالَ " :قُولِي :سُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ خَلْقِهِ "(سنن ترمذی، رقم الحديث ۳۵۵۴)

قال الترمذی: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ صَفِيَّةَ إِلَّا مِنْ هَذَا الوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ هَاشِمِ بْنِ سَعِيدٍ الكُوفِيِّ، وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ بِمَعْرُوفٍ وَفِي البَابِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ.

عَنْ صَفِيَّةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنهَا قَالَتْ :دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ يَدَيَّ أَرْبَعَةُ آلَافِ نَوَاةٍ أُسَبِّحُ بِهِنَّ، فَقَالَ :يَا بِنْتَ حُيَيٍّ مَا هَذَا؟ قُلْتُ :أُسَبِّحُ بِهِنَّ، قَالَ :قَدْ سَبَّحْتُ مُنْذُ قُمْتُ عَلَى رَأْسِكِ أَكْثَرَ مِنْ هَذَا قُلْتُ :عَلِّمْنِي يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ :قُولِي سُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ مِنْ شَيْءٍ(مستدرک حاکم ، رقم الحديث ۲۰۰۸)

قال الحاكم:هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ،وَلَهُ شَاهِدٌ مِنْ حَدِيثِ الْمِصْرِيِّينَ بِإِسْنَادٍ أَصَحَّ مِنْ هَذَا.

وقال ابن حجر:

هذا حديث حسن، أخرجه الترمذی عن محمد بن بشار بندار، عن عبد الصمد بن عبد الوارث، عن هاشم بن سعيد، وقال :ليس إسناده بالمعروف .قلت :كنانة هو مولى صفية التی روى عنها، وهو مدنی روى عنه خمسة أنفس، وذكره ابن حبان فی الثقات، وأبو الفتح الأزدی فی الضعفاء .وهاشم بن سعيد الراوی عنه كوفی، قال فيه ابن معين : ليس بشیء .وقال أحمد :لا أعرفه.وقال أبو حاتم الرازی :ضعيف.وقال أبو أحمد بن عدی :لا يتابع على حديثه .قلت :قد توبع على هذا الحديث(نتائج الافكار، ج ۱ ص ۸۲،۸۳،باب مختصر فی أحرف مما جاء فی فضل الذكر غير مقيدٍ بوقت)

عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ أَبِيهَا، أَنَّهُ دَخَلَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى امْرَأَةٍ وَبَيْنَ يَدَيْهَا نَوَاةٌ، أَوْ قَالَ :حَصَاةٌ تُسَبِّحُ بِهَا، فَقَالَ :أَلَا أُخْبِرُكِ بِمَا هُوَ أَيْسَرُ عَلَيْكِ مِنْ هَذَا أَوْ أَفْضَلُ؟ سُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِي السَّمَاءِ، وَسُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِي الأَرْضِ، وَسُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ مَا بَيْنَ ذَلِكَ، وَسُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ مَا هُوَ خَالِقٌ، وَاللَّهُ أَكْبَرُ مِثْلَ ذَلِكَ، وَالحَمْدُ لِلَّهِ مِثْلَ ذَلِكَ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ مِثْلَ ذَلِكَ (سنن ترمذی، رقم الحديث ۳۵۶۸، واللفظ لهٗ،سنن ابی داوٗد، رقم الحديث ۱۵۰۰ ،صحيح ابنِ حبان،رقم الحديث ۸۳۷،مستدرک حاكم، رقم الحديث ۲۰۰۹)

قال الترمذی:هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ سَعْدٍ.

وقال ابن حجر:هذا حديث حسن، أخرجه الترمذی (نتائج الافكار، ج ۱ ص ۸۱،باب مختصر فی أحرف مما جاء فی فضل الذكر غير مقيدٍ بوقت)

وقال شعيب الارنؤوط:رجاله رجال الصحيح، وسعيد بن أبی هلال أدرک عائشة بنت سعد فإنها

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

میں ذکر کرنا ہو، جس کی تعداد کو انگلیوں پر شمار کر کے یاد رکھنا مشکل ہو، تو اس کے لئے آج کل دانوں یا نمبروں والی مروّجہ تسبیح پر شمار کرنے میں بھی حرج نہیں، بلکہ بعض کے نزدیک بہتر ہے، بشرطیکہ اخلاص کے ساتھ ہو، اور ریاء کاری مقصد نہ ہو۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

توفیت سنة سبع عشرة ومئة، وهو ولد سنة ٧٠ونشأ بالمدينة وتوفى سنة ١٣٥أو ١٣٣، وقال المؤلف ١٤٩هـ:وأخرجه الحاكم فی "المستدرک ١/٥٤٧.٥٤٨ "من طريق حرملة بهذا الإسناد، وصححه هو والذهبی، وأخرجه أبو داود ١٥٠٠ فی الصلاة .باب التسبيح بالحصی، والترمذی ٣٥٦٨فی الدعوات :باب فی دعاء النبی صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وتعوّذه دبر كل صلاة، والنسائی فی "عمل اليوم والليلة "كما فی "التحفة٣/٣٢٥ "والبغوی ١٢٧٩، من طرق عن ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هلال، عن خزيمة، عن عائشة بنت سعد، عن أبيها وحسنه الترمذی مع أن خزيمة لم يوثقه غير المؤلف .وقد حسن الحديث أيضًا الحافظ ابن حجر فی "أمالی الأذكار "فيما نقله عنه ابن علان ١/٢٤٥وفی الباب عن صفية عند الترمذی ٣٥٥٤والطبرانی ٢٤/٧٤.٧٥، والحاكم ١/٥٤٧وفی سنده ضعف(حاشية صحيح ابن حبان)

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ حَمْدَانَ، ثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ، ثنا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ، ثنا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ، عَنْ عَبْدِ الْوَاحِدِ بْنِ مُوسَى، قَالَ :أَخْبَرَنِي نُعَيْمُ بْنُ الْمُحَرَّرِ بْنِ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ جَدِّهِ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّهُ كَانَ لَهُ خَيْطٌ فِيهِ أَلْفَا عُقْدَةٍ، فَلَا يَنَامُ حَتَّى يُسَبِّحَ بِهِ(حلية الأولياء وطبقات الأصفياء، ج١، ص٣٨٣)

[1] وجاء بسند ضعيف عن علی رضی الله عنه مرفوعا :نعم المذكر المسبحة، وعن أبی هريرة أنه كان له خيط فيه ألف عقدة فلا ينام حتى يسبح به، وفی رواية :كان يسبح بالنوى، قال ابن حجر: والروايات فی التسبيح بالنوى والحصى كثيرة عن الصحابة، وبعض أمهات المؤمنين، بل رآها عليه السلام، وأقر عليها، قيل :وعقد التسبيح بالأنامل أفضل من المسبحة، وقيل :إن أمن الغلط فهو أولى، وإلا فهی أولى(مرقاة، ج٢ ص٧٦٨، باب الذكر بعد الصلاة)

وصح أنه صلى الله عليه وسلم كان يعقد التسبيح بيمينه وورد أنه قال واعقدوه بالأنامل فإنهن مسؤولات مستنطقات وجاء بسند ضعيف عن علی مرفوعا نعم المذكر السبحة قال ابن حجر والروايات بالتسبح بالنوى والحصا كثيرة عن الصحابة وبعض أمهات المؤمنين بل رآها صلى الله عليه وسلم وأقرا عليه وعقد التسبيح بالأنامل أفضل من السبحة وقيل إن أمن من الغلط فهو أولى وإلا فهی أولى كذا فی شرح المشكاة (حاشية الطحطاوی على المراقی، ص٣١٦، فصل فی صفة الاذكار)

أَمَّا عَدُّ التسبيح خارج الصلاة فلا يُكره بل يُستَحَبُّ .لِمَا ورد :أنه عليه الصلاة والسلام كان يَعْقِدُ بالأنامل .ولِمَا ورد من التسبيح ونحوه ثلاثاً وثلاثين، وهو لا يُمكِنُ بدون العَدِّ، إمّا باليد أو بالسُّبْحَة ونحوها من النَّواة والحصى كما ورد عن بعض الصحابيات .وقد قال الجُنَيْد :السُّبْحَة سوط الشيطان .وقيل :هو بدعة لقول بعض السلف :نُذْنِبُ ولا نحصى، ونسبح ونحصى(شرح النقاية،فصل فی مكروهات الصلاة)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

اور بعض روایات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے دائیں ہاتھ کی انگلیوں پر تسبیح کا شمار کرنا مذکور ہے، جس کی روشنی میں بعض حضرات نے فرمایا کہ تسبیح کو دائیں ہاتھ کی انگلیوں اور پوروں پر شمار کرنا افضل ہے۔

اور اگر کوئی دائیں اور بائیں دونوں ہاتھوں کی انگلیوں پر شمار کرے، تو بھی جائز ہے، کیونکہ بعض احادیث میں دائیں ہاتھ کی قید کے بغیر اس کا ذکر آیا ہے، بالخصوص جبکہ ایک ہاتھ کی

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

قَوْلُهُ (يَعْقِدُ التَّسْبِيحَ بِيَدِهِ) وَفِى رواية أبى داود قال بن قُدَامَةَ بِيَمِينِهِ وَأَبُو قُدَامَةَ هَذَا هُوَ شَيْخُ أَبِى دَاوُدَ وَاسْمُهُ مُحَمَّدٌ،وَفِى الْحَدِيثِ مَشْرُوعِيَّةُ عَقْدِ التَّسْبِيحِ بِالْأَنَامِلِ وَعَلَّلَ ذَلِكَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِى حَدِيثِ يُسَيْرَةَ الذى أشار إليه الترمذى بأن الأنامل مسؤولات مُسْتَنْطَقَاتٌ يَعْنِى أَنَّهُنَّ يَشْهَدْنَ بِذَلِكَ فَكَانَ عَقْدُهُنَّ بِالتَّسْبِيحِ مِنْ هَذِهِ الْحَيْثِيَّةِ أَوْلَى مِنَ السُّبْحَةِ وَالْحَصَى وَيَدُلُّ عَلَى جَوَازِ عَدِّ التَّسْبِيحِ بِالنَّوَى وَالْحَصَى حَدِيثُ سَعْدِ بْنِ أَبِى وَقَّاصٍ أَنَّهُ دَخَلَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى امْرَأَةٍ وَبَيْنَ يَدَيْهَا نَوًى أَوْ حَصًى تُسَبِّحُ بِهِ الْحَدِيثُ وَحَدِيثُ صَفِيَّةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ يَدَيَّ أَرْبَعَةُ آلَافِ نَوَاةٍ أُسَبِّحُ بِهَا الْحَدِيثُ،أَخْرَجَهُمَا التِّرْمِذِيُّ فِيمَا بَعْدُ،قَالَ الشَّوْكَانِيُّ فِى النَّيْلِ ج۲ص ۲۱۱ هَذَانِ الْحَدِيثَانِ يَدُلَّانِ عَلَى جَوَازِ عَدِّ التَّسْبِيحِ بِالنَّوَى وَالْحَصَى وَكَذَا بِالسُّبْحَةِ لِعَدَمِ الْفَارِقِ لِتَقْرِيرِهِ صَلَّى اللَّهُ عليه وسلم للمرتين عَلَى ذَلِكَ وَعَدَمِ إِنْكَارِهِ وَالْإِرْشَادُ إِلَى مَا هُوَ أَفْضَلُ لَا يُنَافِى الْجَوَازَ وَقَدْ وَرَدَتْ بِذَلِكَ آثَارٌ فَفِى جُزْءِ هِلَالِ الْحَفَّارِ مِنْ طَرِيقِ مُعْتَمِرِ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِى صَفِيَّةَ مَوْلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يُوضَعُ لَهُ نِطْعٌ وَيُجَاءُ بِزِنْبِيلٍ فِيهِ حَصًى فَيُسَبِّحُ بِهِ إِلَى نِصْفِ النَّهَارِ ثُمَّ يُرْفَعُ فَإِذَا صَلَّى أُتِيَ بِهِ فَيُسَبِّحُ حَتَّى يمسح،وأخرجه الإمام أحمد فى الزهد،وأخرج بن سَعْدٍ عَنْ حَكِيمِ بْنِ الدَّيْلَمِيِّ أَنَّ سَعْدَ بْنَ أَبِى وَقَّاصٍ كَانَ يُسَبِّحُ بِالْحَصَى،وَقَالَ بن سَعْدٍ فِى الطَّبَقَاتِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ جَابِرٍ عَنِ امْرَأَةٍ خَدَمَتْهُ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتُ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِى طَالِبٍ أَنَّهَا كَانَتْ تُسَبِّحُ بِخَيْطٍ معقود فيها،وأخرج عبد الله بن الْإِمَامِ أَحْمَدَ فِى زَوَائِدِ الزُّهْدِ عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ أَنَّهُ كَانَ لَهُ خَيْطٌ فِيهِ أَلْفُ عُقْدَةٍ فَلَا يَنَامُ حَتَّى يُسَبِّحَ،وَأَخْرَجَ أَحْمَدُ فِى الزُّهْدِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قال لأبى الدرداء نوى عن الْعَجْوَةِ فِى كِيسٍ فَكَانَ إِذَا صَلَّى الْغَدَاةَ أخرجها واحدة يسبح بهن حتى ينفذهن،وأخرج بن سَعْدٍ عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ أَنَّهُ كَانَ يُسَبِّحُ بِالنَّوَى الْمَجْمُوعِ،وَأَخْرَجَ الدَّيْلَمِيُّ فِى مُسْنَدِ الْفِرْدَوْسِ مِنْ طَرِيقِ زَيْنَبَ بِنْتِ سُلَيْمَانَ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أُمِّ الْحَسَنِ بِنْتِ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيهَا عَنْ جَدِّهَا عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَرْفُوعًا نِعْمَ الْمُذَكِّرُ السُّبْحَةُ،وَقَدْ سَاقَ السُّيُوطِيُّ آثَارًا فِى الْجُزْءِ الَّذِى سَمَّاهُ الْمِنْحَةُ فِى السُّبْحَةِ وَهُوَ مِنْ جُمْلَةِ كِتَابِهِ الْمَجْمُوعِ فِى الفتاوى وقال فى آخره ولو يُنْقَلُ عَنْ أَحَدٍ مِنَ السَّلَفِ وَلَا مِنَ الْخَلَفِ الْمَنْعُ مِنْ جَوَازِ عَدِّ الذِّكْرِ بِالسُّبْحَةِ بَلْ كَانَ أَكْثَرُهُمْ يَعُدُّونَهُ بِهَا وَلَا يَرَوْنَ ذَلِكَ مَكْرُوهًا انْتَهَى(تحفة الاحوذى على جامع الترمذى، ج۹ص ۳۲۲، باب ماجاء فى عقد التسبيح باليد)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

انگلیوں پر شمار کرنے کی صورت میں تعداد کو یاد رکھنا مشکل ہو، تو دونوں ہاتھوں کی انگلیوں پر شمار کرنے میں ہی عافیت ہے۔ [1]

نماز کے بعد آیۃ الکرسی کی فضیلت

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ قَرَأَ آيَةَ الْكُرْسِيِّ فِيْ دُبُرِ الصَّلَاةِ الْمَكْتُوْبَةِ كَانَ فِيْ ذِمَّةِ اللّٰهِ إِلَى الصَّلَاةِ الْأُخْرٰى (المعجم الكبير للطبراني) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھے، تو وہ اگلی نماز تک اللہ کی ذمہ داری میں آجاتا ہے (ترجمہ ختم)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ قَرَأَ آيَةَ الْكُرْسِيِّ فِيْ دُبُرِ

---

[1] قال المصنف رحمه الله تعالى: (حدثنا عبيد الله بن عمر بن ميسرة ومحمد بن قدامة فى آخرين، قالوا: حدثنا عثام عن الأعمش عن عطاء بن السائب عن أبيه عن عبد الله بن عمرو رضى الله عنهما قال: (رأيت رسول الله صلى الله عليه وعلى آله وسلم يعقد التسبيح، قال ابن قدامة بيمينه) قوله: (رأيت النبى صلى الله عليه وسلم يعقد التسبيح)

قال ابن قدامة: (بيمينه) فـ عبيد الله بن عمر القواريرى ومحمد بن قدامة قالا: (يعقد التسبيح) لكن محمد بن قدامة زاد: (بيمينه)، وهذا دليل على أن عقد التسبيح الأولى والأفضل أن يكون باليمين، لهذا الحديث الذى ورد عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، وهو أنه كان يعقد التسبيح بيمينه، وهو أيضاً مطابق لما جاء من كون اليمين تستعمل فى الأمور المحمودة والأمور الطيبة، واليسار تكون بخلاف ذلك، لكن كونه يبدأ التسبيح باليمين ويثنى باليسار لا بأس بذلك (شرح سنن ابى داوٗد للعباد، التسبيح بالحصى، شرح حديث: رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يعقد التسبيح بيمينه)

[2] رقم الحديث ٢٧٣٣، مكتبة ابن تيمية، القاهرة، واللفظ لهٗ؛ الدعاء للطبرانى، رقم الحديث ٦٢٠.

قال الهيثمى:

رواه الطبرانى، وإسناده حسن (مجمع الزوائد، ج١٠ ص١٠٢، تحت رقم الحديث ١٦٩٢٤)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

كُلِّ صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ لَمْ يَحِلْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ دُخُولِ الْجَنَّةِ إِلَّا الْمَوْتُ (عمل اليوم والليلة لابن السنى) [۱]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ہر نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھی، تو اس کے اور جنت کے درمیان سوائے موت کے اور کوئی چیز حائل نہیں ہوسکتی (ترجمہ ختم)

نماز کے بعد معوذتین کی فضیلت

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَمَرَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَقْرَأَ بِالْمُعَوِّذَتَيْنِ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ (سنن الترمذى) [۲]

ترجمہ: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم فرمایا کہ میں ہر نماز کے بعد معوذتین (یعنی سورہ فلق اور سورہ ناس) پڑھوں (ترجمہ ختم)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِقْرَءُوا الْمُعَوِّذَاتِ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ (مستدرك حاكم) [۳]

---

[۱] رقم الحديث ۱۲۴، باب مايقول فى دبر صلاة الصبح، دار القبلة للثقافة الإسلامية ومؤسسة علوم القرآن -جدة / بيروت، اخبارِ اصبهان، ج ۱ ص ۲۱۷، واللفظ لهما، المعجم الكبير للطبرانى، رقم الحديث ۷۵۳۲، السنن الكبرىٰ للنسائى، رقم الحديث ۹۸۴۸، ثواب من قرأ آية الكرسى دبر كل صلاة؛ المعجم الاوسط، رقم الحديث ۸۰۶۸.

قال الهيثمى:

رواه الطبرانى فى الكبير والأوسط بأسانيد، وأحدها جيد (مجمع الزوائد، ج ۱۰ ص ۱۰۲)

[۲] رقم الحديث ۲۹۰۳، ابواب فضائل القرآن، باب ما جاء فى المعوذتين، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابى الحلبى -مصر.

[۳] رقم الحديث ۹۲۹، كتاب الطهارة، دارالكتب العلمية، بيروت.

قال الحاكم: صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ.

وقال الذهبى فى التلخيص: على شرط مسلم.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ہر نماز کے بعد معوذات پڑھو

(ترجمہ ختم)

فائدہ: بعض محدثین نے فرمایا کہ معوذات سے مراد بھی ''معوذتین'' یعنی سورہ فلق اور سورہ ناس ہیں، اور بعض حضرات نے فرمایا کہ معوذات سے مراد تین سورتیں ہیں، دو تو یہی سورتیں ہیں، یعنی سورہ فلق اور سوہ ناس، اور تیسری سورہ اخلاص ہے۔ [۱]

سورہ فلق اور سورہ ناس کے احادیث میں اور بھی فضائل اور فوائد آئے ہیں، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آندھی وطوفان کے وقت، اور جنات اور انسانوں کے شَر سے حفاظت کے لئے ان دونوں سورتوں کا پڑھنا ثابت ہے، نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رات کو بستر پر پہنچ کر اور بیماری کے وقت ان دونوں سورتوں کو پڑھ کر اور ہاتھوں پر دَم کر کے اپنے جسم پر پھیرنا ثابت ہے۔ [۲]

---

[۱] أی :هذا باب فی بیان فضل المعوذات، وهی بکسر الواو جمع معوذة والمراد بها السور الثلاث وهی :سورة الإخلاص وسورة الفلق وسورة الناس، والدلیل علی ذلک ما رواه أصحاب السنن الثلاثة وأحمد وابن خزیمة وابن حبان من حدیث عقبة بن عامر، قال لی رسول الله صلی الله علیه وسلم :(قل هو الله أحد)و(قل أعوذ برب الفلق)و (قل أعوذ برب الناس)تعوذ بهن فإنه لم یتعوذ بمثلهن وفی لفظ :اقرأ المعوذات دبر کل صلاة، فذکرهن فإن قلت :التعوذ ظاهر فی المعوذتین، و کیف هو فی سورة الإخلاص؟ قلت :لأجل ما اشتملت علیه من صفة الرب أطلق علیه المعوذ وإن لم یصرح فیه .ومنهم من ظن أن الجمع فیه من باب إن أقل الجمع اثنان .ولیس کذلک، فافهم(عمدة القاری، ج۲۰ ص۳۴، کتاب فضائل القرآن، باب فضل المعوذات)

(وعن عقبة بن عامر قال :أمرنی رسول الله صلی الله علیه وسلم أن أقرأ بالمعوذات) : بکسر الواو وتفتح (فی دبر کل صلاة) : وفی الحصن " :دبر کل صلاة "، قال میرک :رواه أبو داود واللفظ له، والنسائی، وابن حبان، والحاکم وصححاه، ورواه الترمذی ولفظه " :أن أقرأ بالمعوذتین فی دبر کل صلاة "، قال الطیبی " :فی سنن أبی داود، والنسائی، والبیهقی " :بالمعوذات "، وفی روایة المصابیح، "بالمعوذتین "، فعلی الأول إما أن یکون أقل الجمع اثنین، وإما أن یدخل فی المعوذتین سورة الإخلاص والکافرون إما تغلیبا "یعنی :لأن المعوذتین أکثر "أو ;لأن فی کلتیهما - "یعنی الإخلاص والکافرون "براءة من الشرک، والتجاء إلی الله تعالی "یعنی :ففیهما معنی التعوذ أیضا(مرقاة المفاتیح، ج۲ص ۷۶۹، کتاب الصلاة، باب الذکر بعد الصلاة)

[۲] عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ :قَالَ لِی رَسُولُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ :أُنْزِلَ، أَوْ أُنْزِلَتْ عَلَیَّ آیَاتٌ لَمْ یُرَ مِثْلُهُنَّ قَطُّ، الْمُعَوِّذَتَیْنِ(مسلم ، رقم الحدیث ۸۱۴"۲۶۵")

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

بہت سے فقہائے کرام نے فرمایا کہ جن نمازوں کے بعد سنتیں ہیں، اُن میں فرض نماز کے بعد مختصر ذکر ودعا (یعنی ''اَللّٰھُمَّ اَنۡتَ السَّلَامُ وَمِنۡکَ السَّلَامُ ، تَبَارَکۡتَ یَا ذَا الۡجَلَالِ وَالۡاِکۡرَامِ '' یا اس کے لگ بھگ دوسری دعا)

پر اکتفاء کرنا چاہئے، اور اس سے غیر معمولی طویل ذکر ودعا سنن ونوافل سے فارغ ہوکر ہر شخص کو اپنی حسبِ حیثیت کرنی چاہئے۔

اور جن نمازوں کے بعد سنتیں نہیں ہیں، مثلاً فجر اور عصر کی نماز، تو ان میں فرضوں کے بعد طویل ذکر ودعا کرنے میں حرج نہیں ہے، بلکہ افضل ہے، جیسا کہ پہلے گزرا۔

اور اسی وجہ سے تسبیحِ فاطمی، آیۃ الکرسی اور معوذتین وغیرہ کو فجر اور عصر کی نماز کے فرضوں کے فوراً بعد اور دوسری نمازوں میں سنتوں سے فراغت کے بعد پڑھنا مناسب ہے، جس کا مزید ذکر آگے ہدایات وتنبیہات کے ضمن میں آتا ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

عَنۡ عُقۡبَةَ بۡنِ عَامِرٍ، قَالَ :بَيۡنَا أَنَا أَسِيرُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ بَيۡنَ الۡجُحۡفَةِ، وَالۡأَبۡوَاءِ، إِذۡ غَشِيَتۡنَا رِيحٌ، وَظُلۡمَةٌ شَدِيدَةٌ، فَجَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ يَتَعَوَّذُ بِأَعُوذُ بِرَبِّ الۡفَلَقِ، وَأَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ، وَيَقُولُ :يَا عُقۡبَةُ، تَعَوَّذۡ بِهِمَا فَمَا تَعَوَّذَ مُتَعَوِّذٌ بِمِثۡلِهِمَا ، قَالَ :وَسَمِعۡتُهُ يَؤُمُّنَا بِهِمَا فِي الصَّلَاةِ(سنن ابی داوٗد، رقم الحديث ۱۴۶۳)

عَنۡ عَائِشَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَخَذَ مَضۡجَعَهُ نَفَثَ فِي يَدَيۡهِ، وَقَرَأَ بِالۡمُعَوِّذَتَيۡنِ وَمَسَحَ بِهِمَا جَسَدَهُ(سنن ابنِ ماجه، رقم الحديث ۳۸۷۵)

عَنۡ عَائِشَةَ، "أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا مَرِضَ قَرَأَ عَلَى نَفۡسِهِ بِالۡمُعَوِّذَتَيۡنِ وَيَنۡفُثُ "قَالَتۡ عَائِشَةُ فَلَمَّا ثَقُلَ جَعَلۡتُ أَنۡفُثُ عَلَيۡهِ بِهِمَا، وَأَمۡسَحُ بِيَمِينِهِ الۡتِمَاسَ بَرَكَتِهَا (مسند احمد، رقم الحديث ۲۶۱۸۹)

فی حاشية مسند احمد:إسناده صحيح على شرط مسلم، حماد بن خالد -وهو الخياط -من رجاله، وبقية رجاله ثقات رجال الشيخين .وهو مكرر(۲۴۷۲۸)

عَنۡ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ :كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ يَتَعَوَّذُ مِنَ الجَانِّ وَعَيۡنِ الإِنۡسَانِ حَتَّى نَزَلَتِ المُعَوِّذَتَانِ فَلَمَّا نَزَلَتَا أَخَذَ بِهِمَا وَتَرَكَ مَا سِوَاهُمَا(سنن الترمذی، رقم الحديث ۲۰۵۸)

[1] واعلم أن المذكور فی حديث عائشة هذا هو قولها لم يقعد إلا مقدار ما يقول وذلک لا يستلزم سنية أن يقول ذلک بعينه فی دبر كل صلاة إذا لم يقل إلا حتى يقول أو إلى أن يقول فيجوز

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

گزشتہ تفصیل سے بحمد اللہ تعالیٰ نماز کے بعد مختلف مسنون وماثور دعاؤں کا اور مختلف اذکار کا ثبوت ہوگیا، جن پر عمل پیرا ہو کر ہر مسلمان کو سعادت وبرکت حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

آگے نماز کے بعد کی دعا واذکار اوران سے متعلق بعض دیگر پہلوؤں پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

كونه كان مرة بأوله ومرة يقول غيره من الأوراد الواردة ومقتضى العبارة حينئذ أن السنة أن يفصل بذكر قدر ذلك وذلك يكون تقريبا فقد يزيد قليلا وقد ينقص قليلا وقد يدرج وقد يرتل فأما ما يكون زيادة غير متقاربة مثل العدد المعروف من التسبيحات والتحميدات والتكبيرات فينبغي استنان تأخيره عن الراتبة وكذا آية الكرسي ونحوها على أن ثبوت ذلك عن المصطفى صلى الله عليه وسلم بمواظبة فلم تثبت بل الثابت ندبه إلى ذلك ولا يلزم من ندبه إلى شيء مواظبته عليه فالأولى أن لا تقرأ الأعداد قبل السنة لكن لو فعل لم تسقط حتى إذا صلى بعد الأوراد يقع سنة مؤداة قال أبو زرعة: هذا لا يعارضه خبر إن الملائكة تصلي على أحدكم ما دام في مصلاه لأنه كان يترك الشيء وهو يحب فعله خشية المشقة على الناس والافتراض عليهم(فيض القدير شرح الجامع الصغير، ج۵ص ۱۴۲،تحت رقم الحديث ۶۷۲۲)

وَاعْلَمْ أَنَّ الْمَذْكُورَ فِي حَدِيثِ عَائِشَةَ -رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا- عَنْهَا هَذَا هُوَ قَوْلُهَا لَمْ يَقْعُدْ إلَّا مِقْدَارَ مَا يَقُولُ، وَذَلِكَ لَا يَسْتَلْزِمُ سُنِّيَّةَ أَنْ يَقُولَ ذَلِكَ بِعَيْنِهِ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ إذْ لَمْ تَقُلْ إلَّا حَتَّى يَقُولَ أَوْ إلَى أَنْ يَقُولَ، فَيَجُوزُ كَوْنُهُ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- كَانَ مَرَّةً يَقُولُهُ وَمَرَّةً يَقُولُ غَيْرَهُ مِمَّا ذَكَرْنَا مِنْ قَوْلِ لَا إلَهَ إلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ إلَخْ، وَمَا ضُمَّ إلَيْهِ فِي بَعْضِ الرِّوَايَاتِ مِمَّا ذَكَرْنَا مِنْ قَوْله لَا إلَهَ إلَّا اللَّهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إلَّا بِاَللَّهِ إلَخْ، وَمُقْتَضَى الْعِبَارَةِ حِينَئِذٍ أَنَّ السُّنَّةَ أَنْ يَفْصِلَ بِذِكْرِ قَدْرِ ذَلِكَ وَذَلِكَ يَكُونُ تَقْرِيبًا، فَقَدْ يَزِيدُ قَلِيلًا وَقَدْ يَنْقُصُ قَلِيلًا، وَقَدْ يُدْرِجُ وَقَدْ يُرَتِّلُ فَأَمَّا مَا يَكُونُ زِيَادَةً غَيْرَ مُقَارِبَةٍ مِثْلَ الْعَدَدِ السَّابِقِ مِنْ التَّسْبِيحَاتِ وَالتَّحْمِيدَاتِ وَالتَّكْبِيرَاتِ فَيَنْبَغِي اسْتِنَانُ تَأْخِيرِهِ عَنْ السُّنَّةِ أَلْبَتَّةَ، وَكَذَا آيَةُ الْكُرْسِيِّ، عَلَى أَنَّ ثُبُوتَ ذَلِكَ عَنْهُ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- مُوَاظَبَةً لَا أَعْلَمُهُ، بَلْ الثَّابِتُ نَدْبُهُ إلَى ذَلِكَ، وَلَيْسَ يَلْزَمُ مِنْ نَدْبِهِ إلَى شَيْءٍ مُوَاظَبَتُهُ عَلَيْهِ وَإِلَّا لَمْ يُفَرَّقْ حِينَئِذٍ بَيْنَ السُّنَّةِ وَالْمَنْدُوبِ، وَكَانَ يُسْتَدَلُّ بِدَلِيلِ النَّدْبِ عَلَى السُّنِّيَّةِ وَلَيْسَ هَذَا عَلَى أُصُولِنَا.

وَقَوْلُ الْحَلْوَانِيِّ عِنْدِي أَنَّهُ حُكْمٌ آخَرُ لَا يُعَارِضُ الْقَوْلَيْنِ لِأَنَّهُ إنَّمَا قَالَ لَا بَأْسَ إلَخْ، وَالْمَشْهُورُ فِي هَذِهِ الْعِبَارَةِ كَوْنُهُ لِمَا خِلَافُهُ أَوْلَى فَكَانَ مَعْنَاهَا أَنَّ الْأَوْلَى أَنْ لَا يَقْرَأَ الْأَوْرَادَ قَبْلَ السُّنَّةِ، وَلَوْ فَعَلَ لَا بَأْسَ بِهِ فَأَفَادَ عَدَمَ سُقُوطِ السُّنَّةِ بِذَلِكَ حَتَّى إذَا صَلَّى بَعْدَ الْأَوْرَادِ يَقَعُ سُنَّةً مُؤَدَّاةً لَا عَلَى وَجْهِ السُّنَّةِ، وَإِذَا قَالُوا لَوْ تَكَلَّمَ بَعْدَ الْفَرْضِ لَا تَسْقُطُ السُّنَّةُ لَكِنَّ ثَوَابَهَا أَقَلُّ فَلَا أَقَلَّ مِنْ كَوْنِ قِرَاءَةِ الْأَوْرَادِ لَا تُسْقِطُهَا، وَقَدْ قِيلَ فِي الْكَلَامِ أَنَّهُ يُسْقِطُهَا، وَالْأَوَّلُ أَوْلَى(فتح القدير، لابن الهمام،بَابُ النَّوَافِلِ)

Idara Ghufran

دعا میں ہاتھ اُٹھانے کی شرعی حیثیت

دعا ہاتھ اٹھائے بغیر بھی جائز ہے، البتہ دعا کرتے وقت ہاتھ اُٹھا کر سینے کے سامنے پھیلانا دعا کے آداب میں سے ہے۔نماز کے بعد کی دعا میں بھی افضل یہ ہے کہ ہاتھ اٹھائے جائیں۔

اور دعا کے وقت ہاتھ اٹھانا بے شمار احادیث سے ثابت ہے، اور بعض احادیث سے خصوصیت کے ساتھ نماز کے بعد کی دعا میں ہاتھ اٹھانا بھی ثابت ہے، اور ان میں سے بعض احادیث اگرچہ ضعیف ہیں، لیکن اولاً تو وہ دوسری احادیث سے مل کر قوت حاصل کر لیتی ہیں، اور دوسرے دعا میں ہاتھ اٹھانے کی اصولی احادیث کے ضمن میں نماز کے بعد کی دعا بھی داخل ہے، تیسرے نماز کے بعد کی دعا میں ہاتھ اٹھانا صرف مستحب وفضیلت کے درجے کا عمل ہے، اور استحباب وفضیلت بعض شرائط کے ساتھ ضعیف حدیث سے بھی ثابت ہو جاتی ہے، جس کی تفصیل آگے آتی ہے۔

پہلے اس سلسلہ میں چند احادیث وروایات ملاحظہ فرمائیں۔

پہلی روایت:

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ حَيِيٌّ كَرِيْمٌ يَسْتَحْيِيُ إِذَا رَفَعَ الرَّجُلُ إِلَيْهِ يَدَيْهِ أَنْ يَّرُدَّهُمَا صِفْرًا خَائِبَتَيْنِ (سنن الترمذی) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ انتہائی حیاء والے، کریم ہیں، اس بات سے حیاء فرماتے ہیں کہ جب آدمی اللہ تعالیٰ کی طرف (دعا کے لئے)

---

[1] رقم الحديث ٣٥٥٦، ابواب الدعوات، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابى الحلبى -مصر، واللفظ لهٗ؛ سنن ابنِ ماجه، رقم الحديث ٣٨٦٥، الناشر :دار إحياء الكتب العربية.

Idara Ghufran

اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے، کہ ان ہاتھوں کو خالی اور خسارہ کی حالت میں واپس لوٹائیں (ترجمہ ختم)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ جَلَّ وَعَلَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْعَبْدِ أَنْ يَّرْفَعَ إِلَيْهِ يَدَيْهِ فَيَرُدَّهُمَا خَائِبَتَيْنِ (صحيح ابن حبان) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ جل وعلا، بندہ سے اس چیز سے حیاء فرماتے ہیں کہ بندہ اللہ تعالیٰ کی طرف (دعا کے لئے) اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے، پھر ان ہاتھوں کو خسارہ کی حالت میں واپس لوٹائیں (ترجمہ ختم)

دوسری روایت:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى حَيِيٌّ كَرِيْمٌ يَسْتَحْيِي مِنْ عَبْدِهٖ أَنْ يَّرْفَعَ إِلَيْهِ يَدَيْهِ فَيَرُدَّهُمَا صِفْرًا لَيْسَ فِيهِمَا شَيْءٌ (مسند أبى يعلى الموصلى) [2]

---

[1] رقم الحديث ٨٨٠، باب الادعية، مؤسسة الرسالة، بيروت، ذكر استجابة الدعاء للرافع يديه إلى بارئه جل وعلا.
قال شعيب الارنؤوط:
إسناده جيد وأخرجه الطبرانى ٦١٣٠ من طريق العباس بن حمدان الحنفى، عن جميل بن الحسن، به.
وأخرجه أحمد ٤٣٨/٥ عن يزيد بن هارون، عن محمد بن الزبرقان، به وصححه الحاكم ٤٩٧/١، ووافقه الذهبى، وجود إسناده الحافظ فى "الفتح ١٤٣/١١" وتقدم برقم ٨٧٦ من طريق جعفر بن ميمون عن أبى عثمان (حاشية ابنِ حبان)

[2] رقم الحديث ١٨٦٧، مسند جابر، دار المأمون للتراث -دمشق.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ انتہائی حیاء والے کریم ہیں، اپنے بندہ سے اس بات سے حیاء فرماتے ہیں کہ بندہ اللہ تعالیٰ کی طرف (دعا کے لئے) اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے، پھر ان ہاتھوں کو خالی لوٹا دیں، جن میں کچھ نہ ہو (ترجمہ ختم)

فائدہ: اسی قسم کی حدیث حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔ [۱]

تیسری روایت:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللّٰہَ حَیِیٌّ کَرِیْمٌ، یَسْتَحْیِیُ إِذَا رَفَعَ الْعَبْدُ إِلَیْہِ یَدَہُ أَنْ یَّرُدَّھَا صِفْرًا حَتّٰی یَجْعَلَ فِیْھَا خَیْرًا (شرح السنة للبغوی) [۲]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ انتہائی حیاء والے کریم ہیں، اس بات سے حیاء فرماتے ہیں کہ بندہ اللہ تعالیٰ کی طرف (دعا کے لئے) اپنے ہاتھ اٹھائے، پھر ان کو کسی خیر کے عطا فرمائے بغیر خالی لوٹا دیں (ترجمہ ختم)

ان احادیث سے دعا کے وقت ہاتھ اٹھانے کی فضیلت معلوم ہوئی، کہ ان کی وجہ سے دعا کی قبولیت کی زیادہ توقع وامید کی جاتی ہے، وہ اس طرح کہ اللہ تعالیٰ دعا کے لئے پھیلائے ہوئے ہاتھوں کو خالی واپس لوٹانے سے حیاء فرماتے ہیں، اور یہ فضیلت نماز کے بعد اور دیگر اوقات کی عام دعا کے لئے عام ہے، کسی مخصوص موقع کی دعا کے ساتھ خاص نہیں۔

---

[۱] عن ربيعة بن أبي عبد الرحمن ، قال : سمعت أنسا ، رضي الله عنه يقول : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : إن الله عز وجل جواد كريم يستحيي من العبد المسلم إذا دعاه أن يرد يديه صفرا ليس فيهما شيء (الدعاء للطبرانی، رقم الحديث ۱۸۸)

[۲] رقم الحديث ۱۳۸۶ ، كتاب الدعوات ، باب الترغيب فى الدعاء، المكتب الإسلامي - دمشق، بيروت.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

چوتھی روایت:

حضرت مالک بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا سَأَلْتُمُ اللّٰهَ فَاسْأَلُوْهُ بِبُطُوْنِ أَكُفِّكُمْ، وَلَا تَسْأَلُوْهُ بِظُهُوْرِهَا (ابوداؤد) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم اللہ سے سوال کرو (یعنی کوئی چیز مانگو) تو تم اپنی ہتھیلیوں کے اندر والے حصوں سے مانگو، اور ان کی پشت سے نہ مانگو (ترجمہ ختم)

پانچویں روایت:

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا سَأَلْتُمُ اللّٰهَ فَسَلُوْهُ بِبُطُوْنِ أَكُفِّكُمْ، وَلَا تَسْأَلُوْهُ بِظُهُوْرِهَا (اخبارِ اصبهان) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم اللہ سے سوال کرو (یعنی کوئی چیز مانگو) تو تم اپنی ہتھیلیوں کے اندر والے حصوں سے مانگو، اور ان کی پشت سے نہ مانگو (ترجمہ ختم)

---

[1] رقم الحديث ١٤٨٦، كتاب الصلاة، باب الدعاء، المكتبة العصرية، بيروت، واللفظ لهٗ، مسند الشاميين للطبراني، رقم الحديث ١٦٣٩.
قلت: وهذا إسناد جيد (سلسلة الاحاديث الصحيحة، تحت رقم الحديث ٥٩٥)

[2] ج٢ص١٩٥، تحت ترجمة محمد بن العباس بن أيوب بن سعيد أبو جعفر الأخرم، رقم الترجمة ١٤٤٤، دار الكتب العلمية، بيروت، واللفظ لهٗ، الفوائد المنتقاه عن الشيوخ العوالى لعلى بن عمر الحربى، رقم الحديث ١٤١.
هذا رجاله ثقات رجال الشيخين غير عمار بن خالد وهو ثقة، وكذا من دونه (سلسلة الاحاديث الصحيحة، تحت رقم الحديث ٥٩٥)

Idara Ghufran

ان احادیث سے ہاتھ اُٹھا کر ہتھیلیوں کے اندر والے حصے سے دعا کرنے کا ثبوت ہوا۔

چھٹی روایت:

حضرت عمیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّـهُ: رَأَى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ أَحْجَارِ الزَّيْتِ قَرِيْبًا مِّنَ الزَّوْرَاءِ يَدْعُوْ رَافِعًا كَفَّيْهِ قِبَلَ وَجْهِهٖ لَا يُجَاوِزُ بِهِمَا رَأْسَهٗ (صحیح ابنِ حبان) [1]

ترجمہ: انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (مدینہ منورہ کے) زوراء مقام کے قریب "احجارِ زیت" نامی جگہ میں اپنی ہتھیلیوں کو اپنے چہرہ کے سامنے اٹھا کر دعا کرتے ہوئے دیکھا، آپ کی ہتھیلیاں، آپ کے سر سے اوپر نہیں نکل رہی تھیں (ترجمہ ختم)

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کے وقت اپنے ہاتھوں کی ہتھیلیوں کا رخ اپنی طرف کیا، اور کئی دوسری احادیث سے دعا کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھانا معلوم ہوتا ہے۔

دونوں قسم کی حدیثوں میں کوئی تعارض وٹکراؤ نہیں، کیونکہ اصل میں تو ہتھیلیوں کا رخ آسمان ہی کی طرف ہوتا تھا، مگر چونکہ ہاتھ چہرے سے نیچے ہوتے تھے اور ہتھیلیوں کا رُخ اپنی طرف، اس لئے بعض روایات میں ان کی تعبیر ہتھیلیوں کے اپنی طرف ہونے سے کردی گئی۔

---

[1] رقم الحدیث ۸۷۸، باب الادعیة، ذکر البیان بأن رفع الیدین فی الدعاء یجب أن لا یجاوز بھما رأسه، مؤسسة الرسالة، بیروت، واللفظ لهٗ، مسند احمد، رقم الحدیث ۲۱۹۴۴.

قال شعیب الانؤوط: إسناده صحیح، وابن الهاد هو یزید بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُسَامَةَ بْنِ الْهَادِ (حاشیة ابنِ حبان)

فی حاشیة مسند احمد: إسناده صحیح علی شرط مسلم، رجاله ثقات رجال الشیخین غیر صحابیه فمن رجال مسلم .ابن وهب :هو عبد الله، وحیوة :هو ابن شریح بن صفوان التجیبی، وابن الهاد : هو یزید بن عبد الله بن أسامة بن الهاد .

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ساتویں روایت:

حضرت محمد بن ابراہیم سے روایت ہے کہ:

أَخْبَرَنِيْ مَنْ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَدْعُوْ عِنْدَ أَحْجَارِ الزَّيْتِ بَاسِطًا كَفَّيْهِ (سنن ابی داؤد) [1]

ترجمہ: مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرنے والے ایک صحابی نے خبر دی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم (مدینہ منورہ کے مقام) ''احجارِ زیت'' میں اپنی دونوں ہتھیلیوں کو پھیلا کر دعا کر رہے تھے (ترجمہ ختم)

آٹھویں روایت

حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَعَ يَدَيْهِ ، يَعْنِيْ فِي الدُّعَاءِ (مُصنف ابن أبي شيبة، رقم الحديث ۸۵۳۱، كتاب الصلاة، في الدعاء في الصلاة بإصبع من رخص فيه)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا میں اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے (ترجمہ ختم)

نویں روایت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الدُّعَاءِ حَتّٰى يُرٰى بَيَاضُ إِبْطَيْهِ (مسند البزار) [2]

---

[1] رقم الحديث ۱۱۷۲، كتاب الصلاة، باب رفع اليدين في الاستسقاء، المكتبة العصرية، بيروت.

[2] رقم الحديث ۹۴۵۷، مكتبة العلوم والحكم - المدينة المنورة، واللفظ لهٗ، السنن الكبرىٰ للنسائي، رقم الحديث ۹۴۵۷.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم دعا میں ہاتھ اٹھایا کرتے تھے، یہاں تک کہ آپ کے بغلوں کی سفیدی دیکھ لی جایا کرتی تھی (ترجمہ ختم)

دسویں روایت:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رَأَیۡتُ رَسُوۡلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ یَرۡفَعُ یَدَیۡہِ فِی الدُّعَاءِ، حَتّٰی یُرَی بَیَاضُ إِبۡطَیۡہِ (مسلم) [1]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، آپ دعا میں اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے تھے، یہاں تک کہ آپ کے بغلوں کی سفیدی دیکھ لی جاتی تھی (ترجمہ ختم)

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ بعض اوقات (مثلاً دعا میں مبالغہ یا استسقاء یعنی بارش کے لئے دعا وغیرہ کے وقت) آپ صلی اللہ علیہ وسلم دعا کے لئے زیادہ اونچے ہاتھ اٹھاتے تھے، جس کی وجہ سے آپ کی بغلوں کا اندرونی حصہ کشادہ ہوجاتا تھا، اور بعض اوقات اوڑھی ہوئی چادر کے اوپر اٹھنے کی وجہ سے بغلوں کا خوبصورت، سفید اور گورا رنگ نظر آجاتا تھا۔

ملحوظ رہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی بعض روایات میں استسقاء یعنی بارش کے لئے دعا کے علاوہ کسی اور موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دعا کے لئے ہاتھ نہ اٹھانے کا ذکر ہے، تو اس سے مراد یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم استسقاء کے علاوہ دوسرے عام موقعوں پر دعا کے لئے زیادہ اونچے اور لمبے کرکے ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔ [2]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ قال الهيثمی: رواه البزار، عن شيخه: محمد بن يزيد، ولم أعرفه، وبقية رجاله ثقات (مجمع الزوائد، ج ۱۰ ص ۱۶۸، تحت رقم الحديث ۱۷۳۳۷)

قلت: رواه النسائی عن شيخه اسحاق بن ابراهيم.

[1] رقم الحديث ۸۹۵ "۵" كتاب صلاة الاستسقاء، باب رفع اليدين بالدعاء فی الاستسقاء، داراحياء التراث العربی، بيروت.

[2] عَنۡ أَنَسٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ لَا يَرۡفَعُ يَدَيۡهِ فِی شَیۡءٍ مِنَ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

گیارہویں روایت:

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ:

اَلْمَسْأَلَةُ أَنْ تَرْفَعَ يَدَيْکَ حَذْوَ مَنْكِبَيْکَ، أَوْ نَحْوَهُمَا، وَالْاِسْتِغْفَارُ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الدُّعَاءِ إِلَّا فِي الِاسْتِسْقَاءِ، فَإِنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتَّى يُرَى بَيَاضُ إِبْطَيْهِ(سنن نسائی، رقم الحديث ۱۵۱۳)

(وعن أنس قال :كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم -لا يرفع يديه) أى :رفعا كاملا .(فى شىء من دعائه) أى :جنس دعائه .(إلا فى الاستسقاء) أى :فى دعائه .(فإنه يرفع) أى :كان يرفع يديه .(حتى يرى) : بصيغة المجهول .(بياض إبطيه) : قال القاضى أى :لا يرفعهما كل الرفع حتى يجاوز رأسه، ويرى بياض إبطيه لو لم يكن عليه ثوب إلا فى الاستسقاء ;لأنه ثبت استحباب رفع اليدين فى الأدعية كلها أى :غالبها(مرقاة المفاتيح، ج۳ص۱۱۰۷، باب الاستسقاء)

المنفى صفة خاصة لا أصل الرفع وقد أشرت إلى ذلک فى أبواب الاستسقاء وحاصله أن الرفع فى الاستسقاء يخالف غيره إما بالمبالغة إلى أن تصير اليدان فى حذو الوجه مثلا وفى الدعاء إلى حذو المنكبين ولا يعكر على ذلک أنه ثبت فى كل منهما حتى يرى بياض إبطيه بل يجمع بأن تكون رؤية البياض فى الاستسقاء أبلغ منها فى غيره وإما أن الكفين فى الاستسقاء يليان الأرض وفى الدعاء يليان السماء قال المنذرى وبتقدير تعذر الجمع فجانب الإثبات أرجح قلت ولا سيما مع كثرة الأحاديث الواردة فى ذلک فإن فيه أحاديث كثيرة أفردها المنذرى فى جزء سرد منها النووى فى الأذكار وفى شرح المهذب جملة وعقد لها البخارى أيضا فى الأدب المفرد بابا ذكر فيه حديث أبى هريرة قدم الطفيل بن عمرو على النبى صلى الله عليه وسلم فقال إن دوسا عصت فادع الله عليها فاستقبل القبلة ورفع يديه فقال اللهم اهد دوسا (فتح البارى لابنِ حجر، ج ۱۱ ص ۱۴۲،قوله باب رفع الأيدى فى الدعاء)

(وعن أنس) : إنما عدل عن عنه كما فى نسخة، لئلا يوهم رجع الضمير إلى ثابت .(قال :كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم -يرفع يديه فى الدعاء) : يعنى :فى مواضع مخصوصة (حتى يرى) : بصيغة المجهول أى :يبصر (بياض إبطه) : لعل المراد :بياض طرفى إبطيه، ولا ينافيه حديث أبى داود :المسألة أن ترفع يديک حدود منكبيک، فإنه يحمل على الأقل فى الرفع، أو على أكثر الأوقات، والأول على بيان الجواز أو فى الاستسقاء ونحوه من شدة البلاء والمبالغة فى الدعاء (مرقاة المفاتيح، ج۴ص۱۵۳۶، كتاب الدعوات)

استدلّ به على استحباب رفع اليدين فى الدعاء للاستسقاء ، ولذا لم يرو عن الإمام مالک، رحمه الله، أنه رفع يديه إلاّ فى دعاء الاستسقاء خاصة.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

أَنْ تُشِيْرَ بِأُصْبُعٍ وَاحِدَةٍ، وَالْإِبْتِهَالُ أَنْ تَمُدَّ يَدَيْكَ جَمِيْعًا (سنن أبى داؤد) ل

ترجمہ: (اللہ تعالیٰ سے) سوال کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ آپ اپنے دونوں ہاتھ

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

وهل ترفع فى غيره من الأدعية أم لا؟ الصحيح الاستحباب فى سائر الأدعية .رواه الشيخان وغيرهما .أما حديث أنس، المروى فى الصحيحين وغيرهما، الآتى فى الباب التالى إن شاء الله تعالى :أنه -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-، كان لا يرفع يديه فى شىء من الدعاء إلاّ فى الاستسقاء ، فإنه: كان يرفع يديه حتى يُرى بياضُ إبطيه .فمؤوّل على أنه لا يرفعهما رفعًا بليغًا، ولذا قال فى المستثنى: حتى يُرى بياضُ إبطيه.نعم، ورد رفع يديه عليه الصلاة والسلام فى مواضع.

كرفع يديه حتى رىء عفرة إبطيه، حين استعمل ابن اللتبية على الصدقة، كما فى الصحيحين.

ورفعهما أيضًا فى قصة خالد بن الوليد، قائلاً :اللهم إنى أبرأ إليك مما صنع خالد، رواه البخارى والنسائى.

ورفعهما على الصفا، رواه مسلم وأبو داود.

ورفعهما ثلاثًا بالبقيع مستغفرًا لأهله، رواه البخارى فى رفع اليدين، ومسلم حين تلا قوله تعالى) : (إِنَّهُنَّ أَضْلَلْنَ كَثِيرًا مِنَ النَّاسِ)الآية قائلاً" :اللهم أمتى أمتى "رواه مسلم.

ولما بعث جيشًا فيهم علىّ قائلاً" :اللهم لا تمتني حتى تريني عليًّا ."رواه الترمذى.

ولما جمع أهل بيته، وألقى عليهم الكساء ، قائلاً "اللهم هؤلاء أهل بيتى ."رواه الحاكم.

وقد جمع النووى فى شرح المهذّب نحوًا من ثلاثين حديثًا فى ذلك من الصحيحين وغيرهما، وللمنذرى فيه جزء .

قال الرويانى :ويكره رفع اليد النجسة فى الدعاء ، قال :ويحتمل أن يقال :لا يكره بحائل.

وفى مسلم وأبى داود، عن أنس، أنه-صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-، كان يستسقى هكذا، ومدّ يديه، وجعل بطونهما مما يلى الأرض حتى رأيت بياض إبطيه.

فقال أصحابنا الشافعية وغيرهم :السنة فى دعاء القحط، ونحوه من رفع بلاء ، أن يجعل ظهر كفيه إلى السماء ، وهى صفة الرهبة، وإن سأل شيئًا يجعل بطونهما إلى السماء .والحكمة أن القصد رفع البلاء بخلاف القاصد حصول شىء ، أو تفاؤلاً ليقلب الحال ظهرًا لبطن، وذلك نحو صنيعه فى تحويل الرداء ، أو إشارة إلى ما يسأله، وهو أن يجعل بطن السحاب إلى الأرض لينصب ما فيه من المطر(ارشاد السارى لشرح صحيح البخارى، ج٢ص ٢٥١، ابواب الاستسقاء، باب رفع الناس أيديهم مع الإمام فى الاستسقاء)

أما رفع اليدين فى الدعاء غير الاستسقاء فقد تواتر عن النبى -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (جامع المسائل لابن تيمية، ج٤ص ٨٩،رفع اليدين فى الدعاء غير الاستسقاء)

ل رقم الحديث ١٤٨٩ ،كتاب الصلاة، باب الدعاء، المكتبة العصرية، بيروت، واللفظ لهٗ.
الدعوات الكبير للبيهقى، رقم الحديث ٣١٣.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اپنے مونڈھوں کے بالمقابل یا ان کے لگ بھگ اٹھائیں، اور استغفار میں آپ اپنی انگلی سے اشارہ کریں، اور ابتہال (یعنی تضرع اور دعا میں مبالغہ، اور استسقاء) میں اپنے دونوں ہاتھوں کو لمبا کریں (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ عام حالات میں دعا کے لئے مونڈھوں کے بالمقابل یا ان کے لگ بھگ ہاتھ اٹھانا سنت ہے، اور مخصوص حالات میں اس سے بلند ہاتھ اٹھانا بھی جائز ہے۔ [۱]

بارہویں روایت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

جَاءَ الطُّفَيْلُ بْنُ عَمْرٍو الدَّوْسِيُّ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنَّ دَوْسًا قَدْ عَصَتْ وَأَبَتْ، فَادْعُ اللّٰهَ عَلَيْهِمْ: فَاسْتَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقِبْلَةَ، وَرَفَعَ يَدَيْهِ، فَقَالَ النَّاسُ: هَلَكُوْا، فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ اهْدِ دَوْسًا وَائْتِ بِهِمْ، اَللّٰهُمَّ اهْدِ دَوْسًا وَائْتِ بِهِمْ (مسند احمد، رقم الحديث ۷۳۱۵،مؤسسة الرسالة، بيروت) [۲]

ترجمہ: حضرت طفیل بن عمرو دوسی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، اور

---

[۱] (وعن عكرمة، عن ابن عباس قال :المسألة) : مصدر بمعنى السؤال والمضاف مقدر ليصح الحمل أى :آدابهما (أن ترفع يديك حذو منكبيك أو نحوهما) : أى :قريبا منهما، لكن إلى ما فوق بدليل الحديث السابق، (والاستغفار أن تشير بأصبع واحدة) : قال الطيبى رحمه الله :أدب الاستغفار الإشارة بالسبابة سبا للنفس الأمارة، والشيطان، والتعوذ منهما، وقيده بواحدة، لأنه يكره الإشارة بأصبعين، لما روى أنه -عليه الصلاة والسلام- رأى رجلا يشير بهما فقال له :أحد أحد، (والابتهال) : أى :التضرع والمبالغة فى الدعاء فى دفع المكروه عن النفس، أدبه (أن تمد يديك جميعا) : أى :حتى يرى بياض إبطيك .(وفى رواية، قال :والابتهال هكذا) : تعليم فعلى، وتفسير المشار إليه قوله :(ورفع يديه وجعل ظهورهما مما يلى وجهه) : أى :رفع يديه رفعا كليا حتى ظهر بياض الإبطين جميعا وصارت كفاه محاذيين لرأسه، قال الطيبى :ولعله أراد بالابتهال دفع ما يتصوره من مقابلة العذاب، فيجعل يديه الترس ليستره عن المكروه(مرقاة المفاتيح، ج۴ص۱۵۳۷، كتاب الدعوات)

[۲] فى حاشية مسند احمد: إسناده صحيح على شرط الشيخين.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

انہوں نے عرض کیا کہ قبیلۂ دوس نے نافرمانی کی، اور انکار کیا، تو آپ، اللہ سے ان کے لئے بددعاء کیجئے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلہ کی طرف رُخ فرمایا، اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے، لوگوں نے (بددعاء کے خوف کی وجہ سے) کہا کہ قبیلۂ دوس کے لوگ ہلاک ہو گئے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (بددعا کے بجائے) یہ دعا فرمائی کہ اے اللہ ''دوس'' قبیلہ کو ہدایت دیجئے، اور ان کو لے آیئے، اے اللہ ''دوس'' قبیلہ کو ہدایت دیجئے، اور ان کو لے آیئے (ترجمہ ختم)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

فَاسْتَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْقِبْلَةَ، وَرَفَعَ يَدَيْهِ، فَظَنَّ النَّاسُ أَنَّهُ يَدْعُوْ عَلَيْهِمْ فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ اهْدِ دَوْسًا وَائْتِ بِهِمْ (الادب المفرد للبخاری) [1]

ترجمہ: پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبلہ رُو ہوئے اور اپنے ہاتھ اُٹھائے، تو لوگوں نے گمان کیا کہ آپ ﷺ اُن پر بدُعا فرمائیں گے (مگر) آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے اللہ دوس قبیلہ کو ہدایت دیجیے اور ان کو یہاں لے آیئے (ترجمہ ختم)

تیرہویں روایت:

حضرت عداء بن خالد کلابی رضی اللہ عنہ سے یومِ عرفہ کے خطبہ کی حدیث میں مروی ہے کہ:

ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَآءِ فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ عَلَيْهِمْ، اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ عَلَيْهِمْ، ذَكَرَ مِرَارًا فَلَا أَدْرِيْ كَمْ ذَكَرَ (مسند احمد) [2]

ترجمہ: پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے، اور یہ دعا کی کہ یا اللہ! آپ ان پر گواہ رہیے، آپ ان پر گواہ رہیے، چند

---

[1] حدیث نمبر ۶۱۱، مکتبة المعارف للنشر والتوزیع، الریاض، واللفظ لهٗ، شرح السنة للبغوی، کتاب الدعوات، باب أدب الدعاء ورفع الیدین فیه.

[2] رقم الحدیث ۲۰۳۳۶، مؤسسة الرسالة، بیروت.
فی حاشیة مسند احمد: حدیث صحیح.

Idara Ghufran

مرتبہ یہی دعا فرمائی، جس کی تعداد مجھے یاد نہیں (ترجمہ ختم)

چودھویں روایت:

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

لَـمَّا ثَقُلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَبَطْتُ وَهَبَطَ النَّاسُ مَعِيَ إِلَـى الْـمَـدِيْنَةِ، فَدَخَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ أُصْـمِـتَ فَـلَا يَتَكَلَّمُ، فَجَعَلَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَاءِ، ثُمَّ يَصُبُّهَا عَلَيَّ أَعْرِفُ أَنَّـهُ يَدْعُوْ لِيْ (مسند احمد) [1]

ترجمہ: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے، تو میں اور میرے ساتھ کچھ لوگ مدینہ منوّرہ کی طرف روانہ ہوئے، پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش تھے، کلام نہیں فرمارہے تھے، پھر اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے، پھر انہیں میری طرف کو نیچے کیا، میں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ میرے لئے دعا فرمارہے تھے (ترجمہ ختم)

فائدہ: گزشتہ دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دعا کے وقت اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف پھیلا کر اٹھاتے تھے۔

پندرھویں روایت:

حضرت محمد بن ابی یحییٰ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

رَأَيْـتُ عَبْـدَ الـلّٰـهِ بْنَ الزُّبَيْرِ وَرَأٰى رَجُلًا رَافِعًا يَدَيْهِ بِدَعَوَاتٍ قَبْلَ أَنْ يَّفْرُغَ مِنْ صَلَاتِهٖ، فَلَمَّا فَرَغَ مِنْهَا، قَالَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

---

[1] رقم الحديث ٢١٧٥٥، مؤسسة الرسالة، بيروت.
في حاشية مسند احمد: إسناده حسن من أجل محمد بن إسحاق، وباقي رجال الإسناد ثقات .

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْ صَلَاتِهِ (المعجم الكبير للطبراني) [1]

ترجمہ: میں نے حضرت عبداللہ بن زبیر کو دیکھا اور انہوں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ نماز سے فارغ ہونے سے پہلے ہی ہاتھ اٹھا کر دعا کر رہا تھا، جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تک نماز سے فارغ نہ ہوتے تھے، اس وقت تک (دعا کے لیے) ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے (لہٰذا تم بھی ایسا ہی کیا کرو) (ترجمہ ختم)

سولھویں روایت:

حضرت علقمہ بن مرثد اور اسماعیل بن امیہ سے مروی ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ رَفَعَ يَدَيْهِ وَضَمَّهُمَا، وَقَالَ: رَبِّ اغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ، وَمَا أَخَّرْتُ، وَمَا أَسْرَرْتُ، وَمَا أَعْلَنْتُ، وَمَا أَسْرَفْتُ، وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّيْ، أَنْتَ الْمُقَدِّمُ، وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، لَكَ الْمُلْكُ، وَلَكَ الْحَمْدُ (الزهد والرقائق لابن المبارك) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے فارغ ہوجاتے، تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے، اور ان کو ملا کر (اور ایک دوسرے کے قریب کر کے) یہ دعا کرتے کہ:

"رَبِّ اغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ، وَمَا أَخَّرْتُ، وَمَا أَسْرَرْتُ، وَمَا أَعْلَنْتُ، وَمَا أَسْرَفْتُ، وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّيْ، أَنْتَ الْمُقَدِّمُ، وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ،

---

[1] رقم الحديث ٣٢٤، مكتبة ابن تيمية، القاهرة.
قال الهيثمي: رواه الطبراني، وترجم له فقال: محمد بن أبي يحيى الأسلمي، عن عبد الله بن الزبير، ورجاله ثقات (مجمع الزوائد، ج١٠ ص١٦٩)
قلت: وفيه فضيل بن سليمان النميري، روى له الجماعة، و ضعفه المحدثون.
ولكن في الفضائل يعمل بالحديث الضعيف كماسيأتي التفصيل.
[2] رقم الحديث ١١٥٤، باب فضل ذكر الله عز وجل، دارالكتب العلمية، بيروت.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

لَکَ الْمُلْکُ، وَلَکَ الْحَمْدُ"

یعنی" اے میرے رب! میرے اگلے پچھلے، اور خفیہ اور علانیہ گناہوں کو معاف فرمادیجئے، اور جو میں نے زیادتیاں کیں، ان کو بھی، اور آپ اِن کو میرے مقابلہ میں زیادہ جانتے ہیں، آپ مقدم ہیں، اور مؤخر ہیں، آپ کے سوا کوئی معبود نہیں، آپ ہی کے لئے بادشاہت ہے، اور آپ ہی کے لئے ہر قسم کی تعریف ہے" (ترجمہ ختم)

حضرت علقمہ بن مرثد رحمہ اللہ کا شمار تابعین میں ہوتا ہے، اور یہ امام ابوحنیفہ، امام اوزاعی، شعبہ اور سفیان ثوری رحمہم اللہ جیسے جلیلُ القدر فقہاء ومحدثین کے اساتذہ میں سے ہیں، ان سے امام بخاری، امام مسلم اور دیگر محدثین نے احادیث کو روایت کیا ہے۔ [1]

اسی طرح اسماعیل بن امیہ کا شمار بھی جلیلُ القدر محدثین میں ہوتا ہے، جن کو محدثین نے ثقہ قرار دیا ہے، اور یہ بھی جلیلُ القدر محدثین کے اساتذہ میں سے ہیں، جن سے امام بخاری، امام مسلم اور دیگر محدثین نے روایات لی ہیں۔ [2]

---

[1] علقمة بن مرثد أبو الحارث الحضرمی *(ع)الإمام، الفقیه، الحجة، أبو الحارث الحضرمی، الکوفی .حدث عن :أبی عبد الرحمن السلمی، وطارق بن شهاب، وعبد الرحمن بن أبی لیلی، وسعد بن عبیدة، وأمثالهم .عداده فی صغار التابعین، ولکنه قدیم الموت.حدث عنه :غیلان بن جامع، وأبو حنیفة، والأوزاعی، وشعبة، وسفیان الثوری، ومسعر بن کدام، والمسعودی، وآخرون. قال الإمام أحمد:هو ثبت فی الحدیث،قلت:توفی سنة عشرین ومائة(سیر اعلام النبلاء، ج۵ص۲۰۶) قال عبد الله بن أحمد بن حنبل ، عن أبیه :ثبت فی الحدیث .وقال أبو حاتم :صالح الحدیث. وقال النسائی :ثقة.وذکره ابن حبان فی کتاب "الثقات"روی له الجماعة (تهذیب الکمال ج۲۰ص۳۱۰، ۳۱۱)

[2] "ع -إسماعیل "بن أمیة بن عمرو بن سعید بن العاص بن سعید بن العاص بن أمیة بن عبد شمس الأموی بن عم أیوب بن موسی .روی عن ابن المسیب ونافع مولی ابن عمر وعکرمة مولی ابن عباس وسعید المقبری وأبی الزبیر والزهری ومکحول الشامی ومحمد بن یحیی بن حبان وجماعة .وعنه ابن جریج والثوری وروح بن القاسم وأبو إسحاق الفزاری وابن إسحاق ومعمر ویحیی بن أیوب المصری ویحیی بن سلیم الطائفی وابن عیینة وغیرهم .قال علی عن ابن عیینة: "لم یکن عندنا قرشیان مثل إسماعیل بن أمیة وأیوب بن موسی "وقال أحمد" :إسماعیل أکبر من أیوب وأحب إلی "وفی روایة" :أقوی وأثبت "وقال ابن معین والنسائی وأبو زرعة وأبو حاتم" :ثقة زاد أبو حاتم رجل صالح "وقال الدارقطنی فی حدیث ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

اور یہ حدیث اگرچہ مرسل یا منقطع ہے، لیکن گزشتہ حدیث اس کی شاہد ہے۔ ۱

اور مرسل یا منقطع حدیث کی اگر کسی دوسری ضعیف حدیث سے بھی تائید ہوتی ہو، تو وہ قابلِ استدلال ہوجاتی ہے، اور بالخصوص فضائل کے سلسلہ میں قابلِ قبول ہوتی ہے۔ ۲

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ معمر عن إسماعيل بن أمية عن عياض بن عبد الله بن أبى سرح عن أبى سعيد فى "زكاة الفطر "خالفه سعيد بن مسلمة عن إسماعيل ابن أمية عن الحارث بن أبى ذباب عن عياض والحديث محفوظ عن الحارث ولا نعلم إسماعيل روى عن عياض شيئا وقال ابن سعد : "كان ثقة كثير الحديث "مات سنة "144"وقال غيره " :مات سنة ."139"قلت :هذا قول ابن حبان فى الثقات زاد فى حبس داود بن على وهكذا حكاه البخارى فى تاريخه عن بقية بن الوليد وتابعه على ذلك يعقوب بن سفيان وإسحاق القراب والكلاباذى وغيرهم .وقال العجلى " :مكى ثقة "وفى صحيح مسلم " :التصريح بقول إسماعيل أنا عياض "وفيه رد لقول الدارقطنى المتقدم وقال الذهلى ثنا على هو ابن المدينى سمعت سفيان قال" :كان إسماعيل حافظا للعلم مع ورع وصدق "وقال الزبير بن بكار " :كان فقيه أهل مكة "وقال أبو داود مات إسماعيل فى سجن داود وذكره ابن المدينى فى الطبقة الثالثة من أصحاب نافع(تهذيب التهذيب ج ا ص ۲۸۳،۲۸۴)

إسماعيل بن أمية بن عمرو بن سعيد بن العاص الأموى المكى، روى عن أبيه وبجير بن أبى بجير وسعيد بن المسيب وعكرمة وسعيد المقبرى وأبى سلمة ابن عبد الرحمن وعبد الله بن عروة ومكحول، وروى له البخارى ومسلم وأبو داود والترمذى والنسائى وابن ماجة .قال ابن حنبل :هو أثبت من أيوب بن موسى .توفى سنة تسع وثلاثين ومائة، وقيل :سنة أربع وأربعين ومائة(الوافى بالوفيات للصفدى، ج۳ص ۲۰۲)

۱ وقد أخرج بن حبان فى صحيحه من حديث أنس رفعه لا طيرة والطيرة على من تطير وأخرج عبد الرزاق عن معمر عن إسماعيل بن أمية عن النبى صلى الله عليه وسلم ثلاثة لا يسلم منهن أحد الطيرة والظن والحسد فإذا تطيرت فلا ترجع وإذا حسدت فلا تبغ وإذا ظننت فلا تحقق وهذا مرسل أو معضل لكن له شاهد من حديث أبى هريرة أخرجه البيهقى فى الشعب وأخرج بن عدى بسند لين عن أبى هريرة رفعه إذا تطيرتم فامضوا وعلى الله فتوكلوا(فتح البارى لابنِ حجر، ج۱۰ ص۲۱۳، قوله باب الطيرة)

۲ قال ابن حجر :والإرسال هنا لا يضر ;لأن المرسل كالضعيف الذى لم يشتد ضعفه يعمل بهما فى الفضائل .اهـ .وهذا فى مذهبه، وإلا فالمرسل حجة عند الجمهور(مرقاة المفاتيح، ج۳ص ۸۹۹، باب السنن وفضائلها)

قلت :المرسل حجة عند الجمهور، وكذا إذا اعتضد بشاهد عند الشافعى(مرقاة المفاتيح، ج۳ص ۹۴۸، باب الوتر)

قلت :أما المرسل فهو حجة عند الجمهور، وأما كونه ضعيفا لو صح فيصلح أن يكون مؤيدا مع أنه يعمل بالضعيف فى فضائل الأعمال، والجمهور على أنه محمول على الاستحباب بطريق أبلغ (مرقاة المفاتيح ج۳ص ۱۰۹۱، باب العتيرة) ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

اس کے علاوہ بعض اور روایات میں بھی نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کا ذکر ہے۔

مگران احادیث کو بعض محدثین نے ضعیف اور بعض نے شدید ضعیف قرار دیا ہے۔ ۱

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾فالجمهور يجعلون المرسل حجة، والشافعي لا يجعله حجة، إلا إذا اعتضد، ثم قال النووی :والأصح فيها إنما يعتد بها إذا اعتضدت بإسناد أو إرسال من جهة أخرى، أو يقول بعض الصحابة، أو أكثر العلماء (مرقاة المفاتيح ج۴ص ۱۲۹۲، باب مايجب فيه الزكاة)

المرسل إذا اعتضد بضعيف متصل يحصل فيه نوع قوة فيدخل فی جنس الحسن(مرقاة المفاتيح ج۶ص ۲۵۵۹، باب حكم الاسراء)

المرسل حجة عند الجمهور ومعتبر فی فضائل الأعمال عند الكل(مرقاة المفاتيح ج۷ص ۲۷۵۴، باب الاشربة)

قال ابن حجر :رواه الترمذی بسند منقطع ومع ذلک يعمل به فی فضائل الأعمال (مرقاة المفاتيح، ج۳ص ۸۸۰، باب ما على المأموم من المتابعة وحكم المسبوق)

(وهو) ، أی :الحديث أو إسناده (منقطع) . وهو أن يكون الساقط من الرواة اثنين متواليين، أو سقط واحد فقط، أو أكثر من اثنين، لكن بشرط عدم التوالی، فيتحصل منه أن الحديث ضعيف، لكنه يعتبر قويا فی الفضائل(مرقاة المفاتيح ج۹ص ۳۹۱۹، كتاب المناقب، باب مناقب عثمان رضی الله عنه)

۱ حدثنا أحمد بن داود قال :حدثنا أبو معمر قال :حدثنا عبد الوارث قال :حدثنا علی بن زيد بن جدعان ، عن سعيد بن المسيب ، عن أبی هريرة ، أن النبی صلى الله عليه وسلم رفع يديه بعد ما سلم وهو مستقبل القبلة فقال : اللهم خلص الوليد بن الوليد وعياش بن أبی ربيعة وسلمة بن هشام وضعفاء المسلمين الذين لا يستطيعون حيلة ولا يهتدون سبيلا . لا يتابع عليهما بهذا الإسناد ، وقد روينا من غير هذا الطريق بإسناد صالح صحيح حدثنا محمد بن أحمد ، قال حدثنا صالح ، حدثنا علی قال : سمعت يحيی(الضعفاء الكبير للعقيلی، رقم الحديث ۱۲۲۳)

عن علی بن زيد، عَن سَعِيد بن الْمُسَيَّب، عَن أبی هُرَيرة؛ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيه وَسَلَّم رفع رأسه بعد ما سلم، وهُو مستقبل القبلة فقال اللهم خلص سلمة بن هشام وعياش بن أبی ربيعة والوليد بن الوليد وضعفة المسلمين الذين لا يستطيعون حيلة، ولاَ يهتدون سبيلا.وهذا الحديث لا نعلم رواه عن علی بن زيد، عَن سَعِيد، عَن أبی هُرَيرة إلاَّ عَبد الوارث(مسند البزار، رقم الحديث ۷۸۴۵)

قال الهيثمی: رواه البزار، وفيه علی بن يزيد، وفيه خلاف، وبقية رجاله ثقات(مجمع الزوائد،ج۱۰ ص ۱۵۲،باب دعاء المرء لأخيه بظهر الغيب)

حدثنی أحمد بن الحسن بن أديبويه ، ثنا أبو يعقوب إسحاق بن خالد بن يزيد البالسی ، ثنا عبد العزيز بن عبد الرحمن البالسی ، عن خصيف ، عن أنس بن مالک ، رضی الله عنه ،عن النبی صلى الله عليه وسلم انه قال مَا مِنْ عَبْدٍ بَسَطَ كَفَّيْهِ فِیْ دُبُرِ كُلِّ صَلاَةٍ ثُمَّ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran
Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

لیکن اس سے نماز کے بعد کی دعا میں ہاتھ اٹھانے کی فضیلت کے مسئلہ پر کوئی فرق واقع نہیں ہوتا، کیونکہ کئی قولی اور فعلی احادیث سے دعا میں ہاتھ اٹھانے کا اصولی اعتبار سے ثبوت ہوتا ہے، اور ان اصولی احادیث میں نماز کے بعد کی دعا بھی داخل ہے، نیز دعا میں ہاتھ اٹھانا صرف ایک ادب اور فضیلت کے درجے کی چیز ہے، جو کہ فرض وواجب نہیں، اور اس کا ثبوت ضعیف حدیث سے بھی بعض شرائط کے ساتھ ہو جاتا ہے، اور وہ شرائط اس مسئلہ میں موجود ہیں، جس کی تفصیل آگے آتی ہے۔ ؎

اور یہ بات پہلے ذکر کی جا چکی ہے کہ اگر کوئی نماز کے بعد ہاتھ اٹھائے بغیر دعا پر اکتفاء کرے، تو اس کے جائز ہونے میں بھی کلام نہیں۔

دعا میں ہاتھ اٹھانے کے احادیث کی کثرت کے پیشِ نظر شیخ محمد بن جعفر کتانی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

تَقَدَّمَ عَنِ السُّيُوطِيّ فِیْ اِتْمَامِ الدِّرَايَةِ بِشَرْحِ النِّقَايَةِ قَالَ وَقَدُ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

يَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ اِلٰهِیْ وَاِلٰهَ اِبْرَاهِيْمَ وَاِسْحَاقَ وَيَعْقُوْبَ ،وَاِلٰهَ جِبْرَئِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ وَاِسْرَافِيْلَ عليهم السلام ، اَسْأَلُكَ اَنْ تَسْتَجِيْبَ دَعْوَتِیْ فَاِنِّیْ مُضْطَرٌّ ،وَ تَعْصِمَنِیْ فِیْ دِيْنِیْ فَاِنِّیْ مُبْتَلًى ،وَتَنَالَنِیْ بِرَحْمَتِكَ فَاِنِّیْ مُذْنِبٌ،وَتَنْفِیَ عَنِّیْ الْفَقْرَ فَاِنِّیْ مُتَمَسْكِنٌ اِلَّا كَانَ حَقًّا عَلَى اللهِ عزوجل اَنْ لَّا يَرُدَّ يَدَيْهِ خَائِبَتَيْنِ (عمل اليوم والليلة لابن السنی، رقم الحديث۱۳۷ ، واللفظ لهٗ، معجم ابن الاعرابی، رقم الحديث ۱۱۷۳ ،كنز العمال جلد۲ صفحه ۱۳۴ ،حديث نمبر ۳۴۷۶، بحواله ابن السنی وأبوالشيخ والديلمی وابن النجار)

ما من عبد يبسط كفه فی دبر صلاته ثم يقول اللهم إلهی وإله إبراهيم وإسحاق ويعقوب إله جبريل وميكائيل وإسرافيل أسألك أن تستجيب دعوتی فإنی مضطر وتعصمنی فی دينی فإنی مبتلی وتنالنی برحمتك فإنی مذنب وتنفی عنی الفقر فإنی مستمسك إلا كان حقا على الله أن لا يرد يديه خائبتين فيه متهم(تذكرة الموضوعات،ص ۵۸ ،لمحمد طاهر بن علی الصديقی الهندی الفَتَّنِی)

؎ قلت دلالته علیٰ رفع اليدين فی الدعاء بعد الصلاة المفروضة ظاهرة، والحديث وان كان ضعيفا فله شاهد من رواية الأسود عند ابن ابی شيبة، وبه يحصل للضعيف قوة علیٰ ان الاستحباب يثبت بالضعيف غير الموضوع صرح به ابن الهمام فی كتاب الجنائز من الفتح كذا فی فتاویٰ عبدالحی (اعلاء السنن، جلد۳، صفحه ۲۰۰ و ۲۰۱، تحت رقم الحديث ۹۳۶، كتاب الصلاة ،باب الانحراف بعد السلام وكيفيته وسنية الدعاء والذكر بعد الصلاة)

Idara Ghufran

جَمَعْتُ جُزْءً ا فِیْ حَدِیْثِ رَفْعِ الْیَدَیْنِ فِیْ الدُّعَآءِ فَوَقَعَ لِیْ مِنْ طُرُقٍ تَبْلُغُ الْمِائَۃَ.اھ۔ وَعَنْہُ اَیْضاً فِیْ شَرْحِ التَّقْرِیْبِ قَالَ وَمِنْہُ اَیْ مِنَ الْحَدِیْثِ مَاتَوَاتَرَ مَعْنَاہُ کَأَحَادِیْثِ رَفْعِ الْیَدَیْنِ فِی الدُّعَآءِ فَقَدْ رُوِیَ عَنْہُ صلی اللہ علیہ وسلم نَحْوُ مِائَۃِ حَدِیْثٍ فِیْھَا رَفْعُ الْیَدَیْنِ فِی الدُّعَآءِ وَقَدْ جَمَعْتُھَا فِیْ جُزْءٍ لٰکِنَّھَا فِیْ قَضَایَا مُخْتَلِفَۃٍ فَکُلُّ قَضِیَۃٍ مِّنْھَا لَمْ تَتَوَاتَرْ وَالْقَدْرُ الْمُشْتَرَکُ فِیْھَا وَھُوَ الرَّفْعُ عِنْدَ الدُّعَاءِ تَوَاتَرَ بِاِعْتِبَارِ الْمَجْمُوْعِ اھ۔ وَفِیْ فَتْحِ الْبَارِیْ فِی الْکَلاَمِ عَلٰی حَدِیْثِ رَفْعِ الْیَدَیْنِ فِی الدُّعَاءِ فِی الْاِسْتِسْقَاءِ مَانَصَّہٗ وَقَدْ اِسْتَدَلَّ بِہٖ الْمُصَنِّفُ یَعْنِی الْبُخَارِیُ فِی الدَّعْوَاتِ عَلٰی رَفْعِ الْیَدَیْنِ فِیْ کُلِّ دُعَاءٍ وَفِیْ الْبَابِ عِدَّۃُ اَحَادِیْثٍ جَمَعَھَا الْمُنْذِرِیُّ فِیْ جُزْءٍ مُفْرَدٍ وَاَوْرَدَ مِنْھَا النَّوْوِیُّ فِیْ صِفَۃِ الصَّلاَۃِ مِنْ شَرْحِ الْمُھَذَّبِ قَدْرَ ثَلاَثِیْنَ حَدِیْثًا اھ۔ وَفِیْ شَرْحِ مُسْلِمٍ لِلنَّوْوِیِّ ثَبَتَ رَفْعُ یَدَیْہِ صلی اللہ علیہ وسلم لِلدُّعَآءِ فِیْ مَوَاطِنَ غَیْرِ الْاِسْتِسْقَاءِ وَھِیَ اَکْثَرُ مِنْ اَنْ تُحْصَرَ وَقَدْ جَمَعْتُ مِنْھَا نَحْوًا مِّنْ ثَلاَثِیْنَ حَدِیْثًا مِّنَ الصَّحِیْحَیْنِ اَوْ اَحَدِھِمَا وَذَکَرْتُھَا فِیْ اَوَاخِرِ بَابِ صِفَۃِ الصَّلاَۃِ مِنْ شَرْحِ الْمُھَذَّبِ، اھ (نظم المتناثر من الحدیث المتواتر) [1]

ترجمہ: امام سیوطی کے حوالہ سے "اِتْمَامُ الدِّرَایَۃِ بِشَرْحِ النِّقَایَۃِ" میں یہ بات گزر چکی ہے، جس میں انہوں نے فرمایا کہ میں نے ایک جز (رسالہ) جمع کیا ہے دعا میں ہاتھ اُٹھانے کی حدیث کے سلسلہ میں، میرے سامنے مختلف طریقوں اور سندوں سے (اس کے ثبوت میں) ایک سو احادیث آئی ہیں۔

---

[1] للشیخ محمد بن جعفر الکتانی، ج ۱ ص ۱۷۶، ۱۷۷، کتاب الاذکار والدعوات، دارالکتب السلفیۃ، مصر.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اور امام سیوطی سے ہی تقریب کی شرح میں منقول ہے، انہوں نے فرمایا کہ متواترُ المعنیٰ حدیث میں سے دعا میں ہاتھ اُٹھانے کی احادیث بھی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تقریباً سو احادیث ایسی مروی ہیں کہ جن میں دعا کے اندر ہاتھ اُٹھانے کا ذکر ہے، اور میں نے ان سب احادیث کو ایک رسالہ میں جمع کر دیا ہے، لیکن وہ احادیث مختلف حالات و واقعات کی ہیں، ان میں سے ہر واقعہ میں تو احادیث متواتر نہیں ہیں البتہ ان سب میں جو بات قدرِ مشترک ہے وہ دعا کے وقت ہاتھ اُٹھانا ہے، پس یہ چیز مجموعی اعتبار سے متواتر ہے، اور فتح الباری میں استسقاء میں ہاتھ اُٹھا کر دعا کرنے کی حدیث پر کلام کرتے ہوئے یہ تصریح ہے کہ مصنِّف یعنی امام بخاری رحمہ اللہ نے دعاؤں کے باب میں اس سے ہر دعا میں ہاتھ اُٹھانے پر استدلال کیا ہے، اور اس سلسلہ میں کئی احادیث وارد ہوئی ہیں جن کو امام منذری نے الگ رسالہ میں جمع کیا ہے۔

اور امام نووی رحمہ اللہ نے ان میں سے تقریباً تیس احایث کو ''شرحُ المہذب'' نامی کتاب میں نماز کے متعلق مسائل کی بحث میں نقل کیا ہے، اور امام نووی کی مسلم کی شرح میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دعا کے لیے دونوں ہاتھ اُٹھانا ثابت ہے، استسقاء کے علاوہ دوسرے مواقع پر بھی، اور وہ اتنی زیادہ احادیث ہیں کہ ان کو شمار کرنا بھی مشکل ہے، اور میں نے ان میں سے تقریباً تیس احادیث کو جمع کیا ہے، شرحُ المہذب کے نماز کی صفت کے باب کے آخر میں، ان کو میں نے ذکر کر دیا ہے (ترجمہ ختم)

فائدہ: مختلف احادیث وروایات کی روشنی میں کئی فقہائے کرام نے فرمایا کہ ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے کی صورت میں افضل طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھ سینے کے بالمقابل کر کے اٹھائے جائیں، اور ہتھیلیوں کا اندرونی حصہ اوپر آسمان کی طرف ہو، اور اس میں اہلِ علم حضرات نے یہ حکمت بیان فرمائی ہے کہ آسمان دعا کا قبلہ ہے، اور رزق اور رحمت و برکت اترنے کی جہت ہے۔

Idara Ghufran

اور بعض فقہائے کرام نے یہ بھی فرمایا کہ دونوں ہاتھوں کو قریب قریب اس طرح رکھنا چاہئے کہ دونوں کے درمیان تھوڑا سا فاصلہ ہو۔ ۱؎

۱؎ قال جماعة من أصحابنا وغيرهم السنة فى كل دعاء لرفع بلاء كالقحط ونحوه أن يرفع يديه ويجعل ظهر كفيه إلى السماء وإذا دعا لسؤال شىء وتحصيله جعل بطن كفيه إلى السماء (شرح النووى علىٰ مسلم، ج۶ ص ۱۹۰، كتاب صلاة الاستسقاء)

قيل :حكمة الرفع إلى السماء أنها قبلة الدعاء ، ومهبط الرزق، والوحى، والرحمة، والبركة(مرقاة المفاتيح، ج۴ ص ۱۵۳۳، كتاب الدعوات)

قوله :(يمد يديه) : أى مادا يديه رافعا بهما (إلى السماء) : لأنها قبلة الدعاء (مرقاة المفاتيح ج۵ ص ۱۸۹۰، باب الكسب وطلب الحلال)

(فيبسط يديه) حذاء صدره (نحو السماء) لأنها قبلة الدعاء ويكون بينهما فرجة (الدرالمختار مع شرحه ردالمحتار، ج ۱ ص ۵۰۷، كتاب الصلاة، فصل فى بيان تأليف الصلاة الىٰ انتهائها)

(قوله كالدعاء) أى كما يرفعهما لمطلق الدعاء فى سائر الأمكنة والأزمنة على طبق ما وردت به السنة، ومنه الرفع فى الاستسقاء فإنه مستحب كما جزم به فى القنية خزائن (قوله فيبسط يديه حذاء صدره) كذا روى عن ابن عباس من فعل النبى -صلى الله عليه وسلم -قنية عن تفسير السمان :ولا ينافيه ما فى المستخلص للإمام أبى القاسم السمرقندى أن من آداب الدعاء أن يدعو مستقبلا ويرفع يديه بحيث يرى بياض إبطيه لإمكان حمله على حالة المبالغة والجهد، وزيادة الاهتمام كما فى الاستسقاء لعود النفع إلى العامة.وهذا على ما عداها، ولذا قال فى حديث الصحيحين وكان لا يرفع يديه فى شىء من دعائه إلا فى الاستسقاء فإنه يرفع يديه حتى يرى بياض إبطيه أى لا يرفع كل الرفع، كذا فى شرح المنية، ومثله فى شرح الشرعة (قوله لأنها قبلة الدعاء) أى كالقبلة للصلاة فلا يتوهم أن المدعو جل وعلا فى جهة العلو ط (قوله ويكون بينهما فرجة) أى وإن قلت قنية(ردالمحتار، ج ۱ ص ۵۰۷، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة،فصل فى بيان تأليف الصلاة الىٰ انتهائها)

ويرفع يديه، ويجعل بطون كفيه إلى السماء (بدائع الصنائع، ج۲ ص ۱۴۹، كتاب الحج، فصل بيان سنن الحج وبيان الترتيب فى أفعاله)

والأفضل فى الدعاء ان يبسط كفيه ويكون بينهما فرجة، وان قلتْ. ولايضع احدىٰ يديه على الأخرىٰ، والمستحب ان يرفع يديه عند الدعاء بحذاء صدره، كذافى القنية (الفتاوىٰ الهندية، جلد۵، كتاب الكراهية، الباب الرابع فى الصلاة والتسبيح ورفع الصوت عند قراء ةالقرآن)

البتہ جو دعائیں مختلف اوقات وحالات کے ساتھ خاص ہیں، اور اُن کے الفاظ بھی احادیث میں آئے ہیں، تو وہ دعائیں کیونکہ مسنون ذکر کے طور پر پڑھی جاتی ہیں، جیسے صبح وشام اور خواب وبیداری کے اوقات کی دعائیں، یابیت الخلاء میں جانے اور نکلنے کی اور گھر اور مسجد میں جانے اور نکلنے کی اور وضو کی دعائیں اور مجلس سے اٹھنے اور بازار میں داخل ہونے وغیرہ کی دعائیں تو ان دعاؤں میں ہاتھ اٹھانا سنت نہیں ہوگا (کذافی امدادالفتاویٰ، جلد اول صفحہ ۵۷۴، درذیل رسالہ ”استحباب الدعوات عقیب الصلوات)

Idara Ghufran

دعا سے فراغت پر چہرے پر ہاتھ پھیرنے کی حیثیت

دعا کے وقت ہاتھ اٹھانے کی صورت میں ایک ادب اور فضیلت والا عمل یہ بھی ہے کہ دعا کے اختتام پر اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے چہرہ پر پھیر لیا جائے۔

پہلی روایت:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَفَعَ يَدَيْهِ فِي الدُّعَآءِ لَمْ يَحُطَّهُمَا حَتّٰى يَمْسَحَ بِهِمَا وَجْهَهٗ (ترمذی) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب دعا کے لیے ہاتھ اُٹھاتے تھے تو ان کو اس وقت تک واپس نہیں لوٹاتے تھے جب تک کہ دونوں ہاتھوں کو اپنے چہرے پر نہیں پھیر لیا کرتے تھے (ترجمہ ختم)

اس حدیث کی سند کو فی نفسہ محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے، لیکن اولاً تو دعا کے اختتام پر ہاتھ پھیرنے کی فضیلت کی حد تک یہ ضعف نقصان دہ نہیں، دوسرے اس کی تائید وتصدیق دیگر روایات سے ہوتی ہے، جس کی تفصیل آگے آتی ہے۔ [2]

---

[1] رقم الحديث ٣٣٨٦، ابواب الدعوات عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب ماجاء فى رفع الايدى عند الدعاء، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابى الحلبى -مصر، مستدرک حاكم، رقم الحديث ١٩٦٧، مسند البزار، رقم الحديث ١٢٩.

[2] قال الترمذى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ، لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ حَمَّادِ بْنِ عِيسَى، وَقَدْ تَفَرَّدَ بِهِ وَهُوَ قَلِيلُ الحَدِيثِ، وَقَدْ حَدَّثَ عَنْهُ النَّاسُ، وَحَنْظَلَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ الجُمَحِيُّ هُوَ ثِقَةٌ، وَثَّقَهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ القَطَّانُ.
وقال الحاكم بعد نقل هذا الحديث: وَقَدْ رُوِىَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ.
وقال البزار: وَهَذَا الْحَدِيثُ إِنَّمَا رَوَاهُ عَنْ حَنْظَلَةَ: حَمَّادُ بْنُ عِيسَى وَهُوَ لَيِّنُ الْحَدِيثِ وَإِنَّمَا ضُعِّفَ حَدِيثُهُ بِهَذَا الْحَدِيثِ وَلَمْ نَجِدْ بُدًّا مِنْ إِخْرَاجِهِ إِذْ كَانَ لَا يُرْوَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ أَوْ مِنْ وَجْهٍ دُونَهُ.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

دوسری روایت:

حضرت سائب بن یزید اپنے والد حضرت یزید سے روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا دَعَا فَرَفَعَ يَدَيْهِ، مَسَحَ وَجْهَهُ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

ت ق ،حماد بن عيسى بن عُبَيدة بن الطفيل الجهني الواسطي، وقيل :البَصْرِيّ، المعروف بغريق الجحفة.........قال يحيى بن مَعِين شيخ صالح .وَقَال أَبُو حَاتِم ضعيف الحديث .وَقَال عَباس الدُّورِيُّ :حَدَّثَنَا حماد بن عيسى العبسي جار لأبي عاصم النَّبِيّل، وغرق في وادي الجحفة، ونحن تلك السنة حجاج .وَقَال أَبُو عُبَيد الأجري ، عَن أبي داود :ضعيف، روى أحاديث مناكير(تهذيب الكمال في أسماء الرجال ۱۴۸۶)

وقال القرطبي:

وقد روى الترمذي عن عمر بن الخطاب ـ رضي الله عنه ـ قال " :كان النبي ـ صلى الله عليه وسلم ـ إذا رفع يديه عند الدعاء لم يحطهما حتى يمسح بهما وجهه ."قال ": هذا حديث صحيح غريب(المفهم لما أشكل من تلخيص كتاب مسلم،أبواب الاستسقاء ،باب الخروج إلى المصلى لصلاة الإستسقاء ، وكيفية العمل فيها،لأبي العبَّاس أحمَدُ بنُ الشيخِ أبي حَفْصٍ عُمَرَ بنِ إبراهيمَ الحافظ ، الأنصاريُّ القرطبي)

وقال ابن حجر:

وَعَنْ عُمَرَ -رضي الله عنه -قَالَ - :كَانَ رَسُولُ اَللَّهِ -صلى الله عليه وسلم -إِذَا مَدَّ يَدَيْهِ فِي اَلدُّعَاءِ ,لَمْ يَرُدَّهُمَا ,حَتَّى يَمْسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ -أَخْرَجَهُ اَلتِّرْمِذِيُّ .

وَلَهُ شَوَاهِدُ مِنْهَا حَدِيثُ اِبْنِ عَبَّاسٍ :عَنْ أَبِي دَاوُدَ وَمَجْمُوعُهَا يَقْتَضِي أَنَّهُ حَدِيثٌ حَسَنٌ (بلوغ المرام من ادلة الاحكام، صفحه ۴۵۵، تحت رقم الحديث ۱۵۵۴،كتاب الجامع، باب الذكر والدعاء)

وقال السيوطي:

رِجَاله رجال الصَّحِيح سوى حَمَّاد وَهُوَ شيخ صَالح ضَعِيف الحَدِيث ولحديثه هَذَا شَوَاهِد فَهُوَ حسن وَفِي بعض نسخ التِّرْمِذِيّ أَنه قَالَ فِيهِ صَحِيح(فض الوعاء في أحاديث رفع اليدين بالدعاء للسيوطي، تحت رقم الحديث ۱۲ ،حَدِيث عمر بن الْخطاب رضى الله عَنهُ)

وقال المناوي:

(كان إذا رفع يديه في الدعاء لم يحطهما حتى يمسح بهما وجهه) تفاؤلا بإصابة المراد وحصول الإمداد ففعل ذلك سنة كما جرى عليه جمع شافعية منهم النووي في

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

بِيَدَيْهِ(سنن أبی داؤد) ۱؎

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب دعا کرتے تھے تو اپنے ہاتھ اٹھاتے تھے، اور اپنے ہاتھوں کو اپنے چہرے پر پھیر لیا کرتے تھے (ترجمہ ختم)

اس روایت میں ایک راوی ''حفص بن ہاشم'' کو محدثین نے مجہول قرار دیا ہے۔ ۲؎

اس لئے یہ حدیث بعض حضرات کے نزدیک ضعیف ہے، جبکہ بعض حضرات کے نزدیک راوی کی اس طرح کی جہالت مضر نہیں۔ ۳؎

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

التحقيق تمسكا بعدة أخبار هذا منها وهي وإن ضعفت أسانيدها تقوت بالاجتماع فقوله في المجموع لا يندب تبعا لابن عبد السلام وقال: لا يفعله إلا جاهل في حيز المنع كما مر (ت) في الدعوات (ک) كلاهما (عن ابن عمر) بن الخطاب وقال أعني الترمذي: صحيح غريب لكن جزم النووي في الأذكار بضعف سنده(فيض القدير شرح الجامع الصغير، تحت رقم الحديث ۶۷۰۵)

۱؎ رقم الحديث ۱۴۹۲، كتاب الصلاة، باب الدعاء، المكتبة العصرية، بيروت، واللفظ لهٗ، مسند احمد، رقم الحديث ۱۷۹۴۳، الآحاد والمثاني لابنِ ابی عاصم، رقم الحديث ۲۵۹۰.

۲؎ حفص بن هاشم بن عتبة بن أبي وقاص الزهري مجهول من الرابعة(تقريب التهذيب ۱۴۳۴) وحفص هذا قال الحافظ: مجهول. وقال الذهبي: لا يدرى من هو -انتهى. ويؤيده حديث عمر المتقدم في الفصل الثاني(مرعاة المفاتيح، ج۷ص ۳۷۱، كتاب الدعوات، الفصل الثالث)

۳؎ المبهم الذي لم يسم، أو: سمي، ولا يعرف عينه: لا تقبل روايته عند أحد علمناه، ولكنه إذا كان في عصر التابعين، والقرون المشهود لهم بالخير، فإنه يستأنس بروايته، ويستضاء بها في مواطنه قال: وقد وقع في مسند أحمد وغيره من هذا القبيل كثير "وكذا قال -شمس الأئمة من الحنفية -وقلنا المجهول من القرون الثلاثة عدل بتعديل صاحب الشرع إياه، ما لم يتبين منه ما يزيل عدالته فيكون خبره حجة. وهو محكى عن إمامه أبي حنيفة أنه قبله في عصر التابعين خاصة، لغلبة العدالة عليهم. (ثانيها) مجهول الحال في العدالة ظاهرا، وباطنا، وهذا أيضا لا يقبل حديثه عند الأكثرين، وحكى عن أبي حنيفة قبوله: لكن قيل: أن الثابت عنده عدم قبوله مطلقا، وبه صرح الحماري من مقلديه، وإنما قبله في عصر التابعين خاصة كما تقدم.

(ثالثها) مجهول الحال في العدالة باطنا لا ظاهرا، لكونه علم عدم الفسق فيه، ولم تعلم عدالته؛ لفقدان التصريح بتزكيته؛ فهذا معنى إثبات العدالة الظاهرة، ونفي العدالة الباطنة؛ لأن المراد بالباطنة: ما في نفس الأمر، وهذا هو المستور والمختار قبوله، وبه قطع سليم الرازي قال ابن الصلاح ": ويشبه أن يكون عليه العمل في كثير من كتب الحديث المشهورة فيمن تقادم العهد

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

دوسرے اس طرح کی روایت دوسرے شواہد کے ساتھ مل کر معتبر ہو جایا کرتی ہے۔ [1]

تیسری روایت:

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَعَوْتَ اللّٰه فَادْعُ بِبَاطِنِ كَفَّيْكَ ،وَلَاتَدْعُ بِظُهُوْرِهِمَا فَاِذَا فَرَغْتَ فَامْسَحْ بِهِمَا وَجْهَكَ

(سنن ابنِ ماجه) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

بهم، وتعذرت الخبرة الباطنة انتهى ."والخلاف مبنى على شرط قبول الرواية، أهو العلم بالعدالة، أو عدم العلم بالمفسق؟ إن قلنا :الأول لم يقبل المستور، وإلا قبلناه، والذى مال إليه شيخنا فى المستور :الوقف، وعبارته فى "توضيح النخبة " :"فإن سمى الراوى، وانفرد راو واحد بالرواية عنه؛ فهو مجهول العين؛ كالعين (يعنى لا تقبل روايته) إلا أن يوثقه غير من ينفرد عنه على الأصح، وكذا من ينفرد عنه على الأصح إذا كان متأهلا لذلك وإن روى عنه اثنان فصاعدا ولم يوثق؛ فهو مجهول الحال، وهو المستور، وقد قبل روايته جماعة بغير قيد، وردها الجمهور، والتحقيق أن رواية المستور ونحوه مما فيه الاحتمال لا يطلق القول بردها ولا بقبولها، بل يقال :هى موقوفة إلى استبانة حاله كما جزم به الإمام، ونحوه قول ابن الصلاح فيمن جرح بجرح غير مفسر "

تنبيه :قد علم بما قررناه حكاية الخلاف فى القسم الأول مع كون الناظم لم يشر إليه إلا أن يكون قوله :(الأكثر) يرجع إلى القسمين :(وجهالة) بالرفع خبر (الأقسام)(وظاهر) بالجر عطفا على (العين)(الغاية فى شرح الهداية فى علم الروايةللسخاوى ص ١٢٦، ١٢٧)

[1] و اذا قالوا ليس بقوى يكتب حديثه ايضاًللاعتبار وهو دون لين ،و هذه مرتبة ثانية،و اذا قالوا ضعيف الحديث فدون ليس بقوى ولا يطرح بل يعتبر به ايضا وهذه مرتبةثالثة،و منها ما ذكره العراقى ضريف ،منكر الحديث عند غير البخارى،حديثه منكر،واه.ضعفوه،مضطرب الحديث،لايحتج به ،مجهول(قواعد فى علوم الحديث،ص ٢٥١، ٢٥٢)

[2] رقم الحديث ١١٨١ ،كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها ،باب من رفع يديه فى الدعاء ومسح بهما وجهه، واللفظ لهٗ،مستدرک حاکم، رقم الحديث ١٩٦٨ ،المعجم الكبير للطبرانى، رقم الحديث ١٩٧٧٩ ،شرح السنة للبغوى، قبل رقم الحديث ١٤٠٠ ، الاوسط لابن المنذر، رقم الحديث ٢٧٤٠.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

تو اپنی ہتھیلیوں کے اندر کی طرف سے کریں، اور اپنی ہتھیلیوں کی پُشت سے نہ کریں اور جب آپ دعا سے فارغ ہوجائیں تو اپنی ہتھیلیوں کو اپنے چہرہ پر پھیرلیں (ترجمہ ختم)

یہ حدیث بھی فی نفسہٖ ضعیف ہے، مگر دیگر روایات اس کی تائید وتصدیق کرتی ہیں۔ [1]

چوتھی روایت:

حضرت زہری سے مرسلاً روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ عِنْدَ صَدْرِهِ فِي الدُّعَآءِ ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَهُ.

عَبْدُ الرَّزَّاقِ، وَرُبَّمَا رَأَيْتُ مَعْمَرًا يَفْعَلُهُ وَأَنَا أَفْعَلُهُ (مصنف عبدالرزاق) [2]

---

[1] قال الخطيب البغدادی:

صالح بن حسان تفرد بروايته، وهو ممن اجتمع نقاد الحديث على ترك الاحتجاج به، لسوء حفظه وقلة ضبطه (الكفاية فی علم الرواية للخطيب، ص ۹۴، باب ذكر ما يستوى فيه المحدث والشاهد من الصفات، وما يفترقان فيه)

صالح بن حسان النضرى، أبو الحارث المدنى نزيل البصرة.

وَقَالَ أبو أحمد بن عدى: مدنى كان بالبصرة فسكنها، وقيل له: أنصارى. وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْن أَبِى حاتم، عَن أبيه: صالح بن حسان النضيرى من بنى النضير، حجازى قدم بغداد......قال عَبد اللَّهِ بْنُ أحمد بْن حنبل، عَن أبيه: ليس بشىء. وَقَال عباس الدُّورِيُّ، عَنْ يحيى بْن مَعِين: ليس حديثه بذاك. وَقَال فِي موضع آخر: ليس بشىء. وَقَال مُعَاوِيَة بْن صَالِح، عَنْ يحيى بْن مَعِين: ضعيف الحديث. وَقَال فى موضع آخر: ليس حديثه بذاك. وَقَال عثمان بْن سَعِيد الدارمى، عَن يحيى: ليس بشىء. وَقَال أبو حاتم: ضعيف الحديث منكر الحديث. وقَال البُخارِيّ: منكر الحديث. وَقَال أبو داود: ضعيف الحديث. وَقَال فى موضع آخر: فى حديثه نكارة. وَقَال النَّسَائى: متروك الحديث. وَقَال محمد بن سعد: صالح بن حسان النضرى من حلفاء الأوس (تهذيب الكمال فى أسماء الرجال، ج۱۳ ص ۲۸ تا ۳۱ ملخصاً)

قلت: قد علم ان الضعف فى صالح بن حسان من جهة الحفظ لا من جهة الفسق، فيصلح للاعتضاد والاستشهاد.

[2] رقم الحديث ۳۲۳۴، ورقم الحديث ۳۲۳۵، كتاب الصلاة، باب رفع اليدين فى الدعاء، المكتب الإسلامى -بيروت.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا میں اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے سینے کے قریب اُٹھاتے تھے اور پھر (دعا سے فارغ ہوکر) دونوں ہاتھ اپنے چہرہ پر پھیر لیا کرتے تھے۔

اس روایت کو نقل کرنے کے بعد امام بعدالرزاق فرماتے ہیں کہ میں نے بسا اوقات حضرت معمر کو یہ عمل کرتے ہوئے دیکھا، اور میں بھی اس عمل کو کرتا ہوں (ترجمہ ختم)

فائدہ: مرسل روایت بہت سے حضرات کے نزدیک حجت ہے، اور دیگر روایات کے ساتھ مل کر حجت ہونا تو اور بھی اقرب اور آسان ہے۔ [1]

پانچویں روایت:

حضرت ولید بن عبداللہ سے مرسلاً روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا رَفَعَ أَحَدُكُمْ يَدَيْهِ يَدْعُوْ فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ جَاعِلٌ فِيْهِمَا بَرَكَةً وَّرَحْمَةً، فَإِذَا فَرَغَ مِنْ دُعَائِهٖ فَلْيَمْسَحْ بِهِمَا وَجْهَهٗ (الدعاء للطبرانی) [2]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی اپنے ہاتھوں کو دعا کرنے کے لئے اٹھائے، تو بے شک اللہ عزوجل ان میں برکت اور رحمت کو رکھتے ہیں، پس جب اپنی دعا سے فارغ ہوجائیں، تو ان دونوں ہاتھوں کو اپنے چہرے پر پھیر لینا چاہئے (ترجمہ ختم)

---

[1] قلت: والحديث شاهد جيد للحديث الذى قبله، وقد تقرر فى الاصول ان الضعيف اذا تايد بمتابع او شاهد يتقوى ويرتفع الى درجة الحسن تارة والصحيح اخرى، فانجبر بذلك ما كان فى الحديث السابق من ضعف (اعلاء السنن ج۳ ص ۲۰۲ بيان ما يقرء اذا فرغ من الصلاة)

[2] رقم الحديث ۲۱۴، باب الأمر بالتضرع والتخشع والتمسكن فى الدعاء، دارالكتب العلمية، بيروت.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ولید بن عبداللہ بن ابی مغیث ثقہ محدث ہیں۔ [1]

چھٹی روایت:

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ رَبَّكُمْ حَيِيٌّ كَرِيْمٌ يَسْتَحْيِيْ أَنْ يَّرْفَعَ الْعَبْدُ يَدَيْهِ فَيَرُدُّهُمَا صِفْرًا لَا خَيْرَ فِيْهِمَا، فَإِذَا رَفَعَ أَحَدُكُمْ يَدَيْهِ فَلْيَقُلْ: يَا حَيُّ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ إِذَا رَدَّ يَدَيْهِ فَلْيُفْرِغْ ذٰلِكَ الْخَيْرَ إِلٰى وَجْهِهٖ (المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث ۱۳۵۵۷، مكتبة ابن تيمية، القاهرة)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ کے رب انتہائی حیاء والے کریم ہیں، اس بات سے حیاء فرماتے ہیں کہ بندہ اپنے دونوں ہاتھ اُٹھائے، پھر ان کو خالی لوٹا دیں، جن میں کوئی خیر نہ ہو، پس جب تم میں سے کوئی اپنے ہاتھ اُٹھائے، تو یوں کہے "یَا حَیُّ لَآ إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ یَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ" تین مرتبہ، پھر جب اپنے ہاتھوں کو لوٹائے، تو اس خیر کو اپنے چہرے پر پھیر لے (ترجمہ ختم)

---

[1] دق :الوليد بن عبد الله بن أبى مغيث، مولى بنى عبد الدار، حجازى.
روى عن :محمد بن على بن أبى طالب المعروف بابن الحنفية، ويوسف بن ماهك المكى (د ق)
روى عنه :إبراهيم بن يزيد الخوزى، وعبيد الله بن الأخنس (دق) ، ومحمد بن عبد الله بن عبيد بن عمير الليثى، ومعقل بن عبيد الله الجزرى .قال عثمان بن سعيد الدارمى ، عن يحيى بن معين : ثقة .وذكره ابن حبان فى كتاب الثقات روى له أبو داود، وابن ماجه(تهذيب الكمال ج۳۱ص۳۷،۳۸)
الوليد بن عبد الله بن أبى مغيث العبدرى مولاهم المكى ثقة من السادسة د ق (تقريب التهذيب، تحت رقم ۷۴۳۳)
قال السيوطى:
قَالَ شيخ الاسلام فِي أَمَالِيهِ الْوَلِيد فِي طبقَة من سمع من الصَّحَابَة رَضِي الله عَنْهُم لَكِن لم أر لَهُ رِوَايَة عَن صَحَابِيّ فَيكون هَذَا الاسناد معضلا وابراهيم الرَّاوِي عَنهُ هُوَ الخوزى فِيهِ مقَال(فض الوعاء فى أحاديث رفع اليدين بالدعاء ، ج ۱ ،ص ۹۴)

Idara Ghufran
Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اس روایت کی سند میں جارود بن یزید ہیں، جن کو محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے، لیکن ان کا ضعف فسق کی وجہ سے نہیں ہے۔

اور اگرچہ بعض نے ان کو متروک قرار دیا ہے، لیکن ان کے متروک ہونے پر اجماع نہیں ہے۔

اور بعض نے ان کو فی نفسہٖ حجت قرار نہیں دیا۔ [1]

مگر دیگر روایات سے اس مضمون کی تائید ہوتی ہے۔ [2]

---

[1] قال الهيثمی:

رواه الطبرانی، وفيه الجارود بن يزيد، وهو متروك(مجمع الزوائد، ج۱۰ ص۱۶۹، باب ما جاء فی الإشارة فی الدعاء ورفع اليدين)

وقال الذهبی:

الجارود بن يزيد أبو الضحاك العامری *الفقيه الكبير، أبو الضحاک العامری، النيسابوری.ويقال :أبو علی.

ولد :فی خلافة هشام، فی حدود العشرين ومائة، وارتحل فی طلب العلم .وحمل عن: سليمان التيمی، وبهز بن حكيم، وإسماعيل بن أبی خالد، وعمر بن ذر، وأبی حنيفة، ومسعر، وشعبة، والثوری .وتفقه بأبی حنيفة، وأكثر عن الثوری وشعبة، وليس هو بمحكم لفن الرواية .روى عنه :أبو سلمة التبوذكی، وأحمد بن أبی رجاء الهروی، وسلمة بن شبيب، ومحمد بن عبد الملک بن زنجويه، والحسن بن عرفة، وآخرون. قال الحاكم :هو من كبار أصحاب أبی حنيفة، والملازمين له .وخطة الجارود منسوبة إليه، وهی سكة الجارودی، فی المربعة الصغيرة، ومسجده على رأس السكة .قال محمد بن إسحاق السراج :توفی سنة ثلاث ومائتين .ونقل أبو عمرو أحمد المستملی، قال :توفی سنة ست ومائتين .قال :وفی تلک السنة قدم طاهر بن الحسين الأمير قال البخاری :هو منكر الحديث، كان أبو أسامة يرميه بالكذب وروى :عباس، عن يحيى: ليس بشیء. العقيلی :حدثنا بشر بن موسى، حدثنا محمد بن مقاتل المروزی، حدثنا الجارود، حدثنا بهز بن حكيم، عن أبيه، عن جده، قال :قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم :-(أترعوون عن ذكر الفاجر؟ اذكروه بما فيه، يحذره الناس)قال العقيلی :ليس لذا أصل .قلت :ورواه سلمة بن شبيب، عنه .قال أبو حاتم :لا يكتب حديثه .وقال النسائی :متروک الحديث(سير أعلام النبلاء، ج۹،ص۴۲۵، تحت رقم ۱۵۲)

[2] قال يعقوب بن سفيان :سمعت أحمد بن صالح، وذكر مسلمة بن علی، قال ": لا يترک حديث رجل حتى يجتمع الجميع على ترک حديثه، قد يقال :(فلان ضعيف)، فأما أن يقال :(فلان متروک) فلا، إلا أن يجتمع الجميع على ترک حديثه " وله أمثلة كثيرة(تحرير علوم الحديث،لعبد الله بن يوسف الجديع، ج۱ ص۵۳۷)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ساتویں روایت:

حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ:

أَنَّ ابْنَ عُمَرَ، كَانَ يَبْسُطُ يَدَيْهِ مَعَ الْعَاصِ وَذَكَرُوا أَنَّ مَنْ مَضٰى كَانُوا يَدْعُونَ، ثُمَّ يَرُدُّونَ أَيْدِيَهُمْ عَلٰى وُجُوهِهِمْ لِيَرُدُّوا الدُّعَاءَ وَالْبَرَكَةَ،قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ:رَأَيْتُ أَنَا مَعْمَرًا يَدْعُوْ بِيَدَيْهِ عِنْدَ صَدْرِهِ، ثُمَّ يَرُدُّ يَدَيْهِ فَيَمْسَحُ وَجْهَهٗ(مصنف عبدالرزاق) [1]

ترجمہ: حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عاص (بن وائل سہمی ابوعمرو) کے ساتھ (دعا کے لئے) ہاتھ اُٹھاتے تھے، اور اہلِ علم حضرات نے یہ بات ذکر کی ہے کہ متقدمین (اور سلف حضرات) دعا کرتے تھے، پھر اپنے ہاتھوں کو اپنے چہروں پر پھیر لیا کرتے تھے، تاکہ دعا اور برکت کو حاصل کریں، امام عبدالرزاق فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت معمر کو دیکھا کہ وہ اپنے سینے کے سامنے اپنے دونوں ہاتھوں سے دعا کرتے تھے، پھر اپنے دونوں ہاتھ واپس کرکے اپنے چہرے پر پھیر لیا کرتے تھے (ترجمہ ختم)

فائدہ: مذکورہ احادیث وروایات کی اسناد فرداً فرداً ضعیف ہیں، اس لئے بعض محدثین وفقہاء نے دعا سے فراغت پر ہاتھ اٹھانے کے مسنون ومستحب ہونے کا انکار کیا ہے۔

جبکہ محدثین اور خاص کر فقہائے کرام کی ایک بڑی جماعت نے دعا کے اختتام پر چہرہ پر ہاتھ پھیرنے کو مستحب قرار دیا ہے، ایک تو اس وجہ سے کہ اگرچہ اس سلسلہ میں وارِد ہونے والی حدیثیں فرداً فرداً سند کے اعتبار سے ضعیف ہوں، لیکن وہ سب مل کر اور ایک دوسرے کا شاہد وگواہ بن کر مجموعی طور پر حسن اور مقبول درجے میں داخل ہوجاتی ہیں، دوسرے اس وجہ سے کہ

---

[1] رقم الحديث ٣٢٥٦،كتاب الصلاة، باب مسح الرجل وجهه بيده إذا دعاء، المكتب الاسلامى،بيروت.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

فضائل کے سلسلہ میں ضعیف حدیث بعض شرائط کے ساتھ معتبر ہوتی ہے۔ ا

چنانچہ علامہ ابنِ حجر رحمہ اللہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی چہرے پر ہاتھ پھیرنے والی حدیث نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ:

وَلَهُ شَوَاهِدُ مِنْهَا حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ :عَنْ أَبِيْ دَاوُدَ وَمَجْمُوْعُهَا يَقْتَضِيْ أَنَّهُ حَدِيْثٌ حَسَنٌ (بلوغ المرام من ادلة الاحكام) ٢

ترجمہ: اور اس حدیث کے شواہد موجود ہیں، ان میں سے ایک ابنِ عباس کی

ا وَكَانَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ يَقُولُ :لَمْ أَسْمَعْ فِيهِ بِشَيْءٍ، وَلَمْ يَكُنْ يَفْعَلُهُ أَحْمَدُ ، وَحُكِيَ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: "أَمَّا فِي الصَّلَاةِ فَلَا، وَأَمَّا فِي غَيْرِ الصَّلَاةِ، كَأَنَّهُ لَمْ يَرَ بِهِ بَأْسًا، وَرُوِيَ عَنِ الْحَسَنِ أَنَّهُ كَانَ يَفْعَلُهُ(الأوسط فى السنن والإجماع والاختلاف، ج۵ص۲۱۷،کتاب الوتر،تحت رقم الحديث ۲۷۴۰)

وعن المعتمر ، رأيت أبا كعب ، صاحب الحرير يدعو رافعا يديه فإذا فرغ من دعائه يمسح بهما وجهه ، فقلت له :من رأيت يفعل هذا ، فقال :الحسن قال محمد بن نصر :ورأيت إسحاق يستحسن العمل بهذه الأحاديث ، وأما أحمد بن حنبل فحدثني أبو داود قال :سمعت أحمد ، وسئل عن الرجل يمسح وجهه بيديه إذا فرغ في الوتر .فقال :لم أسمع فيه بشيء ، ورأيت أحمد لا يفعله .قال :وعيسى بن ميمون هذا الذي روى حديث ابن عباس ليس هو ممن يحتج بحديثه ، وكذلك صالح بن حسان ، وسئل مالك عن الرجل يمسح بكفيه وجهه عند الدعاء ، فأنكر ذلك ، وقال :ما علمت ، وسئل عبد الله عن الرجل ، يبسط يديه فيدعو ثم يمسح بهما وجهه ، فقال : كره ذلك سفيان(صلاة الوتر لمحمد بن نصر المروزي، ج۱ ص۳۲۷،باب مسح الرجل وجهه بيديه بعد فراغه من الدعاء)

مسح الوجه عند الدعاء .

ذهب الحنفية على الصحيح والشافعية على المعتمد إلى جواز مسح الوجه عند الدعاء .

فنص الشافعية على أنه يستحب مسح الوجه باليدين في الدعاء ، ومحل استحباب مسح الوجه بهما في الدعاء خارج الصلاة .أما فيها فلا يستحب بل يكره على الصحيح من مذهب الشافعية ،ودليل استحباب مسح الوجه ما روى عمر بن الخطاب رضى الله عنه قال :كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا رفع يديه في الدعاء لم يحطهما حتى يمسح بهما وجهه ،وجاء في الفتاوى الهندية :قيل مسح الوجه باليدين ليس بشيء ، وكثير من مشايخنا اعتبروا مسح الوجه هو الصحيح وبه ورد الخبر ،وقال الخطابي :وقول بعض الفقهاء في فتاويه :ولا يمسح وجهه بيديه عقب الدعاء إلا جاهل، محمول على أنه لم يطلع على هذه الأحاديث (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۴۲،ص۳۶۶،آداب الدعاء)

٢ ج ۱ ص۲۲۷،۲۲۸،تحت رقم الحديث ۱۵۵۴ ،كتاب الجامع، باب الذكر والدعاء .

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

حدیث ہے، ابوداؤد کی، جو مجموعی طور پر اس بات کا تقاضا کرتی ہیں کہ یہ حدیث حسن ہے (ترجمہ ختم)

اور حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

وَقَوْلُ اِبْنِ عَبْدِ السَّلَامِ: لَا يُسَنُّ مَسْحُ الْوَجْهِ بِهِمَا ضَعِيفٌ، إِذْ ضَعْفُ حَدِيْثِ الْمَسْحِ لَا يُؤَثِّرُ لِمَا تَقَرَّرَ أَنَّ الضَّعِيفَ حُجَّةٌ فِي الْفَضَائِلِ اِتِّفَاقًا اهـ (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح) [1]

ترجمہ: اور جہاں تک ابنِ عبدالسلام کا قول ہے کہ چہرہ پر دونوں ہاتھوں کا پھیرنا مسنون نہیں ہے، یہ ضعیف ہے، اس لئے کہ چہرہ پر ہاتھ پھیرنے کی حدیث کا ضعف مؤثر نہیں ہے، کیونکہ یہ بات طے ہو چکی ہے کہ ضعیف حدیث فضائل میں بالاتفاق حجت ہے (ترجمہ ختم)

اور ہمارے نزدیک دلائل کے لحاظ سے ان مؤخرالذکر فقہاء ومحدثین کا قول ہی راجح ہے۔

ایک تو اس وجہ سے کہ محدثین وفقہاء کے راجح قول کے مطابق فضائلِ اعمال کے سلسلہ میں ضعیف حدیث بعض شرائط کے ساتھ قابلِ عمل ہو جاتی ہے۔ [2]

---

[1] ج۴ص ۱۵۳۲، کتاب الدعوات، دار الفکر، بیروت.

[2] ضعیف حدیث کے بارے میں اس سلسلہ میں تین قسم کے اقوال ہیں، ایک مطلقاً غیر معمول بہ ہونے کا، دوسرا مطلقاً معمول بہ ہونے کا، اور تیسرا بعض شرائط کے ساتھ فضائل میں معمول بہ ہونے کا، اور یہی قول راجح ہے۔

فتحصل ان فی العمل بالحدیث الضعیف ثلاثة مذاهب ،لایعمل به مطلقا، یعمل به مطلقا، یعمل به فی الفضائل بشروطه (الاجوبة الفاضلة عن الاسئلة العشره الکاملة،ص ۱۰، مشمولة: مجموعه رسائل اللکنوی، ج۴)

هذه العبارات ونحوها الواقعة فی کتب الثقات تشهد بتفرقهم فی ذلک ،فمنهم من منع العمل بالضعیف مطلقا،وهو مذهب ضعیف،ومنهم من جوزه مطلقا،وهو توسع سخیف،ومنهم من فصل وقید وهو المسلک المسدد (ایضاً ص ۱۱)

قال العلماء من المحدثین والفقهاء وغیرهم :یجوزویستحب العمل فی الفضائل والترغیب والترهیب بالحدیث الضعیف مالم یکن موضوع (کتاب الاذکار للنووی ص ۷)

والاستحباب یثبت بالضعیف غیر الموضوع (فتح القدیر ج ۱ ص ۳۳، باب الجنائز، فصل فی الصلاة علی المیت)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

جس کی تفصیل یہ ہے کہ جب کسی ضعیف حدیث سے کسی عمل کی ترغیب وفضیلت ثابت ہو، اور اس کے خلاف اس سے کوئی قوی دلیل موجود نہ ہو، تو اس سے اس عمل کا مستحب ہونا ثابت ہوجاتا ہے۔

لیکن اِس مستحب کا درجہ اُس مستحب سے کمزور ہوتا ہے، جس کا مستحب ہونا اس سے قوی (صحیح وحسن) حدیث سے ثابت ہو۔

البتہ ضعیف حدیث سے کسی عمل کے مستحب ہونے کے ثبوت کے لئے مجموعی طور پر چار شرائط ہیں۔

(۱)...... پہلی شرط یہ ہے کہ اس کے خلاف اس سے کوئی قوی دلیل موجود نہ ہو (جیسا کہ پہلے گزرا)

(۲)...... دوسری شرط یہ ہے کہ یہ حدیث شدید ضعیف نہ ہو، بایں طور کہ اس میں کوئی کذاب، اور فاحش الغلط وفاحش المغفل راوی نہ ہو۔

کیونکہ اس صورت میں یہ معدوم (موضوع ومخترع حدیث) کے درجہ میں ہوتی ہے، جس پر کسی حال میں عمل جائز نہیں۔ [1]

(۳)...... تیسری شرط یہ ہے کہ اس ضعیف حدیث سے ثابت شدہ حکم شریعت کے اصولوں میں سے کسی اصول وقاعدے کے تحت داخل ہو، اور دینی قواعد کے خلاف نہ ہو۔

(۴)...... چوتھی شرط یہ ہے کہ اس پر عمل کرنے والا اس کے ثبوت کا اعتقاد نہ رکھے، بلکہ صرف احتیاط کی وجہ سے اس پر عمل کرے۔ [2]

---

[1] تاہم اس میں اختلاف کی گنجائش ہے کہ ایک راوی بعض کے نزدیک شدید ضعیف ہو، اور بعض کے نزدیک شدید ضعیف نہ ہو، پس ایسی صورت میں کسی جرح کے مؤثر وغیر مؤثر ہونے میں اجتہادی طور پر اختلاف ممکن ہے۔ محمد رضوان۔

[2] والذی یظهر بعد التامل الصادق، هو قبول الضعیف فی ثبوت الاستحسان وجوازه، فاذا دل حدیث ضعیف علی استحباب شیئ او جوازه، ولم یدل دلیل آخر صحیح علیه، ولیس هناک

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اور یہ تفصیل اعمال کی فضیلت کے بارے میں ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

مایعارضه ورجح عليه، قبل ذلک الحديث وجاز العمل بما افاده واقول باستحباب مادل عليه او جوازه.

غاية مافي الباب ان يكون مثل هذا الاستحباب والجواز ادون رتبة من الاستحباب والجواز الثابت بالاحاديث الصحيحة والحسنة ويشترط قبوله بشروط:

احدها: ما اشرنا اليه من فقدان دليل آخر اقوى منه معارضا له، فان دل حديث صحيح او حسن، على كراهة عمل او حرمته، والضعيف على استحبابه وجوازه ، فالعمل يكون بالاقوى ، والقول بمفاده احرى.

وثانيها: ان لايكون الحديث شديد الضعف ، بان تفرد بروايته شديد الضعف ، كالكذاب، وفاحش الغلط، والمغفل، وغير ذلک، او كثرت طرقه، لكن لم يخل طريق من طرقه عن شدة الضعف، وذلک لان كون السند شديد الضعف، مع عدم مايجبر به نقصانه ، يجعله فى حكم العدم ، ويقربه الى الموضوع والمخترع، الذى لايجوز العمل به بحال .

وثالثها: ان يكون ماثبت به داخلا تحت اصل كلي من الاصول الشرعية غير مخالف للقواعد الدينية، لئلا يلزم اثبات مالم يثبت شرعا به، فانه اذا كان مادل عليه داخلا فى الاصول الشرعية، غير مناقض لها، فنفس جوازه ثابت بها.

والحديث الضعيف الدال عليه يكون مؤكدا عله، كذا الاستحباب، فان الجائزات تصير بحسن النية عبادة، فكيف اذا وجدمافيه شبهة ثبوت الاستحباب.

ورابعها: ان لايعتقد العامل به ثبوته بل الخروج عن العهدة بيقين، فانه ان كان صحيحا فى نفس الامر فذاک ، والا لم يترتب على العمل به فساد شرعي.

وقس عليه اذا دليل الحديث الضعيف على كراهة عمل، لم يدل على استحبابه دليل آخر، فيؤخذ به ويعمل بمفاده احتياطا ، فان ترک المكروه مستحب ، وترک المباح لابأس فيه شرعا.

وبهذا كله يظهر لک دفع الاشكال الذى تصدى للجواب عنه الدوانى والخفاجي، وسلک كل منهما مسلكا مغايرا لمسلک الآخر.

وخلاصة الكلام، الرافع للاوهام ، هو ان ثبوت الاستحباب ، او الكرهة التى هى فى قوة الاستحباب، او الجواز بالحديث الضعيف مع الشروط المتقدمة : لاينافى قولهم: انه لايثبت الاحكام الشرعية، فان الحكم باستحباب شيئ دل عليه الضعيف او كراهته: احتياطى ، والحكم بجواز شيئ دل عليه تاكيد لما ثبت بدلائل اخر، فلا يلزم منه ثبوت شيئ من الاحكام فى نفس الامر، ومن حيث الاعتقاد. نعم لو لم تلاحظ الشروط المتقدمة ، لزم الاشكال البتة (ظفر الأماني في مختصر الجرجاني فى مصطلح الحديث، ص ۱۹۸ تا ۲۰۰، لمولانا عبدالحيى اللكنوى رحمه الله)

فالحق فى هذا المقام: انه اذا لم يثبت ندب شيئ او جوازه بخصوصه بحديث صحيح، وورد بذلک حديث ضعيف ليس شديد الضعف، يثبت استحبابه وجوازه به ، بشرط ان يكون مندرجا

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

جہاں تک حلال وحرام اور عقائد، نیز اللہ تعالیٰ کی صفات کا معاملہ ہے، توان میں ضعیف

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

تحت اصل شرعی ، ولا یکون مناقضا للاصول الشرعیة والادلة الصحیحة.

وما احسن کلام المحقق جلال الدین الدوانی فی رسالته"انموذج العلوم" التی جمع فیها الفوائد المتفرقة حیث قال فی صدرها: المسألة الاولیٰ فی اصول الحدیث: اتفقوا علی ان الحدیث الضعیف لایثبت به الاحکام الشرعیة، ثم ذکروا انه یجوز بل یستحب العمل بالاحادیث الضعیفة فی فضائل الاعمال، وممن صرح به النووی فی کتبه لاسیما کتاب "الاذکار" وفیه اشکال، لان جواز العمل واستحبابه کلاهما من الاحکام الخمسة الشرعیة ، فاذا استحب العمل بمقتضی الحدیث الضعیف کان ثبوته بالحدیث الضعیف ، وذلک ینافی ما تقرر من عدم ثبوت الاحکام بالاحادیث الضعیفة. وقد حاول بعضهم التفصی عن ذلک وقال: ان مراد النووی انه اذا ثبت حدیث صحیح او حسن فی فضیلة عمل من الاعمال تجوز روایة الحدیث الضعیف فی هذا الباب.

ولایخفی ان هذا لایرتبط بکلام النووی فضلا عن ان یکون مراده ذلک، فکم من فرق بین جواز العمل واستحبابه ، وبین مجرد نقل الحدیث، علی انه لولم یثبت الحدیث الصحیح او الحسن فی فضیلة عمل من الاعمال یجوز نقل الحدیث الضعیف فیها، لاسیما مع التنبیه علی ضعفه، ومثل ذلک فی کتب الحدیث وغیره کثیر شائع، یشهد به من تتبع ادنی تتبع.

والذی یصلح للتعویل : انه اذا وجد حدیث ضعیف فی فضیلة عمل من الاعمال ، ولم یکن هذا العمل مما یحتمل الحرمة او الکراهة فانه یجوز العمل به ویستحب، لانه ماموں الخطر ومرجو النفع، اذ هو دائر بین الاباحة والاستحباب، فالاحتیاط العمل به رجاء الثواب.

واما اذا دار بین الحرمة والاستحباب فلا وجه لاستحباب العمل به.

واما اذا دار بین الکراهة والاستحباب، فمجال النظر فیه واسع ، اذ فی العمل دغدغة الوقوع فی المکروه، وفی الترک مظنة الترک المستحب. فلینظر.

ان کان خطر الکراهة اشد بان تکون الکراهة المحتملة شدیدة، والاستحباب المحتمل ضعیفا، فحینئذ یرجح الترک علی العمل، فلا یستحب العمل به.

وان کان خطر الکراهة اضعف بان تکون الکراهة علی تقدیر وقوعها کراهة ضعیفة دون مرتبة ترک العمل علی تقریر استحبابه ، فالاحتیاط العمل به.

وفی صورة المساواة یحتاج الی نظر تام، والظن انه یسحتب ایضا، لان المباحات تصیر بالنیة عبادة، فکیف مافیه شبهة الاستحباب لاجل الحدیث الضعیف.(......وبعد اسطر......)

وحاصل الجواب، ان الجواز معلوم من خارج والاستحباب ایضا معلوم من القواعد الشرعیة الدالة علی استحباب الاحتیاط فی امر الدین ، فلم یثبت شیئ من الاحکام بالحدیث الضعیف ، بل اوقع الحدیث الضعیف شبهة الاستحباب ، فصار الاحتیاط ان یعمل به، واستحباب الاحتیاط معلوم من قواعد الشرع ، انتهیٰ کلام الدوانی (الاجوبة الفاضلة عن الاسئلة العشرہ الکاملة، ص۱۳،۱۴، مشمولة: مجموعه رسائل اللکنوی ، ج۴)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

حدیث معتبر نہیں ہے۔ [۱]

(ماخوذ از: شوال اور عیدالفطر کے فضائل واحکام "جدید ایڈیشن" صفحہ ۱۳۲ تا ۱۳۶، مطبوعہ: ادارہ غفران، راولپنڈی)

دوسرے دعا کے اختتام پر دونوں ہاتھوں کو چہرے پر پھیرنے کی روایات مختلف سندوں کے ساتھ مروی ہونے کی وجہ سے ایک دوسرے کی شاہد و گواہ بن جاتی ہیں، اور حسن لغیرہٖ یا مقبول درجے میں داخل ہو کر قابلِ استدلال واطمینان ہو جاتی ہیں۔

اس لئے جب دعا کے لئے ہاتھ اُٹھائے جائیں تو اختتام پر ان کو چہرہ پر پھیر لینے کا افضل ہونا راجح ہے۔

واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم وعلمہٗ اتم واحکم۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

اقول :قال فی البناية :

ثـم إن تزيين المسجد لما دار مرة بين الاستحباب وبين الكراهة، قال أصحابنا بالجواز، ولـم يـقـولـوا بالاستحباب كما قال به بعضهم(البناية شرح الهداية ج۲ص ۴۷۱، كتاب الصلاة، باب احكام المساجد)

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ضعیف حدیث سے ثابت شدہ استحباب کا درجہ احتیاطی ہے اور یہ اُس استحباب سے کم ہوتا ہے، جو حسن وصحیح حدیث سے ثابت ہو۔

اور پھر یہ استحباب بھی اُن شرعی قواعد کے ماتحت ہو کر ثابت ہوتا ہے، جو کہ قوی دلائل سے ثابت ہیں۔

لہٰذا ضعیف حدیث سے اس تفصیل کے مطابق استحباب ثابت ہونے پر یہ شبہ نہیں ہوتا کہ ضعیف حدیث سے کوئی شرعی حکم ثابت نہیں ہوتا، جبکہ کسی چیز کا مستحب ہونا بھی شرعی حکم ہی کی ایک قسم ہے۔

[۱] (لافی صفات الله) فان وجد حديث ضعيف دل على صفة من صفات الله تعالىٍ ولم يثبت ذلك بـدليل معتبر ، لم يعتبر به، فان صفات الله و اسماء ه لايجترأ على القول بها بدون دلالة دليل معتمد، لانهـا مـن بـاب العقائد لا من باب الاعمال، ويلتحق بها جميع العقائد الدينية ، فلا تثبت الا بحديث صحيح او حسن لذاته او لغيره.

كيف وقـد صـرحـوا بـان اخبـار الآحـاد وان كـان صـحـيـحـة ، لاتـكفى فى باب العقائد، فما بالك بـالـضـعـيـفـة مـنها؟ والمراد بعدم كفايتها انها لاتفيد القطع ، فلايعتبر بها مطلقا فى العقائد التى كلف الناس بالاعتقاد الجازم فيها، لانها لاتفيد الظن ايضا، ولا انها لاعبرة بها رأسا فى العقائد مطلقا، كما توهمه من ابناء عصرنا.........(واحكام الحلال والحرام) فلايثبت بالحديث الضعيف تحريم شيئ ولا تـحـليله (ظفر الأماني فى مختصر الجرجانى فى مصطلح الحديث،لمولانا عبدالحيئ اللكنوى ، ص ۲۰۰ تا ۲۰۴،ملخصاً)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

متعدد محدثین، فقہاء وعلماء سے نماز کے بعد دُعا کا ثبوت

احادیث وروایات کے بعد اب دعا کے بارے میں اور بطورِ خاص نماز کے بعد کی دعا کے بارے میں چند محدثینِ عظام وفقہائے کرام کے حوالہ جات وعبارات ذکر کی جاتی ہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ کا حوالہ

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''صحیح بخاری'' میں یہ باب اورعنوان قائم کیا ہے کہ:

بَابُ الدُّعَاءِ بَعْدَ الصَّلاَةِ (بخاری) [1]

ترجمہ: یہ باب نماز کے بعد دُعا کے بارے میں ہے (ترجمہ ختم)

امام بخاری رحمہ اللہ کے اپنی معرکۃ الآراء کتاب ''بخاری شریف'' میں نماز کے بعد دعا کا باب قائم کرنے سے معلوم ہوا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نماز کے بعد دعا کے قائل ہیں۔

شارح بخاری حافظ ابنِ حجر عسقلانی رحمہ اللہ کا حوالہ

حافظ ابنِ حجر عسقلانی رحمہ اللہ امام بخاری کے مذکورہ الفاظ کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

قَوْلُهٗ (بَابُ الدُّعَاءِ بَعْدَ الصَّلاَةِ) اَیِ الْمَكْتُوْبَةِ وَفِیْ هٰذِهِ التَّرْجُمَةِ رَدٌّ عَلٰی مَنْ زَعَمَ اَنَّ الدُّعَآءَ بَعْدَ الصَّلاَةِ لاَ يُشْرَعُ (فتح الباری) [2]

ترجمہ: امام بخاری کا یہ ارشاد کہ یہ باب نماز یعنی فرض نماز کے بعد دُعا کے بارے میں ہے، امام بخاری کے یہ عنوان قائم کرنے میں اُس شخص پر رَد مقصود ہے جس کا

---

[1] ج۸ ص ۷۲، کتاب الدعوات، دارطوق النجاۃ، بیروت.

[2] ج ۱۱ ص ۱۳۳، کتاب الدعوات، دارالمعرفۃ، بیروت.

Idara Ghufran

گمان یہ ہے کہ نماز کے بعد دُعا شرعاً ثابت نہیں (ترجمہ ختم)

امام نسائی رحمہ اللہ کا حوالہ

امام نسائی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''سنن کبریٰ'' میں یہ باب قائم کیا ہے کہ:

مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الدُّعَاءِ دُبُرَ الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوبَاتِ (السنن الكبرى للنسائي، ج ۹ ص ۴۷، كتاب عمل اليوم والليلة، مؤسسة الرسالة، بيروت)

ترجمہ: فرض نمازوں کے بعد جو دعائیں مستحب ہیں (ترجمہ ختم)

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ کا حوالہ

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے اپنی کتاب مصنف میں اس طرح باب قائم فرمایا ہے کہ:

بَابُ مَسْحِ الرَّجُلِ وَجْهَهُ بِيَدِهِ إِذَا دَعَا (مصنف عبد الرزاق) [۱]

ترجمہ: یہ باب ہے آدمی کے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرنے کا جب وہ دعا کر چکے (ترجمہ ختم)

امام ابنِ حبان رحمہ اللہ کا حوالہ

امام ابنِ حبان نے اپنی کتاب ''صحیح ابنِ حبان'' میں اس طرح باب قائم فرمایا ہے کہ:

ذِكْرُ مَا يُسْتَحَبُّ لِلْمَرْءِ أَنْ يَّسْأَلَ اللّٰهَ جَلَّ وَعَلَا فِيْ عَقِيْبِ الصَّلَاةِ التَّفَضُّلَ عَلَيْهِ بِمَغْفِرَةِ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ (صحيح ابن حبان) [۲]

ترجمہ: یہ ذکر ہے آدمی کے لئے اس بات کے مستحب ہونے کا کہ وہ اللہ جل وعلا

---

[۱] ج ۲ ص ۲۵۲، كتاب الصلاة، المكتب الاسلامي، بيروت.

[۲] ج ۵ ص ۳۷۲، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل في القنوت، قبل رقم الحديث ۲۰۲۵، مؤسسة الرسالة، بيروت.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

سے نماز کے بعد اپنے اوپر فضل کا اور اپنے گزشتہ گناہوں کی مغفرت کا سوال و دعا کرے (ترجمہ ختم)

امام ابنِ خزیمہ رحمہ اللہ کا حوالہ

امام ابنِ خزیمہ رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''صحیح ابنِ خزیمہ'' میں اس طرح باب قائم فرمایا ہے کہ:

بَابُ جَامِعِ الدُّعَاءِ بَعْدَ السَّلَامِ فِيْ دُبُرِ الصَّلَاةِ(صحیح ابنِ خزیمة) [1]

ترجمہ: نماز کے آخر میں سلام پھیرنے کے بعد جامع دعا کا باب (ترجمہ ختم)

امام ابنِ منذر رحمہ اللہ کا حوالہ

امام ابنِ منذر رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''الاوسط فی السنن والاجماع والاختلاف'' میں اس طرح باب قائم فرمایا ہے کہ:

ذِكْرُ جَامِعِ الدُّعَاءِ بَعْدَ التَّسْلِيْمِ(الأوسط لابن المنذر) [2]

ترجمہ: سلام پھیرنے کے بعد جامع دعا کا ذکر (ترجمہ ختم)

امام بیہقی رحمہ اللہ کا حوالہ

امام بیہقی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''الدعوات الکبیر'' میں اس طرح باب قائم فرمایا ہے کہ:

بَابُ الْقَوْلِ وَالدُّعَاءِ وَالتَّسْبِيْحِ فِيْ دُبُرِ الصَّلَاةِ الْمَكْتُوْبَةِ بَعْدَ السَّلَامِ (الدعوات الكبير للبيهقي، ج ۱، ص ۱۸۰، غراس للنشر والتوزيع -الكويت)

ترجمہ: یہ باب ہے فرض نماز کا سلام پھیرنے کے بعد دعا کرنے اور تسبیح وغیرہ کہنے کا (ترجمہ ختم)

---

[1] ج ۱ ص ۳۶۶، کتاب الصلاة، قبل رقم الحديث ۷۴۳، المكتب الاسلامی، بیروت.

[2] ج ۳ ص ۲۲۵، کتاب صفة الصلاة، دار طيبة -الرياض -السعودية.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اور اپنی دوسری کتاب ''شعب الایمان'' میں فرماتے ہیں کہ:

وَمِنْهَا: أَنْ يَّدْعُوَ فِيْ دُبُرِ صَلَوَاتِهٖ. وَمِنْهَا: أَنْ يَّرْفَعَ الْيَدَيْنِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا الْمَنْكِبَيْنِ إِذَا دَعَا. وَمِنْهَا: أَنْ يَّخْفِضَ صَوْتَهٗ بِالدُّعَاءِ. وَمِنْهَا: أَنْ يَّمْسَحَ وَجْهَهٗ بِيَدَيْهِ إِذَا فَرَغَ مِنَ الدُّعَاءِ (شعب الایمان للبیهقی) [۱]

ترجمہ: اوردعا کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ نمازوں کے بعد دعا کرے، اور یہ بھی ہے کہ اپنے دونوں ہاتھ دعا کے وقت اپنے مونڈھوں کے بالمقابل تک اٹھائے، اوردعا کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ دعا آہستہ آواز میں کرے، اور دعا کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ جب دعا سے فارغ ہو، تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے چہرہ پر پھیر لے (ترجمہ ختم)

امام بوصیری رحمہ اللہ کا حوالہ

امام بوصیری رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''اتحاف الخیرۃ المہرۃ'' میں اس طرح باب قائم فرمایا ہے کہ:

بَابٌ فِي الذِّكْرِ وَالتَّسْبِيْحِ وَالدُّعَاءِ بَعْدَ الصَّلَاةِ (اتحاف الخيرة المهرة) [۲]

ترجمہ: یہ باب ہے نماز کے بعد ذکر اور تسبیح اوردعا کے بارے میں (ترجمہ ختم)

علامہ ہیثمی رحمہ اللہ کا حوالہ

علامہ ہیثمی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''مجمع الزوائد'' میں اس طرح باب قائم فرمایا ہے کہ:

بَابُ الدُّعَآءِ عَقِيْبَ الصَّلَوَاتِ (مجمع الزوائد) [۳]

ترجمہ: یہ باب ہے نمازوں کے بعد دعا کے بارے میں (ترجمہ ختم)

---

[۱] ج۲، ص۳۷۵، ذكر فصول فی الدعاء يحتاج إلى معرفتها، مكتبة الرشد للنشر والتوزيع بالرياض.

[۲] ج۲ ص۲۲۵، كتاب افتتاح الصلاة، دار الوطن للنشر، الرياض.

[۳] ج۱۰ ص۱۶۷، كتاب الادعية، مكتبة القدسی، القاهرة.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

امام شافعی رحمہ اللہ کا حوالہ

امام شافعی رحمہ اللہ اپنی کتاب ''الام'' میں فرماتے ہیں کہ:

وَأَسْتَحِبُّ لِلْمُصَلِّي مُنْفَرِدًا وَلِلْمَأْمُومِ أَنْ يُطِيلَ الذِّكْرَ بَعْدَ الصَّلَاةِ وَيُكْثِرَ الدُّعَاءَ رَجَاءَ الْإِجَابَةِ بَعْدَ الْمَكْتُوبَةِ (کتاب الام للشافعی) [1]

ترجمہ: اور میں تنہا نماز پڑھنے والے، اور مقتدی کے لئے اس بات کو مستحب سمجھتا ہوں کہ وہ نماز کے بعد لمبا ذکر کرے، اور کثرت سے دعا کرے، فرض نماز کے بعد دعا کی قبولیت کی امید کی وجہ سے (ترجمہ ختم)

شارحِ مسلم امام نووی شافعی رحمہ اللہ کا حوالہ

امام نووی شافعی رحمہ اللہ اپنی کتاب ''المجموع شرح المہذب'' میں فرماتے ہیں کہ:

اِتَّفَقَ الشَّافِعِيُّ وَالْأَصْحَابُ وَغَيْرُهُمْ رَحِمَهُمُ اللهُ عَلٰى أَنَّهُ يُسْتَحَبُّ ذِكْرُ اللهِ تَعَالٰى بَعْدَ السَّلَامِ، وَيُسْتَحَبُّ ذٰلِكَ لِلْإِمَامِ وَالْمَامُومِ وَالْمُنْفَرِدِ وَالرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ وَالْمُسَافِرِ وَغَيْرِهِ، وَيُسْتَحَبُّ أَنْ يَدْعُوَ أَيْضًا بَعْدَ السَّلَامِ بِالْاِتِّفَاقِ وَجَاءَتْ فِي هٰذِهِ الْمَوَاضِعِ أَحَادِيثُ كَثِيرَةٌ صَحِيحَةٌ فِي الذِّكْرِ وَالدُّعَاءِ قَدْ جَمَعْتُهَا فِي كِتَابِ الْأَذْكَارِ

(المجموع شرح المهذب للامام النووی) [2]

ترجمہ: امام شافعی اور ان کے اصحاب اور دیگر فقہاء رحمہم اللہ کا اس پر اتفاق ہے کہ نماز کا سلام پھیرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کا ذکر مستحب ہے، اور یہ امام، مقتدی، تنہا نماز پڑھنے والے اور مرد وعورت اور مسافر وغیرہ سب کے لیے مستحب ہے اور

---

[1] ج ۱، ص ۱۵۱، باب كلام الإمام وجلوسه بعد السلام، دار المعرفة، بيروت.
[2] ج ۳ ص ۴۸۴ كتاب الصلاه، باب صفة الصلاة، دار الفكر، بيروت.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

(اسی طرح ان سب کے لیے) یہ بھی مستحب ہے کہ وہ سلام کے بعد دُعا کریں، اس بات پر بھی اتفاق ہے اور ان مواقع کے بارے میں بہت سی صحیح احادیث آئی ہیں جن میں نماز کے بعد ذکر اور دُعا کا تذکرہ ہے اور میں نے ان سب کو کتابُ الاذکار میں جمع کردیا ہے (ترجمہ ختم)

اور امام نووی رحمہ اللہ ایک مقام پر تحریر فرماتے ہیں کہ:

قَدْ ذَكَرْنَا اِسْتِحْبَابَ الذِّكْرِ وَالدُّعَاءِ لِلْإِمَامِ وَالْمَأْمُوْمِ وَالْمُنْفَرِدِ وَهُوَ مُسْتَحَبٌّ عَقِبَ كُلِّ الصَّلَوَاتِ بِلَاخِلَافٍ (المجموع شرح المهذب) [1]

ترجمہ: ہم (پہلے) ذکر کر چکے ہیں کہ امام، مقتدی اور تنہا نماز پڑھنے والے کے لئے تمام نمازوں کے بعد ذکر و دعا کرنا بغیر کسی اختلاف کے مستحب ہے (ترجمہ ختم)

اور ایک اور مقام پر تحریر فرماتے ہیں کہ:

قَالَ أَصْحَابُنَا: إِنَّ الذِّكْرَ وَالدُّعَاءَ بَعْدَ الصَّلَاةِ يُسْتَحَبُّ أَنْ يُسَرَّ بِهِمَا إِلَّا أَنْ يَكُوْنَ إِمَامًا يُرِيْدُ تَعْلِيْمَ النَّاسِ فَيَجْهَرَ لِيَتَعَلَّمُوْا، فَإِذَا تَعَلَّمُوْا وَكَانُوْا عَالِمِيْنَ أَسَرَّهُ (المجموع شرح المهذب) [2]

ترجمہ: ہمارے اصحاب نے فرمایا کہ نماز کے بعد ذکر اور دعا کا آہستہ کرنا مستحب ہے، مگر یہ کہ کوئی امام لوگوں کو تعلیم دینا چاہے، تو ان کی تعلیم کی خاطر جہر کرسکتا ہے، پس جب وہ تعلیم حاصل کرلیں، اور وہ جان لیں تو پھر خاموشی سے ذکر ودعا کرے (ترجمہ ختم)

علامہ ابنِ حجر ہیتمی شافعی رحمہ اللہ کا حوالہ

علامہ ابنِ حجر ہیتمی شافعی رحمہ اللہ اپنی کتاب ''الفتاویٰ الفقہیۃ الکبریٰ'' میں فرماتے ہیں کہ:

---

[1] ج۳ص۴۸۸، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، دار الفکر، بیروت.

[2] ج۳ص۴۸۷، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، دار الفکر، بیروت.

Idara Ghufran

وَيُسَنُّ الدُّعَاءُ وَالذِّكْرُ سِرًّا وَيَجْهَرُ بِهِمَا بَعْدَ السَّلَامِ الْإِمَامُ لِتَعْلِيمِ الْمَأْمُومِينَ فَإِذَا تَعَلَّمُوا أَسَرُّوا (الفتاوىٰ الفقهية الكبرىٰ) [1]

ترجمہ: اور دعا اور ذکر خاموشی سے کرنا مسنون ہے، اور امام سلام کے بعد مقتدیوں کی تعلیم کے لئے جہر کرسکتا ہے، پس جب مقتدیوں کو علم ہوجائے، تو سب خاموشی سے ذکر ودعا کریں (ترجمہ ختم)

علامہ شیخ سلیمان جمل شافعی رحمہ اللہ کا حوالہ

علامہ شیخ سلیمان جمل شافعی رحمہ اللہ اپنی کتاب "حاشیۃ الجمل علی المنہج" میں فرماتے ہیں کہ:

(قَوْلُهُ لَا مَسْحَ لِوَجْهِهِ وَغَيْرِهِ كَالصَّدْرِ) أَيْ: لَا يُسَنُّ ذٰلِكَ وَالْأَوْلٰى عَدَمُ فِعْلِهِ وَبِاسْتِحْبَابِ ذٰلِكَ خَارِجَ الصَّلَاةِ جَزَمَ فِي التَّحْقِيقِ (حاشية الجمل على المنهج) [2]

ترجمہ: اور (دعا کے اختتام پر اپنے اُٹھائے ہوئے ہاتھوں کو) اپنے چہرہ اور سینہ وغیرہ پر پھیرنا مسنون نہیں، اور بہتر یہی ہے کہ ایسا نہ کرے، اور تحقیق میں نماز کے باہر اس کے مستحب ہونے پر یقین ظاہر کیا ہے (ترجمہ ختم)

علامہ سلیمان بن محمد بجیرمی شافعی رحمہ اللہ کا حوالہ

علامہ سلیمان بن محمد بجیرمی شافعی رحمہ اللہ اپنی کتاب "حاشیۃ البجیرمی" میں فرماتے ہیں کہ:

وَيُسَنُّ خَارِجَهَا م ر أَيْ: يُسَنُّ أَنْ يَّمْسَحَ وَجْهَهُ بِيَدَيْهِ بَعْدَهُ لِمَا وَرَدَ أَنَّ كُلَّ شَعْرَةٍ مَسَحَهَا بِيَدِهِ بَعْدَ الدُّعَاءِ تَشْهَدُ لَهُ وَيُغْفِرُ لَهُ بِعَدَدِهَا ح ف وَمَا تَفْعَلُهُ الْعَامَّةُ مِنْ تَقْبِيلِ الْيَدِ بَعْدَ الدُّعَاءِ لَا أَصْلَ لَهُ (حاشية

---

[1] ج ۱، ص ۱۵۸، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة.

[2] ج ۱ ص ۳۷۲، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، دارالفكر، بيروت.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

البجیرمی علی شرح المنہج) [۱]

ترجمہ: اور نماز سے باہر (نہ کہ نماز کے اندر) مسنون ہے کہ دعا کے بعد اپنے دونوں ہاتھ اپنے چہرے پر پھیر لے، کیونکہ یہ وارِد ہوا ہے کہ ہر بال جس پر اپنا ہاتھ دعا کے بعد پھیرے گا، وہ اس کے لئے گواہی دے گا، اور اپنی تعداد کے مطابق اس کے لئے مغفرت کا باعث ہوگا، اور بعض عوام جو دعا کے بعد ہاتھوں کو چومتے ہیں، ان کی کوئی اصل نہیں (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ شوافع کے نزدیک نماز کے بعد دعا کرنا سنت ہے، اور دعا میں ہاتھ اُٹھانا بھی مستحب ہے، البتہ دعا کے اختتام پر چہرہ پر ہاتھ پھیرنے میں اختلاف ہے، بعض کے نزدیک یہ عمل سنت نہیں، اور بعض کے نزدیک مستحب ہے۔

علامہ ابنِ رجب حنبلی رحمہ اللہ کا حوالہ

علامہ ابنِ رجب حنبلی رحمہ اللہ اپنی کتاب ''فتح الباری'' میں فرماتے ہیں کہ:

وَاسْتَحَبَّ أَيْضًا أَصْحَابُنَا وَأَصْحَابُ الشَّافِعِيِّ اَلدُّعَآءُ عَقْبَ الصَّلَوَاتِ، وَذَكَرَهُ بَعْضُ الشَّافِعِيَّةِ اِتِّفَاقًا (فتح الباری لابن رجب) [۲]

ترجمہ: نیز ہمارے اور امام شافعی کے اصحاب نے نمازوں کے بعد دعا کو مستحب قرار دیا ہے، اور بعض شافعیہ نے اس پر اتفاق کو نقل کیا ہے (ترجمہ ختم)

علامہ موسیٰ بن احمد حجاوی مقدسی حنبلی رحمہ اللہ کا حوالہ

علامہ موسیٰ بن احمد حجاوی مقدسی حنبلی رحمہ اللہ اپنی کتاب ''الاقناع'' میں فرماتے ہیں کہ:

وَيَدْعُوْ بَعْدَ فَجْرٍ وَّعَصْرٍ لِحُضُوْرِ الْمَلَائِكَةِ فِيْهِمَا فَيُؤَمِّنُوْنَ وَكَذَا

---

[۱] ج ۱ ص ۲۰۹، کتاب الصلاۃ، باب التوجه للقبلة فی الصلاۃ.

[۲] ج۷ص۴۱۷، کتاب الاذان، باب الذکر بعد الصلاۃ، مکتب تحقیق دار الحرمین -القاهرة.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

غَيْرِهِمَا مِنَ الصَّلَوَاتِ وَيَبْدَأُ بِالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالثَّنَاءِ عَلَيْهِ وَيَخْتِمُ بِهِ وَيُصَلِّيْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ وَيَسْتَقْبِلُ غَيْرَ إِمَامٍ هُنَا الْقِبْلَةَ وَيُكْرَهُ لِلْإِمَامِ بَلْ يَسْتَقْبِلُ الْمَأْمُوْمِيْنَ وَيُلِحُّ وَيُكَرِّرُهُ ثَلَاثًا وَسِرًّا أَفْضَلُ وَيَعُمُّ بِهِ وَمِنْ آدَابِ الدُّعَاءِ بَسْطُ يَدَيْهِ وَرَفْعُهُمَا إِلٰى صَدْرِهِ (الإقناع فی فقه الإمام أحمد بن حنبل) [1]

ترجمہ: اور فجر اور عصر کے بعد دعا کرے، ان نمازوں میں فرشتوں کے حاضر ہونے کی وجہ سے، اور مقتدی آمین کہیں، اور اسی طرح دوسری نمازوں کے بعد بھی، اور اللہ کی حمد وثناء سے دعا کا آغاز کرے، اور حمد کے ساتھ اختتام کرے، اور نبی صلی اللہ علیہ سلم پر اول وآخر میں درود بھیجے، اور امام کے علاوہ دوسرے لوگ قبلہ کی طرف رخ کریں، اور امام کے لئے (نماز کے بعد دعا کرتے وقت) قبلہ کی طرف رخ کرنا مکروہ ہے، بلکہ امام مقتدیوں کی طرف رخ کرے، اور دعا میں الحاح وزاری کرے، اور تین تین مرتبہ اور خاموشی سے دعا کرنا افضل ہے، اور نماز کے بعد کی اس دعا کے بشمول دعا کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ اپنے ہاتھوں کو پھیلائے، اور انہیں سینہ تک اٹھائے (ترجمہ ختم)

علامہ منصور بن یونس بہوتی حنبلی رحمہ اللہ کا حوالہ

علامہ منصور بن یونس بہوتی حنبلی رحمہ اللہ اپنی کتاب ''کشافُ القناع'' میں فرماتے ہیں کہ:

(وَكَذَا) يَدْعُوْ بَعْدَ (غَيْرِهِمَا مِنَ الصَّلَوَاتِ) لِأَنَّ مِنْ أَوْقَاتِ الْإِجَابَةِ: أَدْبَارَ الْمَكْتُوْبَاتِ (كشاف القناع عن متن الإقناع) [2]

---

[1] ج ۱ ص ۱۲۶، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل یسن ذکر اللہ والدعاء والاستغفار عقب الصلاة، دار المعرفة، بیروت.

[2] ج ۱ ص ۳۶۷، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل یسن ذکر اللہ والدعاء والاستغفار عقب الصلاة المکتوبة، دار الکتب العلمیة، بیروت.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ترجمہ: اور اسی (فجر وعصر کے بعد) کی طرح فجر اور عصر کے علاوہ دوسری نمازوں کے بعد بھی دعا کرے، اس لئے کہ فرائض کے بعد کا وقت قبولیت کے اوقات میں سے ہے (ترجمہ ختم)

اور اپنی کتاب ''شرح منتھی الارادات'' میں فرماتے ہیں کہ:

(وَيَدْعُو الْإِمَامُ)اِسْتِحْبَابًا (بَعْدَ كُلِّ صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ)لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى (فَإِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ)خُصُوْصًا بَعْدَ الْفَجْرِ وَالْعَصْرِ لِحُضُوْرِ الْمَلَائِكَةِ فِيْهِمَا فَيُؤَمِّنُوْنَ .وَمِنْ آدَابِ الدُّعَاءِ: بَسْطُ يَدَيْهِ وَرَفْعُهُمَا إِلٰى صَدْرِهٖ(شرح منتهى الإرادات) [1]

ترجمہ: اور امام کے لئے ہر فرض نماز کے بعد دعا کرنا مستحب ہے، اللہ تعالیٰ کے قول ''فَإِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ'' کی وجہ سے، خاص طور پر فجر اور عصر کے بعد، کیونکہ ان دو نمازوں میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں، اور مقتدی آمین کہیں، اور دعا کے آداب میں سے دونوں ہاتھوں کو پھیلانا اور انہیں سینے تک اٹھانا ہے (ترجمہ ختم)

علامہ مصطفیٰ بن سعد رحیبانی حنبلی رحمہ اللہ کا حوالہ

علامہ مصطفیٰ بن سعد رحیبانی حنبلی رحمہ اللہ اپنی کتاب ''مطالبُ اولی النُّہیٰ'' میں فرماتے ہیں کہ:

(وَيَدْعُوَ)مُصَلٍّ اِسْتِحْبَابًا(بَعْدَ كُلِّ)صَلَاةٍ(مَكْتُوبَةٍ)لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى(فَإِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ)(سِيَّمَا)بَعْدَ(فَجْرٍ وَّعَصْرٍ ، لِحُضُوْرِ الْمَلَائِكَةِ فِيْهِمَا)فَيُؤَمِّنُوْنَ عَلَى الدُّعَاءِ،فَيَكُوْنُ أَقْرَبَ لِلْإِجَابَةِ(سِيَّمَا الْإِمَامُ) لِيَقْتَدِيَ بِهٖ غَيْرُهٗ (مطالب أولي النهى في شرح غاية المنتهى) [2]

ترجمہ: اور نماز پڑھنے والے کے لئے ہر فرض نماز کے بعد دعا کرنا مستحب ہے،

---

[1] ج ا ص ۲۰۶، كتاب الصلاة، باب النية في الصلاة، فصل ثم يسن عقب مكتوبة.

[2] ج ا ص ۴۷۱، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة ،المكتب الاسلامي،بيروت.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اللہ تعالیٰ کے قول ''فَإِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ'' کی وجہ سے، خاص طور پر فجر اور عصر کے بعد، ان دونوں نمازوں میں فرشتوں کے حاضر ہونے کی وجہ سے، اور دوسرے لوگ دعا پر آمین کہیں، تو یہ قبولیت کے زیادہ قریب ہے، خاص طور سے امام کے لئے دعا کرنا مستحب ہے، تاکہ اس کی دوسرے لوگ اقتداء کریں (ترجمہ ختم)

علامہ ابوالحسن علی بن سلیمان مرداوی حنبلی رحمہ اللہ کا حوالہ

علامہ ابوالحسن علی بن سلیمان مرداوی حنبلی رحمہ اللہ اپنی کتاب ''الانصاف'' میں فرماتے ہیں کہ:

يَمْسَحُ وَجْهَهُ بِيَدَيْهِ خَارِجَ الصَّلَاةِ إِذَا دَعَا، عِنْدَ الْإِمَامِ أَحْمَدَ، ذَكَرَهُ الْآجُرِّيُّ وَغَيْرُهُ، وَنَقَلَ ابْنُ هَانِءٍ عَنْ أَحْمَدَ رَفْعَ يَدَيْهِ، وَلَمْ يَمْسَحْ، وَذَكَرَ أَبُو حَفْصٍ أَنَّهُ رَخَّصَ فِيهِ (الإنصاف فی معرفة الراجح من الخلاف) ؎١

ترجمہ: اور دعا کے وقت نماز کے باہر اپنے دونوں ہاتھ چہرے پر پھیر لے، امام احمد کے نزدیک، جس کو آجری وغیرہ نے ذکر کیا ہے، اور ابنِ ہانی نے امام احمد سے یہ نقل کیا ہے کہ اپنے ہاتھ تو اٹھائے، لیکن چہرے پر نہ پھیرے، اور ابوحفص نے یہ بات ذکر کی ہے کہ امام احمد نے اس کی اجازت دی ہے (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ حنابلہ کے نزدیک نماز کے بعد ہاتھ اُٹھا کر دعا کرنا مستحب ہے، اور دعا کے اختتام پر چہرہ پر ہاتھ پھیرنے نہ پھیرنے کے بارے میں دونوں قول ہیں۔

امام مالک رحمہ اللہ کا حوالہ

امام مالک رحمہ اللہ اپنی کتاب ''مؤطا'' میں فرماتے ہیں کہ:

وَكَانَ عَامِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ يَرْفَعُ يَدَيْهِ بَعْدَ الصَّلَاةِ يَدْعُو، وَلَا بَأْسَ بِهِ إِذَا لَمْ يَرْفَعْ جِدًّا (الموطا للامام مالک) ؎٢

؎١ ج ٢ ص ١٧٣، کتاب الصلاة، باب صلاة التطوع، داراحیاء التراث العربی، بیروت.

؎٢ ج ١ ص ٢٦٣، رقم الحدیث ٥٠، رفع الیدین فی الدعاء، مؤسسة زاید بن سلطان، أبو ظهبی.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ترجمہ: حضرت عامر بن عبداللہ نماز کے بعد اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے تھے، اوراس میں کوئی حرج نہیں، جبکہ زیادہ اونچے نہ اٹھائے (ترجمہ ختم)

علامہ قرافی مالکی رحمہ اللہ کا حوالہ

علامہ قرافی مالکی رحمہ اللہ اپنی کتاب ''الذخیرۃ'' میں فرماتے ہیں کہ:

قَالَ مَالِکٌ لَا بَأْسَ بِهِ وَلَا يَرْفَعُهُمَا جِدًّا قَالَ وَأَجَازَ الرَّفْعَ فِي الدُّعَاءِ بَعْدَ الصَّلَاةِ لِأَنَّهُ مَوْضِعُ الدُّعَاءِ كَالْإِسْتِسْقَاءِ وَعَرَفَةَ وَالْمَشْعَرِ الْحَرَامِ وَاخْتَلَفَ قَوْلُهُ فِي الدُّعَاءِ عِنْدَ الْجَمْرَتَيْنِ وَرَفْعِ الْيَدَيْنِ فِيهِمَا وَعَنْهُ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الدُّعَاءِ بَعْدَ الصَّلَاةِ وَالْأَوَّلُ فِي الْمُدَوَّنَةِ(الذخیرۃ للقرافی) [1]

ترجمہ: امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ہاتھ اٹھانے میں کوئی حرج نہیں، لیکن زیادہ اونچے نہ اٹھائے، آپ نے نماز کے بعد دعا میں ہاتھ اٹھانے کی اجازت دی، کیونکہ یہ دعا کا موقع ہے، جیسے کہ استسقاء اور عرفہ اور مشعرِ حرام میں، اور جمرتین کے مقام پر دعا کرنے اور ہاتھ اٹھانے میں آپ کا قول مختلف ہے، اور امام مالک سے یہ بھی مروی ہے کہ نماز کے بعد دعا میں ہاتھ نہ اٹھائے، اور پہلا قول مُدوَّنہ میں ہے (ترجمہ ختم)

علامہ ابنِ رشد قرطبی مالکی رحمہ اللہ کا حوالہ

علامہ ابنِ رشد قرطبی مالکی رحمہ اللہ اپنی کتاب ''البیان والتحصیل'' میں فرماتے ہیں کہ:

قَالَ مَالِکٌ: رَأَيْتُ عَامِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ يَرْفَعُ يَدَيْهِ وَهُوَ جَالِسٌ بَعْدَ الصَّلَاةِ يَدْعُوْ فَقِيْلَ لَهُ: أَتَرٰى بِذٰلِکَ بَأْسًا ؟قَالَ لَا أَرٰى

[1] ج۱۳ ص ۳۴۱، ۳۴۲، کتاب الجامع، النوع الثلاثون فی مسائل شتی، مسألة فی رفع الید فی الدعاء، دار الغرب الإسلامی - بیروت.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

بِذٰلِکَ بَأْسًا .قَالَ الْإِمَامُ الْقَاضِیُ:إِجَازَةُ مَالِکٍ فِیْ هٰذِهِ الرِّوَايَةِ لِرَفْعِ الْيَدَيْنِ فِی الدُّعَآءِ عِنْدَ خَاتِمَةِ الصَّلَاةِ نَحوَ قَوْلِهٖ فِی الْمُدَوَّنَةِ لِأَنَّهُ أَجَازَ فِيْهَا رَفْعَ الْيَدَيْنِ فِی الدُّعَآءِ ، فِیْ مَوَاضِعِ الدُّعَاءِ ، كَالْإِسْتِسْقَاءِ ، وَعَرَفَةَ،وَالْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ، لِأَنَّ خَتْمَةَ الصَّلَاةِ مَوْضِعٌ لِلدُّعَاءِ (البيان والتحصيل لابنِ رشد) [1]

ترجمہ: امام مالک نے فرمایا کہ میں نے حضرت عامر بن عبداللہ کو نماز کے بعد بیٹھے ہوئے ہونے کی حالت میں اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے ہوئے دیکھا، تو آپ سے عرض کیا گیا کہ کیا آپ اس میں کوئی حرج سمجھتے ہیں؟ تو امام مالک نے فرمایا کہ میں اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتا۔

امام قاضی نے فرمایا کہ امام مالک نے اس روایت میں نماز کے ختم ہونے کے وقت دعا میں ہاتھ اٹھانے کی اجازت دی ہے، جیسا کہ ان کا قول مدونہ میں ہے، کیونکہ امام مالک نے مدونہ میں دعا میں ہاتھ اٹھانے کی اجازت مواقعِ دعا میں دی ہے، جیسا کہ استسقاء، عرفہ اور مشعرِ حرام، کیونکہ نماز کے ختم ہونے کا موقع دعا کا موقع ہے (ترجمہ ختم)

علامہ احمد بن غنیم نفراوی مالکی رحمہ اللہ کا حوالہ

علامہ احمد بن غنیم نفراوی مالکی رحمہ اللہ اپنی کتاب ''الفواکہ الدوانی'' میں فرماتے ہیں کہ:

وَاخْتُلِفَ هَلْ يَرْفَعُ يَدَيْهِ عِنْدَ الدُّعَاءِ أَوْ لَا؟ وَعَلَى الرَّفْعِ فَهَلْ يَمْسَحُ وَجْهَهُ بِهِمَا عَقِبَهُ أَمْ لَا؟ وَالَّذِیْ فِی التِّرْمِذِیِّ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ:أَنَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا رَفَعَ يَدَيْهِ فِی الدُّعَاءِ لَمْ يَحُطَّهُمَا حَتّٰى يَمْسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ،فَيُفِيْدُ أَنَّهُ كَانَ يَرْفَعُهُمَا

[1] ج ۱۷ ص ۱۳۲، کتاب الجامع الأول ،فی رفع اليدين فی الدعاء ،دار الغرب الإسلامی،بيروت.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

وَیَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَهُ...... وَعَدَّ الْأَقْفَهْسِیُّ فِی الْأَوْقَاتِ الْمُسْتَحَبِّ فِیهَا عِنْدَ صِیَاحِ الدِّیكَةِ بِاللَّیْلِ، وَعِنْدَ نُزُولِ الْمَطَرِ، وَعِنْدَ إقَامَةِ الصَّلَاةِ الْمَفْرُوضَةِ وَبَیْنَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ، وَإِثْرِ كُلِّ صَلَاةٍ وَخُصُوصًا الصَّلَاةِ الْمَفْرُوضَةِ (الفواکه الدوانی علی رسالة ابن أبی زید القیروانی) [1]

ترجمہ: اور دعا کے وقت ہاتھ اٹھانے یا نہ اٹھانے میں اختلاف ہے، اور اس میں بھی کہ ہاتھ اٹھانے کی صورت میں دعا کے بعد اپنے ہاتھ چہرے پر پھیرے گا یا نہیں؟ اور ترمذی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب دعا میں اپنے ہاتھ اٹھاتے تھے، تو ان کو اس وقت تک نیچے نہیں کرتے تھے، جب تک ان کو اپنے چہرے پر نہیں پھیر لیتے تھے۔ اس کا تقاضا یہ ہے کہ ہاتھ اٹھائے اور اپنے چہرے پر بھی پھیرے (......اور اس کے بعد آگے چل کر فرماتے ہیں ......) اقفہسی نے دعا کے مستحب اوقات میں رات میں مرغی کے بولنے کا وقت، اور بارش ہونے کا وقت، اور فرض نماز کھڑے ہونے کا وقت، اور اذان واقامت کے درمیان کا وقت، اور نماز کے بعد کا وقت، خاص طور سے فرض نماز کے بعد کا وقت شمار کیا ہے (ترجمہ ختم)

اور ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ:

وَاخْتُلِفَ فِی بَسْطِ الْیَدِ وَلَا بَأْسَ بِهِ لِأَنَّهُ أَمَارَةُ الذُّلِّ وَالسَّكِینَةِ، وَیُسْتَحَبُّ أَنْ یَمْسَحَ وَجْهَهُ بِیَدَیْهِ عَقِبَهُ كَمَا كَانَ یَفْعَلُهُ عَلَیْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ (الفواکه الدوانی علی رسالة ابن أبی زید القیروانی) [2]

ترجمہ: اور ہاتھوں کے پھیلانے میں اختلاف ہے، لیکن اس میں کوئی حرج

---

[1] ج۲ص ۳۳۰، ۳۳۱، باب فی السلام والاستئذان والتناجی، الذکر والدعاء عند السفر أو النوم، دارالفکر، بیروت.

[2] ج۲ص ۳۳۵، باب فی السلام والاستئذان والتناجی، دارالفکر، بیروت.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

نہیں، کیونکہ یہ عاجزی وانکساری کی علامت ہے، اور مستحب ہے کہ اپنے دونوں ہاتھ دعا کے بعد اپنے چہرے پر پھیر لے، جیسا کہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام کیا کرتے تھے (ترجمہ ختم)

علامہ ابنِ حاج مالکی رحمہ اللہ کا حوالہ

علامہ ابنِ حاج مالکی رحمہ اللہ اپنی کتاب ''المدخل'' میں فرماتے ہیں کہ:

وَالسُّنَّةُ الْمَاضِيَةُ أَنْ لَّا يَتْرُكَ الذِّكْرَ وَالدُّعَآءَ عَقِبَ الصَّلَاةِ وَمِنْ آدَابِ الدُّعَاءِ أَنْ يُّثْنِيَ عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى بِمَا هُوَ أَهْلُهٗ بِمَا تَيَسَّرَ لَهٗ وَيُصَلِّيَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَدْعُوَ لِنَفْسِهٖ أَوَّلًا وَلِمَنْ حَضَرَهٗ مِنْ إِخْوَانِهِ الْمُسْلِمِيْنَ سِرًّا فِيْ نَفْسِهٖ......وَكَذٰلِكَ يُسْتَحَبُّ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنَ الْمُصَلِّيْنَ أَنْ يَّدْعُوَ لِنَفْسِهٖ وَلِمَنْ حَضَرَهٗ مِنْ إِخْوَانِهِ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ إِمَامٍ وَمَأْمُوْمٍ وَلْيَحْذَرُوْا جَمِيْعًا مِّنَ الْجَهْرِ بِالذِّكْرِ وَالدُّعَآءِ وَبَسْطِ الْأَيْدِيْ عِنْدَهٗ أَعْنِيْ عِنْدَ الْفَرَاغِ مِنَ الصَّلَاةِ إِنْ كَانَ فِيْ جَمَاعَةٍ فَإِنَّ ذٰلِكَ مِنَ الْبِدَعِ لِمَا تَقَدَّمَ ذِكْرُهٗ اَللّٰهُمَّ إِلَّا أَنْ يُّرِيْدَ الْإِمَامُ بِذٰلِكَ تَعْلِيْمَ الْمَأْمُوْمِيْنَ بِأَنَّ الدُّعَاءَ مَشْرُوْعٌ بَعْدَ الصَّلَاةِ فَيَجْهَرُ بِذٰلِكَ وَيَبْسُطُ يَدَيْهِ عَلٰى مَا قَالَهُ الشَّافِعِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى، حَتّٰى إِذَا رَأٰى أَنَّهُمْ قَدْ تَعَلَّمُوْا أَمْسَكَ (المدخل لابن الحاج) [1]

ترجمہ: اور قدیمی سنت یہ ہے کہ نماز کے بعد ذکر اور دعا کو نہ چھوڑے، اور دعا کے آداب میں سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی شایانِ شان حسبِ توفیق ثناء کرے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے، اور پہلے اپنے لئے، اور اپنے مسلمان حاضرین بھائیوں کے لئے اپنے طور پر خاموشی کے ساتھ دعا کرے......اور اسی طریقہ سے

---

[1] ج۲ص ۲۸۰، ۲۸۱، التنفل فی المساجد بتوابع الفرائض.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

تمام نمازیوں کو اپنے لئے اور اپنے مسلمان حاضرین بھائیوں کے لئے مثلاً امام اور مقتدیوں کے لئے اپنے طور پر دعا کرنا مستحب ہے، اور نماز کے بعد سب لوگ اجتماعی طور پر ہاتھ اٹھا کر جہر کے ساتھ ذکر اور دعا کرنے سے پرہیز کریں، اگر یہ اجتماعی طور پر ہو، تو یہ بدعت ہو جائے گا، جیسا کہ پہلے اس کا ذکر گزرا، مگر یہ کہ امام مقتدیوں کو جہر کر کے تعلیم دینے کا ارادہ کرے، تاکہ انہیں معلوم ہو جائے کہ نماز کے بعد شرعاً دعا ثابت ہے، تو وہ اس طور پر جہر کر سکتا ہے، اور اپنے ہاتھ پھیلا سکتا ہے، جیسا کہ امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا، یہاں تک کہ جب یہ بات جان لے کہ مقتدیوں کو یہ بات معلوم ہو چکی ہے (کہ نماز کے بعد دعا شرعاً ثابت ہے) تو پھر جہر کرنے سے رک جائے (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ مالکیہ کے نزدیک نماز کے بعد ہاتھ اُٹھا کر دعا کرنا جائز و مستحب ہے، اور بعض کے نزدیک دعا کے اختتام پر چہرہ پر ہاتھ پھیر لینا بھی مستحب ہے۔

علامہ حصکفی حنفی رحمہ اللہ کا حوالہ

علامہ حصکفی حنفی رحمہ اللہ اپنی کتاب ''الدرُّ المختار'' میں فرماتے ہیں کہ:

وَيُكْرَهُ تَأْخِيرُ السُّنَّةِ إِلَّا بِقَدْرِ اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ إلَخْ قَالَ الْحَلْوَانِيُّ: لَا بَأْسَ بِالْفَصْلِ بِالْأَوْرَادِ وَاخْتَارَهُ الْكَمَالُ، قَالَ الْحَلَبِيُّ: إنْ أُرِيدَ بِالْكَرَاهَةِ التَّنْزِيهِيَّةُ ارْتَفَعَ الْخِلَافُ قُلْتُ: وَفِي حِفْظِي حَمْلُهُ عَلَى الْقَلِيلَةِ؛ وَيُسْتَحَبُّ أَنْ يَّسْتَغْفِرَ ثَلَاثًا وَيَقْرَأَ آيَةَ الْكُرْسِيِّ وَالْمُعَوِّذَاتِ وَيُسَبِّحُ وَيَحْمَدُ وَيُكَبِّرُ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ؛ وَيُهَلِّلُ تَمَامَ الْمِائَةِ وَيَدْعُو وَيَخْتِمُ بِسُبْحَانَ رَبِّكَ (الدر المختار مع شرحه رد المحتار) [1]

---

[1] ج ۱ ص ۵۳۰، کتاب الصلاۃ، باب صفة الصلاۃ، فصل فی بیان تألیف الصلاۃ الی انتهائها، دار الفکر، بیروت۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ترجمہ: اور سنت کو (فرض نماز سے) اللھم انت السلام الخ دعا کے بقدر سے زیادہ مؤخر کرنا مکروہ ہے، حلوانی نے فرمایا ہے کہ اوراد کے فصل کرنے میں کوئی حرج نہیں، اور اس کو کمال نے اختیار کیا، حلبی نے فرمایا کہ اگر کراہتِ تنزیہی مراد لی جائے، تو اختلاف ختم ہوجاتا ہے، میں کہتا ہوں کہ میری یادداشت کے مطابق انہوں نے اس کو کم مقدار کے وقفہ پر محمول کیا ہے، اور مستحب ہے کہ (نماز کے بعد) تین مرتبہ استغفار کرے، اور آیۃ الکرسی پڑھے، اور معوذتین پڑھے، اور تینتیس تینتیس مرتبہ تسبیح، تحمید اور تکبیر پڑھے، اور سوویں دفعہ تہلیل پڑھے، اور دعا کرے، اور سبحان ربک پر اختتام کرے (ترجمہ ختم)

علامہ ابنِ نجیم حنفی رحمہ اللہ کا حوالہ

علامہ ابنِ نجیم حنفی رحمہ اللہ اپنی کتاب ''البحر الرائق'' میں فرماتے ہیں کہ:

رَفْعُ الْأَيْدِى وَقْتَ الدُّعَآءِ مُسْتَحَبٌّ كَمَا عَلَيْهِ الْمُسْلِمُوْنَ فِىْ سَائِرِ الْبِلَادِ (البحر الرائق، ج ۱ ص ۳۴۱، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ)

ترجمہ: دعا کے وقت ہاتھ اٹھانا مستحب ہے، جیسا کہ تمام علاقوں میں مسلمانوں کا معمول ہے (ترجمہ ختم)

علامہ حسن بن عمار شرنبلالی حنفی رحمہ اللہ کا حوالہ

علامہ حسن بن عمار شرنبلالی حنفی رحمہ اللہ اپنی کتاب ''مراقی الفلاح'' میں فرماتے ہیں کہ:

وَتُرْفَعُ فِىْ دُعَاءِ الْإِسْتِسْقَاءِ وَنَحْوِهٖ لِأَنَّ رَفْعَ الْيَدِ فِى الدُّعَاءِ سُنَّةٌ وَكَذٰلِكَ عِنْدَ دُعَائِهٖ بَعْدَ فَرَاغِهٖ مِنَ التَّسْبِيْحِ وَالتَّحْمِيْدِ وَالتَّكْبِيْرِ الَّذِىْ سَنَذْكُرُهٗ عَقِبَ الصَّلَوَاتِ كَمَا عَلَيْهِ الْمُسْلِمُوْنَ فِىْ سَائِرِ الْبُلْدَانِ (مراقی الفلاح شرح نور الایضاح، ص ۱۰۷، فصل فی کیفیۃ ترکیب الصلاۃ)

Idara Ghufran

ترجمہ: اور استسقاء وغیرہ کی دعا میں ہاتھ اٹھائے جائیں گے، اس لئے کہ دعا میں ہاتھ اٹھانا سنت ہے، اور اسی طریقہ سے تسبیح، تحمید اور تکبیر سے فارغ ہونے کے وقت کی دعا میں بھی نماز کے بعد، جیسا کہ تمام علاقوں میں مسلمانوں کا معمول ہے (ترجمہ ختم)

علامہ ابنِ ہمام حنفی رحمہ اللہ کا حوالہ

علامہ ابنِ ہمام حنفی رحمہ اللہ اپنی کتاب ''فتح القدیر'' میں فرماتے ہیں کہ:

وَاعْلَمْ أَنَّ الْمَذْكُورَ فِيْ حَدِيْثِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا هٰذَا هُوَ قَوْلُهَا لَمْ يَقْعُدْ إِلَّا مِقْدَارَ مَا يَقُوْلُ، وَذٰلِكَ لَا يَسْتَلْزِمُ سُنِّيَّةَ أَنْ يَّقُوْلَ ذٰلِكَ بِعَيْنِهِ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ إِذْ لَمْ تَقُلْ إِلَّا حَتّٰى يَقُوْلَ أَوْ إِلٰى أَنْ يَّقُوْلَ، فَيَجُوْزُ كَوْنُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ مَرَّةً يَقُوْلُهُ وَمَرَّةً يَقُوْلُ غَيْرَهُ مِمَّا ذَكَرْنَا مِنْ قَوْلِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ إِلَخْ، وَمَا ضُمَّ إِلَيْهِ فِيْ بَعْضِ الرِّوَايَاتِ مِمَّا ذَكَرْنَا مِنْ قَوْلِهِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ إِلَخْ، وَمُقْتَضَى الْعِبَارَةِ حِيْنَئِذٍ أَنَّ السُّنَّةَ أَنْ يَّفْصِلَ بِذِكْرٍ قَدْرِ ذٰلِكَ وَذٰلِكَ يَكُوْنُ تَقْرِيبًا، فَقَدْ يَزِيْدُ قَلِيْلًا وَقَدْ يَنْقُصُ قَلِيْلًا، وَقَدْ يُدَرِّجُ وَقَدْ يُرَتِّلُ فَأَمَّا مَا يَكُوْنُ زِيَادَةً غَيْرَ مُقَارِبَةٍ مِثْلَ الْعَدَدِ السَّابِقِ مِنَ التَّسْبِيْحَاتِ وَالتَّحْمِيْدَاتِ وَالتَّكْبِيْرَاتِ فَيَنْبَغِيْ اِسْتِنَانُ تَأْخِيْرِهِ عَنِ السُّنَّةِ أَلْبَتَّةَ، وَكَذَا آيَةُ الْكُرْسِيِّ (فتح القدير، ج ۱ ص ۴۴۰، ۴۴۱، کتاب الصلاۃ، باب النوافل، دار الفکر، بیروت)

ترجمہ: یہ بات جان لینی چاہیے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ان کا یہ قول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد اتنی (یعنی اللھم انت السلام الخ) مقدار کہنے کے برابر بیٹھتے تھے، اور اس سے یہ بات لازم نہیں آتی کہ ہر نماز کے بعد یہی دعا پڑھی جائے، اس لئے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ نہیں

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

فرمایا کہ یہ دعا پڑھتے تھے (بلکہ یہ فرمایا کہ اتنی دعا پڑھنے کی مقدار کے برابر بیٹھتے تھے) پس یہ بات ممکن ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کبھی یہ دعا پڑھتے ہوں، کبھی اس کے علاوہ دعا پڑھتے ہوں، مثلاً ''لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ'' آخر تک، اور جو اس کے ساتھ بعض روایات میں دوسرے کلمات کا ذکر آیا ہے، مثلاً ''لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَلَا حَولَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ'' آخر تک، اور اس عبارت کا تقاضا یہ ہے کہ اس وقت میں سنت یہ ہے کہ (فرض اور سنتوں کے درمیان) اس قدر فاصلہ کیا جائے، اور اس سے تقریبی مقدار مراد ہے، کبھی کچھ کم وبیش بھی ہوسکتی ہے، اور کبھی دیر سے، اور کبھی آہستہ بھی پڑھا جاتا ہے، لیکن جو مقدار قریبی نہ ہو، مثلاً گزشتہ تعداد کے مطابق (تینتیس تینتیس مرتبہ) تسبیحات، تحمیدات اور تکبیرات، تو ان کو بہرحال سنت سے مؤخر کرنا ہی سنت ہے، اور اسی طریقہ سے آیت الکرسی کا بھی حکم ہے (کہ اس کو بھی سنتوں سے مؤخر کرنا مناسب ہے) (ترجمہ ختم)

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ کا حوالہ

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ اپنی کتاب ''مرقاۃ المفاتیح'' میں فرماتے ہیں کہ:

فَإِذَا فَرَغْتُمْ:أَیْ مِنَ الدُّعَاءِ فَامْسَحُوْا:أَیْ:بِأَكُفِّكُمْ (وُجُوْهَكُمْ) فَإِنَّهَا تَنْزِلُ عَلَيْهَا آثَارُ الرَّحْمَةِ فَتَصِلُ بَرَكَتُهَا إِلَيْهَا، قَالَ ابْنُ حَجَرٍ: رَأَيْتُ ذٰلِكَ فِیْ حَدِيْثٍ وَهُوَ الْإِفَاضَةُ عَلَيْهِ مِمَّا أَعْطَاهُ اللّٰهُ تَعَالٰى تَفَاؤُلًا بِتَحَقُّقِ الْإِجَابَةِ، وَقَوْلُ ابْنِ عَبْدِ السَّلَامِ:لَا يُسَنُّ مَسْحُ الْوَجْهِ بِهِمَا ضَعِيْفٌ، إِذْ ضَعْفُ حَدِيْثِ الْمَسْحِ لَا يُؤَثِّرُ لِمَا تَقَرَّرَ أَنَّ الضَّعِيْفَ حُجَّةٌ فِي الْفَضَائِلِ اِتِّفَاقًا اھ(مرقاۃ المفاتيح) [1]

---

[1] ج۴ص ۱۵۳۲، کتاب الدعوات، دارالفکر، بیروت.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ترجمہ: پھر جب تم دعا سے فارغ ہوجاؤ، تو اپنی ہتھیلیوں کو اپنے چہروں پر پھیرلو، کیونکہ ان پر آثارِ رحمت نازل ہوتے ہیں، پس اس طرح کرنے سے ان کی برکت اپنی طرف مبذول ہوجاتی ہے، ابنِ حجر نے فرمایا کہ میں نے یہ حدیث میں دیکھا ہے، اور وہ اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی چیز کو پہنچانا ہے نیک فال کے طور پر دعا کی قبولیت کے تحقق کے ساتھ، اور جہاں تک ابنِ عبدالسلام کا قول ہے کہ چہرہ پر دونوں ہاتھوں کا پھیرنا مسنون نہیں ہے، یہ ضعیف ہے، اس لئے کہ چہرہ پر ہاتھ پھیرنے کی حدیث کا ضعف مؤثر نہیں ہے، کیونکہ یہ بات طے ہوچکی ہے کہ ضعیف حدیث فضائل میں بالاتفاق حجت ہے (ترجمہ ختم)

فتاویٰ قاضی خان اور فتاویٰ ہندیہ کا حوالہ

علامہ قاضی خان حنفی رحمہ اللہ اپنی کتاب ''فتاویٰ قاضیخان'' میں فرماتے ہیں کہ:

رَجُلٌ يَمْسَحُ وَجْهَهُ إِذَا فَرَغَ مِنَ الدُّعَاءِ قَالَ بَعْضُهُمْ ذٰلِکَ لَيْسَ بِشَيْءٍ وَالصَّحِيْحُ أَنَّهُ لَا بَأْسَ بِهٖ لِوُرُوْدِ الْأَثَرِ فِيْهِ (فتاوی قاضی خان، کتاب الحظر و الإباحة و ما یکرہ أکلہ و ما لا یکرہ و ما یتعلق بالضیافة)

ترجمہ: آدمی دعا سے فارغ ہوکر اپنے چہرہ پر ہاتھ پھیر لیتا ہے، تو بعض نے فرمایا کہ یہ کچھ نہیں ہے، اور صحیح بات یہ ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ اس سلسلہ میں حدیث وارد ہوئی ہے (ترجمہ ختم)

اور فتاویٰ ہندیہ میں ہے کہ:

وَالْأَفْضَلُ فِي الدُّعَاءِ أَنْ يَّبْسُطَ كَفَّيْهِ وَيَكُوْنَ بَيْنَهُمَا فُرْجَةٌ، وَإِنْ قَلَّتْ، وَلَا يَضَعُ إِحْدٰى يَدَيْهِ عَلَى الْأُخْرٰى، فَإِنْ كَانَ فِيْ وَقْتِ عُذْرٍ أَوْ بَرْدٍ شَدِيْدٍ فَأَشَارَ بِالْمُسَبِّحَةِ قَامَ مَقَامَ بَسْطِ كَفَّيْهِ، وَالْمُسْتَحَبُّ

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

أَنْ يَّرْفَعَ يَدَيْهِ عِنْدَ الدُّعَاءِ بِحِذَاءِ صَدْرِهٖ، كَذَا فِي الْقُنْيَةِ.

مَسْحُ الْوَجْهِ بِالْيَدَيْنِ إِذَا فَرَغَ مِنَ الدُّعَاءِ قِيْلَ: لَيْسَ بِشَيْءٍ، وَكَثِيْرٌ مِّنْ مَشَايِخِنَا رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى اِعْتَبَرُوْا ذٰلِكَ وَهُوَ الصَّحِيْحُ وَبِهٖ وَرَدَ الْخَبَرُ، كَذَا فِي الْغِيَاثِيَّةِ(الفتاوى الهندية) [1]

ترجمہ: اور دعا میں افضل یہ ہے کہ اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے، اور ان کے درمیان کچھ خلاء رکھے، اگرچہ تھوڑا ہی ہو، اور ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر نہ رکھے، پس اگر کوئی عذر ہو یا سخت سردی ہو، تو اپنی شہادت کی انگلی سے اشارہ کرے، جو ہاتھ پھیلانے کے قائم مقام ہوجائے گی، اور مستحب یہ ہے کہ دعا کے وقت اپنے دونوں ہاتھ سینے کے سامنے تک اُٹھائے، قنیہ میں اسی طرح ہے۔

جب دعا سے فارغ ہوجائے، تو ہاتھوں کو چہرے پر پھیرنے کے بارے میں کہا گیا ہے کہ یہ کچھ نہیں ہے، اور ہمارے بہت سے مشائخ رحمہم اللہ نے چہرے پر ہاتھ پھیرنے کو معتبر قرار دیا ہے، اور یہی صحیح ہے، اور اس کے بارے میں حدیث وارد ہوئی ہے، غیاثیہ میں اسی طرح ہے (ترجمہ ختم)

حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ کا حوالہ

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ امداد الفتاویٰ میں شیخ محمد علی بن شیخ حسین مرحوم مفتی مالکیہ، مکہ مکرمہ کے رسالہ ''مسلک السادات الٰی سبیل الدعوات'' کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں کہ:

''پس ان تمام احادیث وعباراتِ مذاہب سے یہ حاصل ہوا کہ تمام نمازوں کے بعد دعا کرنا چاروں مذہبوں میں مسنون ومشروع ہے، اس کا انکار سوا، اس جاہلِ

---

[1] ج۵ص۳۱۸، كتاب الكراهية، الباب الرابع فى الصلاة والتسبيح ورفع الصوت عند قراءة القرآن، دارالفكر، بيروت.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

مجنون کے کسی نے نہیں کیا جو اپنی ہوائے نفسانی کے راستے میں گمراہ ہو گیا، اور شیطان نے اس کے دل میں وسوسہ ڈال کر اس کو بہکا دیا‘‘ (امداد الفتاویٰ جلد اول، صفحہ ۱۷۵، رسالہ ’’استحباب الدعوات عقیب الصلوات‘‘)

علامہ ظفر احمد عثمانی صاحب رحمہ اللہ کا حوالہ

علامہ ظفر احمد عثمانی صاحب رحمہ اللہ اپنی کتاب ’’اِعلاءُ السنن‘‘ میں فرماتے ہیں کہ:

فَثَبَتَ اَنَّ الدُّعَاءَ مُسْتَحَبٌّ بَعْدَ کُلِّ صَلاَۃٍ مَکْتُوْبَۃٍ مُتَّصِلاً بِهَا بِرَفْعِ الْیَدَیْنِ کَمَا هُوَ شَائِعٌ فِیْ دِیَارِنَا وَدِیَارِ الْمُسْلِمِیْنَ قَاطِبَۃً (اعلاء السنن) [1]

ترجمہ: پس یہ بات ثابت ہوگئی کہ ہر فرض نماز سے فارغ ہو کر فوراً دونوں ہاتھ اُٹھا کر دعا کرنا مستحب ہے، جیسا کہ ہمارے علاقوں اور باقی سب اسلامی ممالک اور علاقوں میں عام طور پر رائج ہے (ترجمہ ختم)

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں کہ:

وَاعْلَمْ اَنَّهُ قَدْ وَقَعَ الْعُرْفُ فِیْ دِیَارِنَا اَنَّ الْاِمَامَ وَالْقَوْمَ یَدْعُوْنَ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَۃِ رَافِعِیْ اَیْدِیْهِمْ عَقِیْبَ السَّلَامِ مَعاً فِی الظُّهْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ وَلَایَنْحَرِفُ الْاِمَامُ فِیْ هٰذِهِ الْاَوْقَاتِ عَنِ الْقِبْلَۃِ وَبَعْدَ الْعَصْرِ وَالْفَجْرِ یَنْحَرِفُ یَمِیْناً وَشِمَالاً وَیَقْرَأُ شَیْئًا مِّنَ الْوِرْدِ جَالِسًا وَکَذَاالْقَوْمُ مَعَهُ ثُمَّ یَدْعُوْنَ، فَاَنْکَرَ بَعْضُ النَّاسِ عَلٰی ذَالِکَ بِوَجْهَیْنِ اَمَّااَوَّلاًفَلِعَدَمِ اِنْحِرَافِ الْاِمَامِ یَمِیْناً وَشِمَالاً فِی الظُّهْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ وَدُعَائِهِ مُسْتَدْبِراً لِلْمَأْمُوْمِیْنَ ،وَقَدْ ثَبَتَ اَنَّهُ صلی اللہ علیه وسلم کَانَ یَنْحَرِفُ دَائِمًا ،وَاَمَّا ثَانِیاً فَلِاَنَّ الدُّعَاءَ بَعْدَ

---

[1] ج ۳ ص ۲۰۴، کتاب الصلاۃ ،باب الانحراف بعد السلام وکیفیته وسنیة الدعاء والذکر بعد الصلاۃ، ادارۃ القرآن، کراتشی.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

السَّلَامِ مِنَ الصَّلَاةِ لَمْ يَثْبُتْ عَنْهُ صلى الله عليه وسلم ،بَلْ عَامَّةُ الْأَدْعِيَةِ الْمُتَعَلِّقَةِ بِالصَّلَاةِ اِنَّمَا فَعَلَهَا فِيهَا،وَأَمَرَ بِهَا فِيهَا. وَالْجَوَابُ عَنِ الْاَوَّلِ بِاَنَّهُ قَدْ ثَبَتَ عَنْهُ صلى الله عليه وسلم اَنَّه دَعَا فِي بَعْضِ الْاَحْيَانِ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ مُسْتَدْبِرًا لِلْقَوْمِ، كَمَا سَنُبَيِّنُهُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى، وَاسْتَنْبَطَ مِنْهُ الْمُحَقِّقُوْنَ اَنَّ اِسْتِقْبَالَ الْقِبْلَةِ مِنْ آدَابِ الدُّعَاءِ. وَعَنِ الثَّانِي بِأَنَّ الدُّعَاءَ بَعْدَ السَّلَامِ ثَبَتَ عَنْهُ صلى الله عليه وسلم قَوْلًا وَفِعْلًا ،وَاِنْكَارُ ذَالِكَ مُكَابَرَةٌ كَمَا سَيَظْهَرُ لَكَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى (اعلاء السنن) [1]

ترجمہ: اور یہ بات جان لینی چاہیے کہ ہمارے علاقوں میں جو یہ طریقہ رائج ہے کہ امام اور مقتدی قبلہ کی طرف رُخ کر کے اپنے ہاتھوں کو اُٹھا کر سلام کے فوراً بعد ظہر میں، مغرب میں اور عشاء میں دعا کرتے ہیں، اور امام ان اوقات میں قبلہ سے اپنا رُخ نہیں پھیرتا اور عصر اور فجر کے بعد دائیں، بائیں جانب رُخ پھیر لیتا ہے اور کچھ وِرد (وذکر) بیٹھ کر پڑھتا ہے اور اسی طرح مقتدی بھی اس کے ساتھ، پھر وہ دعا کرتے ہیں۔

بعض لوگوں نے اس کا دو وجہ سے انکار کیا ہے۔

پہلی وجہ تو یہ ہے کہ امام ظہر، مغرب اور عشاء میں دائیں بائیں جانب اپنا رُخ نہیں پھیرتا اور وہ مقتدیوں کی طرف پُشت کر کے دُعا کرتا ہے دراں حالیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ ثابت ہے کہ ہمیشہ دائیں، بائیں رُخ کر لیا کرتے تھے۔

اور دوسری وجہ یہ ہے کہ نماز کا سلام پھیر کر دُعا کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

---

[1] ج ۳ص ۱۹۳ ،كتاب الصلاة ،باب الانحراف بعد السلام و كيفيته وسنية الدعاء والذكر بعد الصلاة، ادارة القرآن، كراتشي.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ثابت نہیں بلکہ عام دعائیں جو نماز سے متعلق ہیں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے اندر ہی فرمائی ہیں اور نماز کے اندر ہی اُن دعاؤں کو کرنے کا حکم دیا ہے۔

ان میں سے پہلی بات کا جواب تو یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بعض اوقات میں یہ بھی ثابت ہے کہ آپ نے قبلہ کی طرف رُخ کر کے اور مقتدیوں کی طرف پُشت کر کے دعا فرمائی ہے، جیسا کہ ان شاء اللہ تعالیٰ ہم ابھی آگے بیان کریں گے؛ اور محققین نے اسی سے استنباط کیا ہے کہ قبلہ کی طرف رُخ کرنا دعا کے آداب میں سے ہے۔

اور دوسری بات کا جواب یہ ہے کہ سلام پھیرنے کے بعد دُعا کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول اور فعل دونوں سے ثابت ہے، اور اس کا انکار کرنا ضد اور ہٹ دھرمی ہے جیسا کہ آپ کے سامنے ان شاء اللہ تعالیٰ ظاہر ہو جائے گا (ترجمہ ختم)

اور ایک اور مقام پر فرماتے ہیں کہ:

وَالْحَاصِلُ اَنَّ مَاجَرٰی بِهِ الْعُرْفُ فِیْ دِیَارِنَا مِنْ اَنَّ الْاِمَامَ یَدْعُوْ فِیْ دُبُرِ بَعْضِ الصَّلَوَاتِ مُسْتَقْبِلاً لِّلْقِبْلَةِ لَیْسَ بِبِدْعَةٍ بَلْ لَهٗ اَصْلٌ فِی السُّنَّةِ وَاِنْ کَانَ الْاَوْلٰی اَنْ یَّنْحَرِفَ الْاِمَامُ بَعْدَ کُلِّ صَلَاةٍ یَمِیْناً اَوْیَسَارًا لِاَنَّهٗ هُوَ الْمُتَبَادِرُمِنْ حَدِیْثِ سَمُرَةَ وَغَیْرِهٖ وَهُوَ الْاَکْثَرُ مِنْ فِعْلِهٖ (اعلاء السنن) [1]

ترجمہ: خلاصہ یہ ہے کہ ہمارے علاقے میں جو یہ طریقہ رائج ہے کہ امام دُعا کرتا ہے بعض نمازوں کے بعد قبلے کی طرف رُخ کر کے؛ یہ طریقہ بدعت نہیں ہے بلکہ اس کی سنت میں اصل موجود ہے، اگر چہ بہتر یہی ہے کہ امام ہر نماز کے بعد دائیں یا بائیں جانب رُخ کر لے، اس لیے کہ حضرت سمرۃ وغیرہ کی حدیث سے یہی بات ظاہر ہوتی ہے اور اس موقعہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اکثر

---

[1] ج ۳ ص ۱۹۹، کتاب الصلاۃ، باب الانحراف بعد السلام و کیفیته وسنیة الدعاء والذکر بعد الصلاۃ، ادارۃ القرآن، کراتشی.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

معمول یہی تھا (ترجمہ ختم)

مفتی محمد کفایت اللہ صاحب دہلوی رحمہ اللہ کا حوالہ

حضرت مفتی محمد کفایت اللہ صاحب دہلوی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

''الحاصل ان تمام روایات سے یہ بات نہایت صراحت کے ساتھ ثابت ہوگئی کہ فرائض کے بعد دعا مانگنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے، اور اس کی مقبولیت کی امید بھی زیادہ ہے'' (کفایت المفتی مکمل ومدلل جلد سوم صفحہ ۳۴۴)

مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی رحمہ اللہ کا حوالہ

حضرت مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

''فرائض کے بعد ادعیہ واذکار روایاتِ صحیحہ صریحہ کثیرہ سے ثابت ہیں'' (احسن الفتاویٰ ج۳ ص ٦٦)

''بہرکیف فرائض کے بعد ذکر ودعا سے متعلق اس قدر روایات ہیں کہ اس کے انکار کی کوئی گنجائش نہیں'' (ایضاً ص ٦٦)

''دعا بعد الفرائض میں رفعِ یدین بھی ثابت ہے، اگرچہ اس سے متعلق بعض روایات میں ضعف ہے، مگر اولاً فضائل میں عمل بالضعیف بھی جائز ہے، ثانیاً اسے دوسری روایات سے اعتضاد (تقویت) حاصل ہے، ثالثاً مطلق (اور عام) دعا میں رفعِ یدین (اور ہاتھ اٹھانا) احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہیں، اس کلیہ (قاعدہ) میں دعا بعد الفرائض بھی داخل ہے'' (ایضاً ص ٦٦)

اس سے معلوم ہوا کہ نماز کے بعد دعا کے مسنون ومستحب ہونے کے بے شمار محدثین اور فقہائے کرام بشمول حنفیہ کے قائل ہیں، اور دعا میں ہاتھ اٹھانے کے سنت ومستحب

Idara Ghufran

ہونے کے بھی قائل ہیں، اور دعا کے اختتام پر چہرہ پر ہاتھ پھیرنے کے مستحب یا جائز ہونے کے بھی بہت سے حضرات قائل ہیں۔

البتہ بعض حضرات چہرہ پر ہاتھ پھیرنے کے قائل نہیں، اس سلسلہ میں وارِد ہونے والی روایات کے ضعیف ہونے کی وجہ سے۔

مگر یہ بات پہلے گزر چکی ہے کہ اولاً تو ضعیف حدیث سے اس طرح کا استحباب ثابت ہوجاتا ہے، دوسرے اس سلسلہ میں وارد ہونے والی روایات مختلف سندوں سے مروی ہونے کی وجہ سے باہم قوت حاصل کرلیتی ہیں، اوران سے استحباب پر استدلال درست ہوجاتا ہے، اور ہمارے نزدیک دلائل کے لحاظ سے یہی راجح ہے بشرطیکہ اس کو اپنے درجے پر رکھا جائے اوراس کوفرض وواجب کا درجہ نہ دیا جائے، اور جو عملی طور پر اس کا اہتمام نہ کرے، اس پر لعن طعن اورنکیر نہ کی جائے۔ [1]

واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم

---

[1] رفع اليدين فى الدعاء خارج الصلاة :يرى الحنفية والمالكية والشافعية والحنابلة أن من آداب الدعاء خارج الصلاة رفع اليدين بحذاء صدره،ثم اختلف هؤلاء الفقهاء فى هيئة اليدين عند الدعاء :فذهب الحنفية إلى أنه من الأفضل أن يبسط كفيه ويكون بينهما فرجة .وقالوا :لا يضع إحدى يديه على الأخرى فإن كان فى وقت عذر أو برد شديد فأشار بالمسبحة قام مقام بسط كفيه .ونص الشافعية على أنه يسن رفع يديه فى الدعاء للاتباع، وهو أن يجعل ظهر كفيه إلى السماء إن دعا لرفع بلاء ، وعكسه إن دعا لتحصيل شىء .ونص الحنابلة على أن من آداب الدعاء بسط يديه ورفعهما إلى صدره لحديث مالك بن يسار عن النبى صلى الله عليه وسلم :إذا سألتم الله فاسألوه ببطون أكفكم ولا تسألوه بظهورها، وتكون يداه مضمومتين.ويرى المالكية فى قول أن الداعى لا يرفع يديه عند الدعاء خارج الصلاة.هـ۔ مسح الوجه باليدين بعد الدعاء خارج الصلاة.

اختلف الفقهاء فى مسح الوجه باليدين بعد الانتهاء من الدعاء .فذهب الحنفية فى الصحيح والشافعية والحنابلة والمالكية فى قول إلى أن من يدعو خارج الصلاة يمسح وجهه بيديه عند الفراغ من الدعاء .وقال المالكية فى قول والحنفية فى قول ورد بلفظ "قيل :"إن مسح الوجه باليدين عند الفراغ من الدعاء ليس بشىء (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۴۵ص۲۶۶، ۲۶۷،الأحكام المتعلقة باليد،رفع اليدين للدعاء)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

چند اہلِ حدیث اہلِ علم حضرات کا حوالہ

جمہور اہلُ السنۃ والجماعۃ کے بڑے بڑے محدثین وفقہائے کرام کے ساتھ ساتھ غیر مقلدین کے گروہ سے تعلق رکھنے والے بعض بڑے حضرات سے بھی نماز کے بعد دُعا کا ثبوت ملتا ہے۔

بطورِ نمونہ اُن کی چند عبارات وفتاویٰ ملاحظہ ہوں:

علامہ مبارک پوری صاحب کا حوالہ

علامہ عبدالرحمٰن مبارک پوری صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ:

قُلْتُ اَلْقَوْلُ الرَّاجِحُ عِنْدِیْ اَنَّ رَفْعَ الْیَدَیْنِ فِی الدُّعَاءِ بَعْدَ الصَّلَاۃِ جَائِزٌ، لَوْفَعَلَہٗ اَحَدٌ لَابَأْسَ عَلَیْہِ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی (تحفۃ الاحوذی) [1]

ترجمہ: میں کہتا ہوں کہ میرے نزدیک راجح بات یہ ہے کہ نماز کے بعد دُعا کرتے ہوئے ہاتھ اُٹھانا جائز ہے، اگر کوئی یہ عمل کرے تو اس میں ان شاء اللہ تعالیٰ کوئی حرج نہیں (ترجمہ ختم)

نواب صدیق حسن خان صاحب کا حوالہ

جناب نواب صدیق حسن صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ:

وَالْحَاصِلُ اَنَّ رَفْعَ الْیَدَیْنِ فِی الدُّعَاءِ اَیِّ دُعَاءٍ کَانَ وَفِیْ اَیِّ وَقْتٍ کَانَ بَعْدَ الصَّلَاۃِ اَوْغَیْرِھَا اَدَبٌ مِنْ اَحْسَنِ الْاَدَبِ ،دَلَّتْ عَلَیْہِ الْاَحَادِیْثُ عُمُوْماً وَّخُصُوْصاً وَلَایَضُرُّ ھٰذَا الْاَدَبَ عَدَمُ رِوَایَۃِ الرَّفْعِ فِی الدُّعَاءِ بَعْدَ الصَّلَاۃِ لِاَنَّہٗ کَانَ مَعْلُوْمٌ بِجَمِیْعِھِمْ فَلَمْ یَعْتَنُوْا بِذِکْرِہٖ فِیْ ھٰذَا الْحِیْنِ وَاِنْکَارُ الْحَافِظِ ابْنِ الْقَیِّمِ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی رَفْعَ الْیَدَیْنِ فِی الدُّعَاءِ بَعْدَ الصَّلَاۃِ وَھْمٌ مِنْہُ قُدِّسَ سِرُّہٗ وَقَدْ حَقَّقْنَا ھٰذِہِ الْمَسْئَلَۃَ

[1] ج ۲ ص ۱۷۳، کتاب الصلاۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب مایقول اذا سلم، دارالکتب العلمیۃ، بیروت.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

فِیْ مُؤَلّفَاتِنَا تَحْقِیْقًا وَاضِحاً لَاسُتْرَۃَ عَلَیْہِ (نزل الابرار صفحہ ۳۰۱)

ترجمہ: خلاصہ اورلبِّ لباب یہ ہے کہ دعا خواہ کوئی بھی ہو اور کسی وقت میں ہو،نمازوں کے بعد ہو یا ان کے علاوہ، اس میں ہاتھ اٹھانا بہترین ادب ہے۔ اس مسئلہ پر عام اور خاص احادیث دلالت کرتی ہیں۔اور نماز کے بعد دعا میں ہاتھ اٹھانے کی روایت میں خاص طور پر اس ادب کا الگ ذکر نہ ہونا مضِر ونقصان دہ نہیں، کیونکہ دعا میں ہاتھ اٹھانے کا مسئلہ تمام صحابہ کے ہاں معروف تھا۔اس لئے انہوں نے خاص طور پر اس کے ذکر کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی۔اور امام ابن قیم رحمہ اللہ تعالیٰ قدس سرہٗ کا نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کا انکار ان کا وہم ہے اور ہم نے اپنی تصانیف میں اس مسئلہ کی تحقیق وضاحت سے کی ہے، اور کہیں پردہ نہیں رہنے دیا (ترجمہ ختم)

سید نذیر حسین صاحب کا حوالہ

مولانا سید نذیر حسین صاحب مرحوم لکھتے ہیں کہ:

صاحبِ فہم پر مخفی نہ رہے کہ بعد نماز فرائض کے ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگنا جائز ومستحب ہے (فتاویٰ نذیریہ جلد ا صفحہ ۵۶۵)

فتاویٰ ثنائیہ کا حوالہ

فتاویٰ ثنائیہ میں ہے کہ:

خلاصہ یہ کہ تمام فرض (نمازوں) کے بعد ہاتھ اُٹھا کر دعا کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول وفعل دونوں سے ثابت ہے، اور دوام کی تلاش لغو ہے (فتاویٰ ثنائیہ جلد ا صفحہ ۵۰۵)

ان حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ غیر مقلدوں کے بعض بڑے بڑے حضرات بھی نماز کے بعد دعا اور اس دعا میں ہاتھ اٹھانے کو مستحب ودرست قرار دیتے ہیں۔

جہاں تک جماعت سے پڑھی گئی نماز کے بعد امام اور مقتدیوں کا ایک وقت میں دعا میں مشغول ہونے کا تعلق ہے اس پر بحث ان شاء اللہ تعالیٰ آگے آئے گی۔

Idara Ghufran

نماز کے بعد دعا و ذکر سے متعلق چند ہدایات وتنبیہات

احادیث وروایات اور فقہاء ومحدثین اور علماء کے اقوال کی روشنی میں نماز کے بعد دعا و ذکر کے ثبوت کے بعد اس سلسلہ میں چند اہم ہدایات وتنبیہات ذکر کی جاتی ہیں۔

(۱)......نماز کا سلام پھیر کر امام کس طرف رُخ کرے؟

حضرت قبیصہ بن ہلب اپنے والد حضرت ہلب سے روایت کرتے ہیں کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَؤُمُّنَا، فَيَنْصَرِفُ عَلٰى جَانِبَيْهِ جَمِيْعًا: عَلٰى يَمِيْنِهٖ وَعَلٰى شِمَالِهٖ ، وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، وَأَنَسٍ، وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، وَأَبِيْ هُرَيْرَةَ، حَدِيْثُ هُلْبٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَعَلَيْهِ الْعَمَلُ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ: أَنَّهٗ يَنْصَرِفُ عَلٰى أَيِّ جَانِبَيْهِ شَاءَ، إِنْ شَاءَ عَنْ يَّمِيْنِهٖ، وَإِنْ شَاءَ عَنْ يَّسَارِهٖ، وَقَدْ صَحَّ الْأَمْرَانِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُرْوٰى عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ أَنَّهٗ قَالَ: إِنْ كَانَتْ حَاجَتُهٗ عَنْ يَّمِيْنِهٖ أَخَذَ عَنْ يَّمِيْنِهٖ، وَإِنْ كَانَتْ حَاجَتُهٗ عَنْ يَّسَارِهٖ أَخَذَ عَنْ يَّسَارِهٖ (سنن الترمذی) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری امامت فرماتے تھے، پھر (نماز کے بعد) دونوں جانب رُخ کر لیتے تھے، اپنی دائیں جانب بھی اور اپنی بائیں جانب بھی (یعنی کبھی دائیں جانب، اور کبھی بائیں جانب)

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ) اور اس باب میں حضرت عبداللہ بن مسعود،

---

[1] رقم الحدیث ۳۰۱، ابواب الصلاۃ، باب ما جاء فی الانصراف عن یمینہ، وعن یسارہ، شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفی البابی الحلبی -مصر.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

حضرت انس، حضرت عبداللہ بن عمرو اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم کی حدیث بھی ہے، اور حضرت ہلب کی حدیث حسن ہے، اور اس پر اہلِ علم کا عمل ہے کہ (امام نماز کے بعد) جس طرف چاہے، پھر جائے، چاہے تو اپنی دائیں جانب، اور چاہے تو اپنی بائیں جانب اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دونوں طرف پھرنا ثابت ہے، اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ اگر دائیں جانب ضرورت ہو، تو اس طرف رخ کرلے، اور اگر بائیں جانب ضرورت ہو، تو اس طرف رخ کرلے (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ نماز کے بعد امام کو دائیں یا بائیں کسی بھی جانب رخ کرنا جائز ہے۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَحْبَبْنَا أَنْ نَّكُوْنَ عَنْ يَّمِيْنِهِ، يُقْبِلُ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ (مسلم)[1]

ترجمہ: جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتے تھے، تو ہم یہ پسند کرتے تھے کہ آپ کی دائیں جانب ہوں، تاکہ آپ (نماز کے بعد) ہماری طرف اپنا چہرہ مبارک فرمائیں (ترجمہ ختم)

اور حضرت سدی سے روایت ہے کہ:

سَأَلْتُ أَنَسًا: كَيْفَ أَنْصَرِفُ إِذَا صَلَّيْتُ؟ عَنْ يَّمِيْنِىْ، أَوْ عَنْ يَّسَارِىْ؟ قَالَ: أَمَّا أَنَا فَأَكْثَرُ مَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْصَرِفُ عَنْ يَّمِيْنِهِ (مسلم)[2]

---

[1] رقم الحديث ٧٠٩ ”٦٢“ كتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب استحباب يمين الإمام، داراحياء التراث العربى، بيروت.

[2] رقم الحديث ٧٠٨ ”٦٠“ كتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب جواز الانصراف من الصلاة عن اليمين، والشمال، داراحياء التراث العربى، بيروت.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ترجمہ: میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ میں نماز پڑھنے کے بعد کس طرف رخ کروں، اپنی دائیں جانب یا بائیں جانب؟ تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے تو اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی دائیں جانب رخ کرتے ہوئے دیکھا ہے (ترجمہ ختم)

ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر و بیشتر نماز کے بعد دائیں طرف رخ فرمالیا کرتے تھے۔

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلّٰى صَلَاةً أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ (بخاری) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھ کر فارغ ہوتے، تو ہماری (یعنی مقتدیوں کی) طرف رُخ کرلیتے تھے (ترجمہ ختم)

مطلب یہ ہے کہ بعض اوقات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا کر مقتدیوں کی طرف رُخ کرلیا کرتے تھے، ممکن ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مختصر مسنون دعا کے بعد ایسا کرتے ہوں اور ایسا کرنا مقتدیوں کو کسی چیز کی تعلیم دینے کے لیے ہو۔ [2]

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رَمَقْتُ الصَّلَاةَ مَعَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَوَجَدْتُ قِيَامَهٗ فَرَكْعَتَهٗ، فَاعْتِدَالَهٗ بَعْدَ رُكُوعِهٖ، فَسَجْدَتَهٗ، فَجَلْسَتَهٗ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ، فَسَجْدَتَهٗ، فَجَلْسَتَهٗ مَا بَيْنَ التَّسْلِيمِ وَالْإِنْصِرَافِ، قَرِيْبًا

---

[1] رقم الحديث ۸۴۵، کتاب الاذان، باب يستقبل الإمام الناس إذا سلم، دارطوق النجاة، بيروت.

[2] فليس فيه الاستقبال بالدعاء بعد السلام لانه ممكن حمله على ما بعد الدعاء (اعلاء السنن تحت رقم الحديث ۹۲۵ ج۳ ص۱۹۶ بيان ما يقرء اذا فرغ من الصلاة)

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

مِّنَ السَّوَاءِ (مسلم) ۱

ترجمہ: میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز ادا کرنے میں غور کیا تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رکوع، رکوع کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا (قومہ) اعتدال، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا (پہلا) سجدہ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا (دوسرا) سجدہ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام اور (مقتدیوں کی طرف) رُخ پھیرنے کے درمیان بیٹھنا تقریباً سب (مقدار میں) برابر تھے (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کا سلام پھیرنے کے بعد مقتدیوں کی طرف رُخ کرنے سے پہلے رکوع اور سجدے کی مقدار کے تقریباً برابر قبلے کی طرف رُخ کر کے بیٹھتے تھے، اور ظاہر ہے کہ اس دوران مختصر دعا و ذکر فرماتے تھے، جس کا بعض دیگر روایات میں ذکر ہے۔ ۲

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

لَا يَجْعَلَنَّ أَحَدُكُمْ لِلشَّيْطَانِ مِنْ نَفْسِهِ جُزْءًا، لَا يَرٰى إِلَّا أَنَّ حَقًّا عَلَيْهِ أَنْ لَّا يَنْصَرِفَ إِلَّا عَنْ يَّمِينِهٖ، أَكْثَرُ مَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْصَرِفُ عَنْ شِمَالِهٖ (مسلم) ۳

---

۱ رقم الحديث ۴۷۱ "۱۹۳" كتاب الصلاة، باب اعتدال أركان الصلاة وتخفيفها فى تمام، داراحياء التراث العربى، بيروت.

۲ وقال صاحب (التوضيح) : لكن ظاهر حديث البراء بن عازب :(رمقت صلاة لنبى صلى الله عليه وسلم فوجدت قيامه فركعته فاعتداله بعد ركوعه فسجدته فجلسته بين السجدتين فسجدته فجلسته ما بين التسليم والانصراف قريبا من السواء) . رواه مسلم، يعنى :أنه لم يكن يثبت ساعة ما يسلم، بل كان يجلس بعد السلام جلسة قريبة من السجود .وقال الشافعى فى (الأم) : وللمأموم أن ينصرف إذا قضى الإمام السلام قبل قيام الإمام، وإن أخر ذلك حتى ينصرف بعد الإمام أو معه كان ذلك أحب إلى .(عمدة القارى شرح صحيح البخارى، ج۶ ص ۱۲۲ كتاب مواقيت الصلاة،باب التسليم)

۳ رقم الحديث ۷۰۷ "۵۹" كتاب صلاة المسافرين وقصرها،باب جواز الانصراف من الصلاة عن اليمين، والشمال،داراحياء التراث العربى، بيروت.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ترجمہ: تم میں سے کوئی اپنی طرف سے شیطان کے لئے کوئی حصہ نہ کرے، کہ وہ اس بات کو ہی ضروری سمجھے کہ (نماز کے بعد) دائیں طرف ہی پھرنا ہے، میں نے اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بائیں طرف پھرتے ہوئے دیکھا ہے (ترجمہ ختم)

مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص نماز کے بعد دائیں جانب رخ کرنے کو لازم اور ضروری خیال نہ کرے، ایسا خیال کرنا گناہ ہے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت سی مرتبہ نماز کے بعد بائیں طرف رخ کرنا بھی ثابت ہے، لہٰذا اس کو غلط سمجھنا درست نہیں۔

اور اگر کوئی ضروری نہ سمجھے، تو پھر جائز ہے، جیسا کہ آگے آتا ہے۔ [1]

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

إِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ وَأَنْتَ تُرِيدُ حَاجَةً ، فَكَانَتْ حَاجَتُكَ عَنْ يَّمِيْنِكَ ، أَوْ عَنْ يَّسَارِكَ فَخُذْ نَحْوَ حَاجَتِكَ (مصنف ابنِ ابی شیبة) [2]

---

[1] قَالَ الزَّيْنُ بْنُ الْمُنِيرِ جَمَعَ فِي التَّرْجَمَةِ بَيْنَ الِانْفِتَالِ وَالِانْصِرَافِ لِلْإِشَارَةِ إِلَى أَنَّهُ لَا فَرْقَ فِي الْحُكْمِ بَيْنَ الْمَاكِثِ فِي مُصَلَّاهُ إِذَا انْفَتَلَ لِاسْتِقْبَالِ الْمَأْمُومِينَ وَبَيْنَ الْمُتَوَجِّهِ لِحَاجَتِهِ إِذَا انْصَرَفَ إِلَيْهَا قَوْلُهُ وَكَانَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ إِلَخْ وَصَلَهُ مُسَدَّدٌ فِي مُسْنَدِهِ الْكَبِيرِ مِنْ طَرِيقِ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ كَانَ أَنَسٌ فَذَكَرَهُ وَقَالَ فِيهِ وَيَعِيبُ عَلَى مَنْ يَتَوَخَّى ذَلِكَ أَنْ لَا يَنْفَتِلَ إِلَّا عَنْ يَمِينِهِ وَيَقُولُ يَدُورُ كَمَا يَدُورُ الْحِمَارُ وَقَوْلُهُ يَتَوَخَّى بِخَاءٍ مُعْجَمَةٍ مُشَدَّدَةٍ أَيْ يَقْصِدُ وَقَوْلُهُ أَوْ يَعْمِدُ شَكٌّ مِنَ الرَّاوِي قُلْتُ وَظَاهِرُ هَذَا الْأَثَرِ عَنْ أَنَسٍ يُخَالِفُ مَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ مِنْ طَرِيقِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّدِّيِّ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسًا كَيْفَ أَنْصَرِفُ إِذَا صَلَّيْتُ عَنْ يَمِينِي أَوْ عَنْ يَسَارِي قَالَ أَمَّا أَنَا فَأَكْثَرُ مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْصَرِفُ عَنْ يَمِينِهِ وَيُجْمَعُ بَيْنَهُمَا بِأَنَّ أَنَسًا عَابَ مَنْ يَعْتَقِدُ تَحَتُّمَ ذَلِكَ وَوُجُوبَهُ وَأَمَّا إِذَا اسْتَوَى الْأَمْرَانِ فَجِهَةُ الْيَمِينِ أَوْلَى (فتح الباری، لأبن حجر، ج ۲ ص ۳۳۸، قوله باب الانفتال والانصراف عن اليمين والشمال)

فإن قلت :روى مسلم عن أنس من طريق إسماعيل بن عبد الرحمن السدى، قال :(سألت أنسا : كيف انصرف إذا صليت؟ أعن يمينى أو عن يسارى؟ قال :أما أنا فأكثر ما رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم ينصرف عن يمينه) . فهذا ظاهره يخالف أثر أنس المذكور .قلت :لا نسلم ذلك، لأنه لا يدل على منع الانصراف عن الشمال أيضا .غاية ما فى الباب أنه يدل على أن أكثر انصرافه صلى الله عليه وسلم كان عن يمينه، وعيب أنس، رضى الله تعالى عنه، كان على من يتوخى ذلك، أى :يقصد ويتحرى ذلك، فكأنه يرى تحتمه ووجوبه .وأما إذا لم يتوخ ذلك فيستوى فيه الأمران، ولكن جهة اليمين تكون أولى (عمدة القارى، ج ٦ ص ١٤٣، كتاب مواقيت الصلاة، باب الإنفتال والإنصراف عن اليمين والشمال)

[2] رقم الحديث ٣١٢٨، كتاب الصلاة، فى الرجل إذا سلم ينصرف عن يمينه ، أو عن يساره.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ترجمہ: جب نماز پوری ہو چکے، اور آپ کو کوئی ضرورت پیش آئے، اور آپ کی ضرورت دائیں طرف ہو یا بائیں طرف ہو، تو اپنی ضرورت کے مطابق (دائیں یا بائیں جدھر ضرورت ہو) رخ کرلیں (ترجمہ ختم)

ان مختلف قسم کی احادیث وروایات کی روشنی میں کئی جلیلُ القدر محدثینِ عظام نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد کبھی بائیں طرف رُخ فرماتے تھے، اور کبھی دائیں طرف، اور کبھی مقتدیوں کی طرف، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حجرۂ مبارکہ بائیں طرف تھا، جب آپ اپنے حجرۂ مبارکہ میں تشریف لے جانا چاہتے (اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اکثری عادت سنن ونوافل گھر میں ادا فرمانے کی تھی) تو بائیں طرف رُخ کرتے (یعنی مقتدیوں کی طرف اپنا بایاں حصہ اور قبلے کی طرف اپنا دایاں حصہ کرلیتے) اور جب مقتدیوں کو کسی چیز کی تعلیم دینا چاہتے، تو اُن کی طرف رُخ کرلیتے، اور قبلے کی طرف پُشت فرمالیتے، اور جب اس طرح کی کوئی ضرورت نہ ہوتی، تو دائیں طرف رُخ فرماتے (یعنی مقتدیوں کی طرف اپنا دایاں حصہ اور قبلے کی طرف اپنا بایاں حصہ کرلیتے) کیونکہ دائیں کو بائیں پر فضیلت حاصل ہے۔ [1]

---

[1] حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ ، قَالَ :أَخْبَرَنَا مَنْصُورٌ ، عَنِ الْحَسَنِ ؛ أَنَّهُ كَانَ يَسْتَحِبُّ أَنْ يَنْصَرِفَ الرَّجُلُ مِنْ صَلاَتِهِ عَنْ يَمِينِهِ .(مصنف ابنِ ابی شیبة،رقم الحدیث ۳۱۳۲، فی الرجل إِذَا سَلَّمَ ، يَنْصَرِفُ عَنْ يَمِينِهِ ، أَوْ عَنْ يَسَارِهِ.)

وفی حديث أنس أكثر ما رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم ينصرف عن يمينه وفی رواية كان ينصرف عن يمينه وجه الجمع بينهما أن النبی صلى الله عليه وسلم كان يفعل تارة هذا وتارة هذا فأخبر كل واحد بما اعتقد أنه الأكثر فيما يعلمه فدل على جوازهما ولا كراهة فی واحد منهما وأما الكراهة التی اقتضاها كلام بن مسعود فليست بسبب أصل للإنصراف عن اليمين أو الشمال وإنما هی فی حق من يرى أن ذلک لا بد منه فإن من اعتقد وجوب واحد من الأمرين مخطء ولهذا قال يرى أن حقا عليه فإنما ذم من رآه حقا عليه ومذهبنا أنه لا كراهة فی واحد من الأمرين لكن يستحب أن ينصرف فی جهة حاجته سواء كانت عن يمينه أو شماله فإن استوى الجهتان فی الحاجة وعدمها فاليمين أفضل لعموم الأحاديث المصرحة بفضل اليمين فی باب المكارم ونحوها هذا صواب الكلام فی هذين الحديثين وقد يقال فيهما خلاف الصواب والله أعلم(شرح النووی،ج۵ص ۲۲۰،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

مذکورہ احادیث وروایات کے پیشِ نظر اس سلسلہ میں فقہائے کرام کا بیان کردہ خلاصۂ کلام یہ ہے کہ امام کو نماز کا سلام پھیرنے کے بعد قبلہ کی طرف رُخ کیے ہوئے ہونے کی حالت میں کوئی مختصر مسنون دعا مثلاً ''اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَام '' آخر تک کرنے میں حرج نہیں، بلکہ بعض کے نزدیک افضل ہے، اور امام کوئی طویل ذکر ودعا میں مصروف رہنا چاہے تو قبلہ کی طرف رخ کر کے بیٹھے رہنا مناسب نہیں، بلکہ دائیں، بائیں یا مقتدیوں کی طرف رخ کر لینا

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

كتاب صلاة المسافرين وقصرها،باب جواز الانصراف من الصلاة عن اليمين والشمال)

(كان إذا صلى بالناس أقبل عليهم بوجهه) أى إذا صلى صلاة ففرغ منها أقبل عليهم ولضروروة أنه لا يتحول عن القبلة قبل الفراغ وذلك ليذكرهم ويسألهم ويسألوه(فيض القدير شرح الجامع الصغير، تحت رقم الحديث ٦٧٣٨)

ثم اعلم ان هذا الانصراف يحتمل ان يكون لذهابه صلى الله عليه وسلم الىٰ بيته أو للجلوس للذكر أو لتعليم الصحابة، فالظاهر أنه اذا أراد الذهاب الى بيته كان ينصرف الى يساره؛ لأن حجرة النبى صلى الله عليه وسلم كانت من جهة يساره اذا قام مستقبل القبلة، صرح به الحافظ فى الفتح، واذا أراد الجلوس للذكر ينصرف الى يمينه لفضل اليمين على الشمال؛ ولأن استدبار الامام المأمومين انما هو لحق الامامة، فاذا انقضت الصلاة زال السبب، ولاحاجة الى استدبار القبلة أيضاً فتين الانصراف الى اليمن، واذا أراد تعليم القوم استقبلهم جميعا، وجعل ظهر نحو القبلة، ولايجرى احتمال التعليم فى الوجهين الأولين؛ لأن فيهما الاقبال على البعض دون البعض، وهذا يخالف ماثبت فى حديث الحسن بن على عند الترمذى فى شمائله من عادته صلى الله عليه وسلم انه كان صلى الله عليه وسلم يعطى كل جلسائه نصيبه، حتى لايحسب جليسه ان احدا اكرم عليه منه (اعلاء السنن، ج٣، صفحه ١٨٥، باب الانحراف بعد السلام وكيفيته وسنية الدعاء والذكر بعد الصلاة، تحت رقم الحديث ٩٠٧)

بقى ماذا تحول للورد بعد الفراغ من التطوع او عقب المكتوبة التى لاراتبة بعدها هل يتحول الىٰ يمينه او يساره؟ وجوابه يظهر لک مما قدمناه سابقا انهٗ صلى الله عليه وسلم كان تارة ينحرف عن يساره وهو محمول عندنا على التحول للتطوع فى البيت وتارة عن يمينه وهو محمول على التحول للجلوس فى مصلاه لقراء ة الورد ونحوه فان لليمين فضلاً على اليسار فلينحرف اليه اذا لم يكن الى اليسار حاجة، وتارة كان يستقبل القوم اى ويجعل ظهره نحو القبلة وهو محمول على ارادة تعليم القوم وتذكيره فهذا هو طريق الجمع بين احاديث الباب وهذا التحول يختص بالامام دون القوم فانه لم يثبت مايدل على عمومه اياهم كماثبت عموم التحول للتطوع بحديث معاوية رضى الله عنه (اعلاء السنن، ج٣، ص ١٩١ وص ١٩٢، تحت رقم الحديث ٩١٤، باب الانحراف بعد السلام وكيفيته وسنية الدعاء والذكر بعد الصلاة)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

مناسب ہے، تاکہ نئے آنے والے لوگوں کو امام کے نماز میں مشغول ہونے کا شبہ نہ ہو، البتہ اگر امام کے بالمقابل متصل کوئی مقتدی نماز پڑھ رہا ہو، تو اس کی طرف رخ کرنا مناسب نہیں، اور جب بائیں جانب یا مقتدیوں کی طرف رخ کرنے کی کوئی خاص ضرورت نہ ہو تو عام حالات میں دائیں طرف رخ کر کے بیٹھنا افضل ہے۔ [1]

---

[1] وكذا يكره له أن يمكث في مكانه بعدما سلم طويلاً. فقد صح عن عائشة رضى الله عنها أن رسول الله عليه السلام كان لا يمكث في مكان صلاته بعدما سلم. مقدار أن يقول: اللهم أنت السلام ومنك السلام تباركت يا ذا الجلال والكرام، فبعد ذلك ينظر إن كان في صلاة يتنقل بعدها يباشر وينتقل وإن كان في صلاة لا يتنفل بعدها انحرف واستقبل القوم إن لم يخلو من يصلي، فإنه لو حادى من يصلي يكره ذلك. والأصل فيما روى ابن عمر رضى الله عنهما رأى رجلاً يصلي وآخر يواجهه فعلاهما بالدرة. والأولى للقوم أن ينحرفوا عن أمكنتهم، فقد روى أبو هريرة أن النبي عليه السلام قال: أيعجز أحدكم إذا فرغ من صلاته أن يتقدم أو يتأخر والله أعلم(المحيط البرهاني في الفقه النعماني، ج ۱، ص ۳۸۲، كتاب الصلاة)

ويكره أن يمكث في مكانه بعد ما سلم في صلاة بعدها سنة إلا قدر ما يقول اللهم أنت السلام ومنك السلام تباركت يا ذا الجلال والإكرام به ورد الأثر كما في منية المصلي(البحر الرائق شرح كنز الدقائق، ج ۲، ص ۳۵، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها)

والأدعية كلها بمنزلة أحرف القرآن، من من قرأ منها شيئا فاز بالثواب الموعود. والأولى أن يأتي بهذه الأذكار قبل الرواتب فإنه جاء في بعض الأذكار ما يدل على ذلك نصا كقوله: من قال -قبل أن ينصرف، ويثني رجليه من صلاة المغرب والصبح لا إله إلا الله الخ، وكقول الراوي كان إذا سلم من صلاته يقول بصوته الأعلى: لا إله إلا الله الخ، قال ابن عباس: كنت أعرف انقضاء صلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم بالتكبير، وفي بعضها ما يدل ظاهرا كقوله "دبر كل صلاة"، وأما قول عائشة: كان إذا سلم لا يقعد إلا مقدار ما يقول: اللهم أنت السلام فيحتمل وجوها، منها أنه كان لا يقعد بهيئة الصلاة إلا هذا القدر، ولكنه كان يتيامن، أو يتياسر، أو يقبل على القوم بوجهه، فيأتي بالأذكار؛ لئلا يظن الظان أن الأذكار من الصلاة، ومنها أنه كان حينا بعد حين يترك الأذكار غير هذه الكلمات يعلمهم أنها ليست فريضة، وإنما مقتضى كان وجود هذا الفعل كثير لا مرة ولا مرتين ولا المواظبة. والأصل في الرواتب أن يأتي بها في بيته، والسر في ذلك كله أن يطع الفصل بين الفرض والنوافل بما ليس من جنسهما، وأن يكون فصلا معتدا به يدرك بباداء الرأي، وهو قول عمر رضى الله عنه لمن أراد أن يشفع بعد المكتوبة": اجلس فإنه لم يهلك أهل الكتاب إلا أنه لم يكن بين صلواتهم فصل، فقال النبي صلى الله عليه وسلم أصاب الله بك يا ابن الخطاب"، وقوله صلى الله عليه وسلم ": اجعلوها في بيوتكم "والله أعلم (حجة الله البالغة، ج ۲ ص ۲۲۰، أذكار الصلاة وهيأتها المندوب إليها)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

(۲)......نماز کے بعد دعا سنت ومستحب عمل ہے

نماز کے بعد مذکورہ تفصیل کے مطابق دعا کرنا سنت اور مستحب درجہ کا عمل ہے، اور یہ سنت ہاتھ اٹھائے بغیر دعا کرنے سے بھی ادا ہوجاتی ہے، مگر ہاتھ اٹھالینا بہتر اور دعا کے آداب میں سے ہے، پس نماز کے بعد دعا کو صرف مسنون ومستحب عمل کا درجہ دیا جائے، اور اس دعا میں ہاتھ اُٹھانے اور دُعا کے اختتام پر چہرے پر ہاتھ پھیرنے کو دُعا کے آداب میں سے سمجھا جائے؛ اور اس دُعا اور اس میں ہاتھ اُٹھانے کو اپنے عقیدے میں لازم اور ضروری نہ سمجھا جائے اور نہ ہی اس کو اپنے عمل سے ایسا لازم قرار دیا جائے کہ اگر کوئی اتفاقاً یہ دعا نہ کرے تو اسے ملامت کی جائے؛ کیونکہ غیر لازم کو عقیدے یا عمل سے لازم کرلینا گناہ ہے۔

چنانچہ امام شاطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

اَلْعُلَمَاءُ يَقُوْلُوْنَ فِيْ مِثْلِ الدُّعَآءِ وَالذِّكْرِ الْوَارِدِ عَلٰى اَثَرِ الصَّلَاةِ: اَنَّـهٗ مُسْتَحَبٌّ لَا سُنَّةٌ وَّلَا وَاجِبٌ وَهُوَ دَلِيْلٌ عَلٰى اَمْرَيْنِ .

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

قلت فالايتان بشيء من الاذكار والادعية الماثورة بعد الفرائض متصلا بها هوالراجح في نظري فانهٗ يفيد فصلا زمانيا بين الفريضة والنافلة كما ان التحول من موضع الفريضة يفيد فصلاً مكانيا والله اعلم (فتح الملهم، ج۲، ص۱۷۸، باب استحباب الذكر بعد الصلاة وبيان صفته)

فتحصل من ذلك كله أن التحول المستحب عندنا اثنان:

أحدهما التحول للتطوع بعد الفرض اذا كان بعده راتبة، ويستحب لذلك يمين القبلة ويسار المصلى، وهذا يعم الامام والقوم، فيستحب لهم التحول للتطوع جميعا ويستحب أيضا أن يتطوعوا بعد الفرض متصلابه من غير فصل، قال في نورالايضاح: والقيام الى اداء السنة التي تلي الفرض متصلا بالفرض مسنون اهـ.

وثانيهما: التحول لقراءة الورد ونحوها بعد الفراغ من التطوع، وعقيب الفرض ان لم يكن بعده نافلة وهذا خاص بالامام. ويجوز لذلك أربع صور ولكن الاولى أن ينحرف الامام عن يمينه ويأتي هو والقوم جميعا بعد ذلك بالأذكار المأثورة، ثم يدعون لأنفسهم رافعي أيديهم، ثم يمسحون بها وجوههم. فهذه أمور عشرة قد ادعى الشرنبلالي من الحنفية استحبابها بعد الفراغ من الصلاة، وسنبين دلائلها ان شاء الله تعالىٰ (اعلاء السنن، ج۳، ص۱۸۶، تحت رقم الحديث ۹۰۷، باب الانحراف بعد السلام وكيفيته وسنية الدعاء والذكر بعد الصلاة)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اَحَدِهِمَا اَنَّ هٰذِهِ الْاَدْعِيَةَ لَمْ تَكُنْ مِنْهُ عَلَيْهِ السَّلَا مُ عَلَى الدَّوَامِ.
اَلثَّانِي اَنَّهُ لَمْ يَكُنْ يَجْهَرُ بِهَا دَائِمًا وَلَا يَظْهَرُهَا لِلنَّاسِ فِيْ غَيْرِ مَوَاطِنِ التَّعْلِيْمِ (الاعتصام للشاطبی) [1]

ترجمہ: علماء اس قسم کی دعا اور ذکر کے بارے میں جو نماز کے بعد وارِد ہوا ہے، یہ فرماتے ہیں کہ: وہ مستحب ہے، سنتِ (مؤکدہ) اور واجب نہیں ہے؛ اور یہ دو باتوں کی دلیل ہے:

ایک یہ کہ یہ دعائیں نبی علیہ السلام ہمیشہ پابندی کے ساتھ نہیں فرمایا کرتے تھے۔

دوسرے یہ کہ ان دعاؤں میں ہمیشہ جہر نہیں فرماتے تھے، اور لوگوں کے سامنے ان کا اظہار بھی نہیں فرماتے تھے، سوائے تعلیم کے مواقع کے (ترجمہ ختم)

اور ترمذی کی شرح العرف الشذی میں ہے کہ:

وَلْيُعْلَمْ أَنَّ الدُّعَاءَ الْمَعْمُوْلَ فِيْ زَمَانِنَا مِنَ الدُّعَاءِ بَعْدَ الْفَرِيْضَةِ رَافِعِيْنَ أَيْدِيَهُمْ عَلَى الْهَيْأَةِ الْكَذَائِيَّةِ لَمْ تَكُنِ الْمُوَاظَبَةُ عَلَيْهِ فِيْ عَهْدِهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ، نَعَمْ اَلْأَدْعِيَةُ بَعْدَ الْفَرِيْضَةِ ثَابِتَةٌ كَثِيْرًا بِلَا رَفْعِ الْيَدَيْنِ وَبِدُوْنِ الْاِجْتِمَاعِ وَثُبُوْتُهَا مُتَوَاتِرٌ (العرف الشذی شرح سنن الترمذی) [2]

ترجمہ: یہ بات جان لینی چاہئے کہ ہمارے زمانے میں فرض نماز کے بعد ہاتھ اُٹھا کر مروَّجہ طریقے پر جو دعا کا معمول ہے، نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے زمانے میں اس پر ہمیشگی اور دوام نہیں تھا، البتہ فرض نماز کے بعد بہت سی دعائیں بغیر ہاتھ

[1] ج۲ص ۲۶۵، الباب الخامس فی احکام البدع الحقیقیة والاضافیة والفرق بینهما، دار ابن الجوزی للنشر والتوزیع، المملكة العربية السعودية.

[2] ج ۱ ص ۳۴۶، ابواب الصلاة، باب ما جاء فی كراهية أن يخص الإمام نفسه بالدعاء، دار التراث العربی - بیروت، لبنان.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اُٹھائے اور بغیر اجتماع کے ثابت ہیں، اور ان کا ثبوت تواتر (وکثرت) کے ساتھ ہے (ترجمہ ختم)

اور فیضُ الباری شرح بخاری میں ہے کہ:

بَقِیَ أَنَّ الْمُوَاظَبَةَ عَلٰی أَمْرٍ لَمْ يَثْبُتْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا مَرَّةً، أَوْ مَرَّتَيْنِ، كَيْفَ هِيَ؟ فَتِلْكَ هِيَ الشَّاكِلَةُ فِي جَمِيعِ الْمُسْتَحَبَّاتِ، فَإِنَّهَا تَثْبُتُ طَوْرًا فَطَوْرًا، ثُمَّ الْأُمَّةُ تَوَاظَبَ عَلَيْهَا، نَعَمْ نَحْكُمُ بِكَوْنِهَا بِدْعَةً إِذَا أَفْضَى الْأَمْرُ إِلَى النَّكِيرِ عَلٰی مَنْ تَرَكَهَا

(فیض الباری شرح البخاری، باب الدعاء بعد الصلاۃ)

ترجمہ: یہ بات باقی رہ گئی کہ جس کام پر ہمیشگی ودوام نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہ ہو، سوائے ایک دومرتبہ کے، تو وہ کیسا ہے؟ تو یہ صورتِ حال تمام مستحبات میں ہے، کیونکہ وہ وقتاً فوقتاً ہی ثابت ہیں، پھر امت نے ان پر دوام کے ساتھ عمل کیا ہے (لہٰذا اس کا معمول بدعت نہیں کہا جائے گا) البتہ ہم اس کے بدعت ہونے کا حکم اس وقت لگائیں گے جب معاملہ اس کے چھوڑنے والے کی نکیر تک پہنچ جائے (کیونکہ یہ ضروری سمجھنے اور واجب کا درجہ دینے کی علامت ہے) (ترجمہ ختم)

اور معارف السنن میں ہے کہ:

يَظْهَرُ بَعْدَ الْبَحْثِ وَالتَّحْقِيقِ اَنَّهٗ وَاِنْ وَقَعَ ذٰلِكَ اَحْيَانًا عِنْدَ حَاجَاتٍ خَاصَّةٍ لَمْ تَكُنْ سُنَّةً مُّسْتَمِرَّةً لَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا لِلصَّحَابَةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، وَاِلَّا لَكَانَ أَنْ يُّنْقَلَ مُتَوَاتِرًا اَلْبَتَّةَ، فَاِنَّ مَايُعْمَلُ بِهٖ عَلٰی رُؤُوْسِ الْاَشْهَادِ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ كَيْفَ يُخْمَلُ ذِكْرُهٗ (معارف السنن، ج۳، ص ۱۲۴، باب مایقول اذا سلم)

ترجمہ: بحث اور تحقیق کے بعد یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ یہ (فرض نماز کے بعد ہاتھ

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اُٹھا کر) دعا اگرچہ خاص حاجتوں کے وقت کبھی واقع ہوئی ہے، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی یہ دائمی (اور ہمیشہ کی) سنت نہیں ہے، ورنہ تو یہ لازمی طور پر تواتر کے ساتھ منقول ہوتی، کیونکہ جو عمل علی الاعلان ہر دن میں پانچ مرتبہ کیا جاتا ہے، اس کا ذکر کیونکر نہ ہوتا (ترجمہ ختم)

اور فتاویٰ محمودیہ میں ہے کہ:

نمازِ فرض کے بعد ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگنا ثابت ہے، مگر یہ صرف مستحب کے درجے میں ہے، اس کا واجب کے برابر اہتمام والتزام ثابت نہیں ہے۔

جیسا کہ بعض جگہ کیا جاتا ہے اور اسی وجہ سے بعض علماء نے اس کو بدعت کہا ہے ....نماز کے بعد ہاتھ اُٹھا کر دعا کرنا شرعاً ثابت ہے، اور مستحب ہے، لیکن اگر اتفاقیہ طور پر کوئی شخص کبھی ترک کردے تو اس پر اعتراض نہیں کرنا چاہیے (فتاویٰ محمودیہ مبوب جلد پنجم، صفحہ ۶۷۸، باب الذکر والدعاء بعد الصلوات)

اور حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی صاحب زید مجدہم تحریر فرماتے ہیں کہ:

فرائض کے بعد کی مذکورہ دعا کا درجہ تفصیلِ بالا کی روشنی میں بہت سے بہت سنتِ مستحبہ ہے۔ لہٰذا اس دعا کو اس کے اسی درجہ میں رکھتے ہوئے کرنا چاہیے۔

بعض لوگ اس دعا کو فرض وواجب کی طرح ضروری سمجھتے ہیں، اور اسی درجہ میں اس پر عمل کرتے ہیں، سو یہ واجبُ الترک ہے (فقہی رسائل جلد اوّل صفحہ ۱۴۳؛ مطبوعہ: میمن اسلامک پبلشرز، کراچی)

(۳)......سلام پھیرنے کے بعد دعا نماز کے باہر کا عمل ہے

نماز، تکبیرِ تحریمہ سے شروع ہو کر سلام پھیرنے پر ختم ہو جاتی ہے، جو سب عام وخاص کو معلوم ہے۔ اس لیے سلام پھیر کر نماز کے بعد کی دُعا اور ذکر کو نماز کا اندرونی حصہ اور داخلی عمل نہ سمجھا جائے۔

Idara Ghufran

اوراسی وجہ سے اگر کوئی مقتدی کسی وجہ سے اتفاقاً دعا کئے بغیر اٹھ کر چلا جائے، یا سنن ونوافل میں مشغول ہوجائے تو اس پر اعتراض نہیں کرنا چاہئے۔

البتہ اس دعا کو ترک کرنے اور چھوڑ دینے کا معمول اور عادت بنالینا اچھی بات نہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

مِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الطُّهُوْرُ، وَتَحْرِيْمُهَا التَّكْبِيْرُ، وَتَحْلِيْلُهَا التَّسْلِيْمُ(ترمذی) [1]

ترجمہ: نماز کی کنجی پاکی ہے، اور اُس کی تحریم (یعنی حرام کرنے والی چیز) تکبیر ہے، اور اُس کی تحلیل (یعنی حلال کرنے والی چیز) سلام پھیرنا ہے (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الْوُضُوْءُ، وَتَحْرِيْمُهَا التَّكْبِيْرُ، وَتَحْلِيْلُهَا التَّسْلِيْمُ (مستدرک حاکم) [2]

---

[1] رقم الحديث ۳، ابواب الطهارة، باب ما جاء أن مفتاح الصلاة الطهور، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابى الحلبى -مصر.

قال الترمذى: هَذَا الْحَدِيثُ أَصَحُّ شَيْءٍ فِي هَذَا الْبَابِ وَأَحْسَنُ. وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ هُوَ صَدُوقٌ، وَقَدْ تَكَلَّمَ فِيهِ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ. وسَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ، يَقُولُ: كَانَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَالْحُمَيْدِيُّ، يَحْتَجُّونَ بِحَدِيثِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ، قَالَ مُحَمَّدٌ: وَهُوَ مُقَارِبُ الْحَدِيثِ. وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ، وَأَبِي سَعِيدٍ.

[2] رقم الحديث ۴۵۷، كتاب الطهارة، دارالكتب العلمية، بيروت، واللفظ لهٗ؛ ترمذى، رقم الحديث ۲۳۸، باب ما جاء فى تحريم الصلاة وتحليلها.

قال الحاكم:

هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ، وَشَوَاهِدُهُ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ كَثِيرَةٌ، فَقَدْ رَوَاهُ أَبُو حَنِيفَةَ وَحَمْزَةُ الزَّيَّاتُ، وَأَبُو مَالِكٍ النَّخَعِيُّ وَغَيْرُهُمْ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ وَأَشْهَرُ إِسْنَادٍ فِيهِ حَدِيثُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ، عَنْ عَلِيٍّ، وَالشَّيْخَانِ قَدْ أَعْرَضَا عَنْ حَدِيثِ ابْنِ عَقِيلٍ أَصْلًا.

وقال الذهبى فى التعليق: على شرط مسلم.

وقال الترمذى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَعَائِشَةَ قَالَ وَحَدِيثُ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ فِي هَذَا أَجْوَدُ إِسْنَادًا وَأَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ أَبِي سَعِيدٍ وَقَدْ كَتَبْنَاهُ فِي أَوَّلِ كِتَابِ الْوُضُوءِ.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز کی کُنجی پاکی ہے، اور اُس کی تحریم (یعنی حرام کرنے والی چیز) تکبیر ہے، اور اُس کی تحلیل (یعنی حلال کرنے والی چیز) سلام پھیرنا ہے (ترجمہ ختم)

ان احادیث میں تحریم سے مراد وہ تکبیر ہے، جس سے نماز شروع کی جاتی ہے، اور اس کو تکبیرِ تحریمہ اس لیے کہا جاتا ہے کہ تحریم کے معنیٰ حرام کرنے کے آتے ہیں، اور اس تکبیر کے ذریعے سے حلال چیزیں مثلاً کھانا پینا، بات چیت کرنا، چلنا پھرنا وغیرہ حرام ہو جاتا ہے۔ اور تحلیل کے معنیٰ حلال کرنے کے ہیں، اور سلام کے ذریعے سے وہ چیزیں حلال ہو جاتی ہیں، جو تکبیرِ تحریمہ کے ذریعے سے حرام ہوئی تھیں، مثلاً کھانا پینا وغیرہ۔ [۱]

حضرت ابوالاحوص سے روایت ہے کہ حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:

إِذَا كُنْتَ خَلْفَ الْإِمَامِ فَلَا تَرْكَعْ حَتّٰى يَرْكَعَ، وَلَا تَسْجُدْ حَتّٰى يَسْجُدَ، وَلَا تَرْفَعْ رَأْسَكَ قَبْلَهُ، فَإِذَا فَرَغَ الْإِمَامُ وَلَمْ يَقُمْ وَلَمْ يَنْحَرِفْ، وَكَانَتْ لَكَ حَاجَةٌ فَاذْهَبْ، وَدَعْهُ، فَقَدْ تَمَّتْ صَلَاتُكَ

---

[۱] (وتحريمها التكبير) قال المظهر: سمى الدخول فى الصلاة تحريما لأنه يحرم الأكل والشرب وغيرهما على المصلى فلا يجوز الدخول فى الصلاة إلا بالتكبير مقارنا به النية اهـ. وهو شرط عندنا وركن عند الشافعى "ثم المراد بالتكبير المذكور فى الحديث وفى قوله تعالى: (وربك فكبر) و التعظيم وهو أعم من خصوص "الله أكبر" وغيره مما أفاده التعظيم، والثابت ببعض الأخبار اللفظ المخصوص فيجب العمل به حتى يكره لمن يحسنه تركه كما قلنا فى القراءة مع الفاتحة وفى الركوع والسجود مع التعديل كذا فى الكافى. قال ابن الهمام: وهذا يفيد وجوبه ظاهرا وهو مقتضى المواظبة التى لم تقترن بترك فينبغى أن يعول على هذا (وتحليلها التسليم). التحليل: جعل الشىء المحرم حلالا وسمى التسليم به لتحليل ما كان حراما على المصلى لخروجه عن الصلاة وهو واجب. قال ابن الملك: وإضافة التحريم والتحليل إلى الصلاة لملابسة بينهما وقال بعضهم:) أى سبب كون الصلاة محرمة ما ليس منها التكبير ومحللة التسليم أى: إنها صارت بهما كذلك فهما مصدر إن مضافان إلى الفاعل وقال الطيبى قيل شبه الشروع فى الصلاة بالدخول فى حريم الملك الكريم المحمى عن الأغيار، وجعل فتح باب الحرم بالتطهير على الأدناس، وجعل الالتفات إلى الغير والاشتغال به تحليلا تنبيها على التكميل بعد الكمال (رواه أبو داود، والترمذى) وقال: هذا أصح شىء فى هذا الباب (والدارمى) أى: روى ثلاثتهم عن على وحده (مرقاة المفاتيح ج ۱ ص ۳۶۳، ۳۶۴، كتاب الطهارة، باب مايوجب الوضوء)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

(مصنف عبد الرزاق) ل

ترجمہ: جب آپ امام کی اقتداء میں ہوں تو آپ اس وقت تک رکوع نہ کریں، جب تک امام رکوع نہ کرے، اور آپ اس وقت تک سجدہ نہ کریں، جب تک امام سجدہ نہ کرے، اور آپ اپنے سَر کو امام سے پہلے نہ اُٹھائیں، پھر جب امام نماز سے فارغ ہوجائے اور کھڑا نہ ہو اور قبلہ سے رُخ بھی نہ پھیرے اور آپ کو کوئی ضرورت ہو تو آپ چلے جائیں اور اسے چھوڑ دیں کیونکہ آپ کی نماز مکمل ہو چکی ہے (ترجمہ ختم)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

مِفْتَاحُ الصَّلَاةِ التَّكْبِيرُ وَانْقِضَاؤُهَا التَّسْلِيمُ، إِذَا سَلَّمَ الْإِمَامُ فَقُمْ إِنْ شِئْتَ (سنن البيهقى) ۲

ترجمہ: نماز کو شروع کرنے والی چیز تکبیر ہے، اور اس کو ختم کرنے والی چیز سلام پھیرنا ہے، جب امام سلام پھیر دے، تو آپ اگر چاہیں تو اُٹھ کھڑے ہوں (ترجمہ ختم)

علامہ ظفر احمد عثمانی صاحب رحمہ اللہ اس روایت کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ:

فِيهِ دَلَالَةٌ عَلٰى جَوَازِ انْصِرَافِ الْمَامُوْمِ وَذَهَابِهٖ اِلٰى حَوَائِجِهٖ بَعْدَ فَرَاغِ الْاِمَامِ عَنِ الصَّلَاةِ اِذَالَمْ يَقُمْ مِنْ مَجْلِسِهٖ وَلَمْ يَنْحَرِفْ وَجَوَازُ ذَالِكَ اَمْرٌ مُجْمَعٌ عَلَيْهِ لَمْ نَرَ فِيْ كَلَامِ اَحَدٍ مِّنَ الْاَئِمَّةِ خِلَافَهٗ (اعلاء السنن) ۳

ترجمہ: اس میں اس بات پر دلالت ہے کہ مقتدی کو اپنی ضروریات کے لیے اُٹھ

ل رقم الحديث ۳۲۲۲، كتاب الصلاة، باب مكث الامام بعد مايسلم، المكتب الاسلامى، بيروت؛ المعجم الكبير للطبرانى، رقم الحديث ۹۳۴۰.

قال الهيثمى:

رواه الطبرانى فى الكبير، ورجاله ثقات (مجمع الزوائد، ج۲ص ۷۹، باب متابعة الإمام)

۲ رقم الحديث ۲۹۶۴، كتاب الصلاة، باب تحليل الصلاة بالتسليم، دار الكتب العلمية، بيروت.

۳ ج۳ص ۱۹۳، باب الانحراف بعد السلام وكيفيته وسنية الدعاء والذكر بعد الصلاة، ادارة القرآن، كراتشى.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

کر چلے جانا جائز ہے، جب امام نماز سے فارغ ہوجائے اور اپنی مجلس سے نہ اُٹھے اور نہ ہی اپنا رُخ پھیرے، اور اس بات کے جائز ہونے پر اجماع ہے، میں نے ائمۂ کرام کے کلام میں اس کے خلاف نہیں دیکھا (ترجمہ ختم)

اور امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

وَلِلْمَأْمُومِ أَنْ يَّنْصَرِفَ إِذَا قَضَى الْإِمَامُ السَّلَامَ قَبْلَ قِيَامِ الْإِمَامِ وَأَنْ يُؤَخِّرَ ذٰلِكَ حَتّٰى يَنْصَرِفَ بَعْدَ انْصِرَافِ الْإِمَامِ، أَوْ مَعَهُ أَحَبُّ إِلَيَّ لَهُ (كتاب الأم للشافعي) [1]

ترجمہ: اور مقتدی کے لئے یہ بات جائز ہے کہ جب امام سلام پھیر دے تو وہ امام کے کھڑے ہونے سے پہلے اٹھ جائے، اور یہ بھی جائز ہے کہ اٹھنے کو مؤخر کرے، یہاں تک کہ امام کے اٹھنے کے بعد اٹھے یا اس کے ساتھ ساتھ اٹھے، مجھے مقتدی کے لئے یہ بات زیادہ پسند ہے (ترجمہ ختم)

(۴)......جن نمازوں کے بعد سنتیں ہیں، اُن میں مختصر دعا

بہت سے فقہائے کرام کے نزدیک مناسب اور افضل یہ ہے کہ جن نمازوں کے بعد سنتیں ہیں (مثلاً ظہر، نمازِ جمعہ، مغرب، عشاء) ان کے بعد مختصر دعا کے بعد سنتوں میں مشغول ہوا جائے۔ اور کوئی لمبی دعا کرنا چاہے تو سنن ونوافل سے فارغ ہوکر جتنی دیر چاہے دُعا کرے۔ البتہ جن نمازوں کے بعد سنتیں نہیں ہیں (جیسا کہ فجر وعصر) ان نمازوں کے بعد خوشدلی واخلاص کے ساتھ لمبی دعا وذکر کرنے میں حرج نہیں، جیسا کہ احادیث میں فجر اور عصر کے بعد طویل ذکر وارِد ہے۔

چنانچہ اعلاءُ السنن میں ہے کہ:

---

[1] ج ۱، ص ۱۵۱، باب كلام الإمام وجلوسه بعد السلام، دار المعرفة، بيروت.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

وَالْاَحَادِيْثُ الَّتِيْ وَرَدَ فِيْهَا الذِّكْرُ الطَّوِيْلُ دُبُرَ الصَّلَاةِ مَحْمُوْلَةٌ عِنْدَنَا عَلٰى فَرْضٍ لَيْسَ بَعْدَهُ سُنَّةٌ رَاتِبَةٌ ،وَإِنْ كَانَ بَعْدَهُ سُنَّةٌ فَبَعْدَ الْفَرَاغِ مِنْهَا. وَبِهٰذَا تَجْتَمِعُ أَحَادِيْثُ الْبَابِ بِأَسْرِهَا. وَوَجْهُ الْفَرْقِ أَنَّ الرَّوَاتِبَ مِنْ تَوَابِعِ الْفَرَائِضِ، فَيَنْبَغِيْ أَدَاؤُهَا مُتَّصِلَةً بِهَا كَمَا هُوَ مُقْتَضَى التَّبْعِيَّةِ ،وَلَمَّا ثَبَتَ مِنَ الْأَمْرِ بِالتَّعْجِيْلِ فِيْ بَعْضِ الرَّوَاتِبِ كَمَا سَيَأْتِيْ فَالتَّطْبِيْقُ (بَيْنَ أَحَادِيْثِ الْبَابِ) بِالْوَجْهِ الَّذِيْ ذَكَرْنَا هُوَ الْأَوْلٰى (اعلاء السنن) [1]

ترجمہ: اور جن احادیث میں نماز کے بعد لمبا ذکر وارد ہوا ہے، وہ ہمارے نزدیک اُن نمازوں پر محمول ہے، جن کے بعد سنتِ مؤکدہ نہیں ہیں اور جس نماز کے بعد سنت ہوں تو سنتوں سے فارغ ہو کر لمبا ذکر کیا جائے اور اس طریقے سے وہ تمام احادیث جو اس باب میں وارد ہوئی ہیں، جمع ہو جاتی ہیں؛ اور فرق کی وجہ یہ ہے کہ سنتِ مؤکدہ فرائض کے تابع ہیں، لہٰذا اُن کو فرائض کے متصل ہی ادا کرنا مناسب ہے، تابع ہونے کا تقاضا یہی ہے اور جب بعض مؤکدہ سنتوں میں جلدی کا حکم ثابت ہے جیسا کہ عنقریب آتا ہے تو اس باب میں وارِد احادیث کے درمیان تطبیق (جمع کرنا) اُس طریقے پر جو ہم نے ذکر کیا، زیادہ بہتر ہے (ترجمہ ختم)

پس فقہائے کرام کی ایک بڑی جماعت کے نزدیک جن نمازوں کے بعد سنتیں ہیں، ان کے بعد مختصر دعا کے بعد سنتوں کی ادائیگی مناسب ہے، پھر سنتوں سے فراغت کے بعد جو شخص جتنی دیر چاہے ذکر ودعا کرے، اور جن نمازوں کے بعد سنتیں نہیں، ان کے بعد ہر شخص اپنی حسبِ حیثیت جتنی لمبی چاہے دعا وذکر کرے، اس میں کوئی حرج نہیں۔

مختلف احادیث میں نماز کے بعد طویل اور مختصر دعا وذکر ان ہی دونوں طرح کی نمازوں کے

---

[1] ج ۳ ص ۱۸۸، تحت رقم الحديث ۹۱۰، باب الانحراف بعد السلام وكيفيته وسنية الدعاء والذكر بعد الصلاة، ادارة القرآن، كراتشي.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

بعد پر محمول ہیں۔ ۱؎

۱؎ ویکره أن یمکث فی مکانه بعد ما سلم فی صلاة بعدها سنة إلا قدر ما یقول اللهم أنت السلام ومنک السلام تبارکت یا ذا الجلال والإکرام به ورد الأثر کما فی منیة المصلی (البحر الرائق شرح کنز الدقائق جلد ۲ ص ۳۵، کتاب الصلاة، باب مایفسد الصلاة ومایکره فیها)
وفی النهایة وذکر الحلوانی أنه لا بأس بأن یقرأ بین الفریضة والسنة الأوراد وفی شرح الشهید القیام إلی السنة متصلا بالفرض مسنون وفی الشافی کان -علیه الصلاة والسلام- إذا سلم یمکث قدر ما یقول اللهم أنت السلام ومنک السلام وإلیک یعود السلام تبارکت یا ذا الجلال والإکرام (البحر الرائق شرح کنز الدقائق ج ۲ ص ۵۲، ۵۳، کتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل)
ویکره تأخیر السنة إلا بقدر اللهم أنت السلام إلخ. قال الحلوانی: لا بأس بالفصل بالأوراد واختاره الکمال. قال الحلبی: إن أرید بالکراهة التنزیهیة ارتفع الخلاف قلت: وفی حفظی حمله علی القلیلة (الدر المختار مع شرحه رد المحتار، ج ۱ ص ۵۳۰، کتاب الصلاة، فصل فی بیان تألیف الصلاة الیٰ انتهائها، فروع قرأ بالفارسیة او التوراة او الانجیل)
(قوله إلا بقدر اللهم إلخ) لما رواه مسلم والترمذی عن عائشة قالت کان رسول الله -صلی الله علیه وسلم- لا یقعد إلا بمقدار ما یقول: اللهم أنت السلام ومنک السلام تبارکت یا ذا الجلال والإکرام وأما ما ورد من الأحادیث فی الأذکار عقیب الصلاة فلا دلالة فیه علی الإتیان بها قبل السنة، بل یحمل علی الإتیان بها بعدها؛ لأن السنة من لواحق الفریضة وتوابعها ومکملاتها فلم تکن أجنبیة عنها، فما یفعل بعدها یطلق علیه أنه عقیب الفریضة.
وقول عائشة بمقدار لا یفید أنه کان یقول ذلک بعینه، بل کان یقعد بقدر ما یسعه ونحوه من القول تقریباً .... (قوله ارتفع الخلاف) لأنه إذا کانت الزیادة مکروهة تنزیها کانت خلاف الأولی الذی هو معنی لا بأس (قوله وفی حفظی إلخ) توفیق آخر بین القولین، المذکورین، وذلک بأن المراد فی قول الحلوانی لا بأس بالفصل بالأوراد: أی القلیلة التی بمقدار "اللهم أنت السلام إلخ" لما علمت من أنه لیس المراد خصوص ذلک، بل هو أو ما قاربه فی المقدار بلا زیادة کثیرة فتأمل. وعلیه فالکراهة علی الزیادة تنزیهیة لما علمت من عدم دلیل التحریمیة فافهم وسیأتی فی باب الوتر والنوافل (رد المحتار ج ۱ ص ۵۳۰، کتاب الصلاة، فصل فی بیان تألیف الصلاة الیٰ انتهائها، فروع قرأ بالفارسیة او التوراة او الانجیل)
وتقدم فی الصلاة أن قراءة آیة الکرسی والمعوذات والتسبیحات مستحبة وأنه یکره تأخیر السنة إلا بقدر اللهم أنت السلام إلخ (ردالمحتار، ج ۶ ص ۴۲۳، کتاب الحظر والاباحة، فروع یکره اعطاء سائل المسجد الااذالم یتخط رقاب الناس)
المقدار المذکور من حیث التقریب دون التحدید قدیسع کل واحد من نحو هٰذه الاذکار لعدم التفاوت الکثیر بینهما وکون التقدیر بالتقریب فی التخمین دون التحدید والتحقیق واللہ اعلم (حلبی کبیر، ص ۳۴۲، آخر صفة الصلاة)
ان کان للامام عادة ان یعلمهم او یعظهم فیستحب ان یقبل علیهم بوجهه وان کان لایزید علی

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

(۵)......نماز کے بعد دعا و ذکر آہستہ آواز میں افضل ہے

نماز کے بعد دُعا آہستہ آواز میں کرنا افضل ہے، اس لیے بلند آواز سے دعا کرنے کو زیادہ ثواب اور فضیلت کا باعث نہ سمجھا جائے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الذکر الماثور فهل يقبل عليهم جميعا او ينفتل فيجعل يمينه من قبل المامومين ويساره من قبل القبلة ويدعو؟ الثانی هو الذی جمع به اکثر الشافعية ويحتمل ان قصر زمن ذلک ان يستمر مستقبلا للقبلة من اجل انها اليق بالدعاء ويحمل الاول علی مالو طال الذکر والدعاء، والله اعلم (اعلاء السنن جلد ۳، صفحه ۱۹۹، تحت رقم الحديث ۹۳۱، باب الانحراف بعد السلام وكيفيته وسنية الدعاء والذكر بعدالصلاة)

ويحتمل ان قصر زمن ذلک ان يستمر مستقبلا للقبلة من اجل انها اليق بالدعاء وجعل الاولی علیٰ مالو طال الذکر والدعاء اهـ. فهذا الاحتمال الاخير هو الذی اخترته (حاشيه لامع الدراری لشيخ محمد زكريا رحمه الله، ج ۱، ص ۳۴۸)

حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب دہلوی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

"جن نمازوں کے بعد سنتِ مؤکدہ ہے، ان کے بعد مختصر دعا کرنی چاہئے، اور جن کے بعد سنت نہیں ان کے بعد جتنی دعا کرے، اختیار ہے" (کفایت المفتی مدلل مکمل جلد سوم صفحہ ۳۳۶)

فتاویٰ محمودیہ میں ہے کہ:

جس فرض نماز کے بعد سنت نماز بھی ہے، جیسے ظہر، مغرب، عشاء؛ اس کے بعد مختصر دعا کر کے سنت میں مشغول ہوجائے اور جس کے بعد سنت نہیں جیسے فجر وعصر؛ ان کے بعد تسبیحات واذکار متعدد حدیثوں میں وارِد ہیں (فتاویٰ محمودیہ مبوب جلد پنجم صفحہ ۶۸۴)

حضرت مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

حضراتِ فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

کہ جن فرائض کے بعد نوافل ہیں انکے بعد طویل دعا مکروہ ہے اس کی مختلف توجیہات ہوسکتی ہیں۔

(۱) طویل دعا سے مراد ادعیۂ ماثورہ (یعنی احادیث میں وارد دعاؤں) سے زیادہ طویل ہے۔

(۲) حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد الفرائض طویل دعا احیاناً (واتفاقاً کسی خاص وجہ سے) فرمائی ہے۔

(۳) احادیثِ مذکورہ میں جتنی ادعیہ کا بیان ہوا وہ سب بیک وقت نہیں پڑھی جاتی تھیں (احسن الفتاویٰ ج ۳ ص ۶۶)

(بہرحال) جن فرائض کے بعد نوافل ہیں ان کے بعد طویل دعا مکروہ ہے خصوصاً اس کی عادت بنا لینے میں زیادہ قباحت ہے (ایضاً)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اور امام، اور مقتدی سب اپنے اپنے طور پر عام حالات میں آہستہ آواز میں ذکرودعا کریں۔ ۱؎

۱؎ عَنْ مُجَاهِدٍ :أَنَّهُ سَمِعَ رَجُلاً يَرْفَعُ صَوْتَهُ بِالدُّعَاءِ ، فَرَمَاهُ بِالْحَصَى (مُصنف ابن أبى شيبة، رقم الحديث ۸۵۴۵، فى رفع الصَّوْتِ بالدُّعاء)
عَنِ ابْنِ عُمَرَ ، قَالَ :أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّكُمْ لا تَدْعُونَ أَصَمَّ وَلاَ غَائِبًا ، يَعْنِى فِى رَفْعِ الصَّوْتِ بِالدُّعَاء (مُصنف ابن أبى شيبة، رقم الحديث ۸۵۴۶، فى رفع الصَّوْتِ بالدُّعاء)
عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبَانَ ، عَنْ أَنَسٍ .وَعَنْ رَبِيعٍ ، عَنِ الْحَسَنِ :أَنَّهُمَا كَرِهَا أَنْ يُسْمِعَ الرَّجُلُ جَلِيسَهُ شَيْئًا مِنَ الدُّعَاءِ (مُصنف ابن أبى شيبة، رقم الحديث ۸۵۴۷، فى رفع الصَّوْتِ بالدُّعاء)
عَنِ الْحَسَنِ ، قَالَ :كَانُوا يَجْتَهِدُونَ فِى الدُّعَاءِ ، وَلاَ تَسْمَعُ إِلَّا هَمْسًا (مُصنف ابن أبى شيبة، رقم الحديث ۸۵۴۸، فى رفع الصَّوْتِ بالدُّعاء)
عَنْ أَبِى مُوسَى ، قَالَ :كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فِى سَفَرٍ فَجَعَلَ النَّاسُ يَجْهَرُونَ بِالتَّكْبِيرِ ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ أَيُّهَا النَّاسُ ارْبَعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ إِنَّكم لَيْسَ تَدْعُونَ أَصَمَّ ، وَلاَ غَائِبًا إِنَّكُمْ تَدْعُونَ سَمِيعًا قَرِيبًا وَهُوَ مَعَكُمْ (مُصنف ابن أبى شيبة، رقم الحديث ۸۵۵۰، فى رفع الصَّوْتِ بالدُّعاء)
قوله تعالى :(ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعاً وَخُفْيَةً) فيه الأمر بالإخفاء للدعاء .قال الحسن فى هذه الآية: علمكم كيف تدعون ربكم، وقال لعبد صالح رضى دعاءه :(إِذْ نَادَى رَبَّهُ نِدَاءً خَفِيّاً)وروى مبارك عن الحسن قال" :كانوا يجتهدون فى الدعاء ولا يسمع إلا همسا "وروى أبو موسى الأشعرى قال: كنا عند النبى صلى الله عليه وسلم فسمعهم يرفعون أصواتهم فقال" :يا أيها الناس إنكم لا تدعون أصم ولا غائبا "وروى سعد بن مالك أن النبى صلى الله عليه وسلم قال" :خير الذكر الخفى وخير الرزق ما يكفى "وروى بكر بن خنيس عن ضرار عن أنس :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : "عمل البر كله نصف العبادة والدعاء نصف العبادة "وروى سالم عن أبيه عن عمر قال :كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا رفع يديه فى الدعاء لا يردهما حتى يمسح بهما وجهه."
قال أبو بكر :فى هذه الآية وما ذكرنا من الآثار دليل على أن إخفاء الدعاء أفضل من إظهاره ;لأن الخفية هى السر، روى ذلك عن ابن عباس والحسن "وفى ذلك دليل على أن إخفاء آمين "بعد قراءة فاتحة الكتاب فى الصلاة أفضل من إظهاره لأنه دعاء ، والدليل عليه ما روى فى تأويل قوله تعالى (قَدْ أُجِيبَتْ دَعْوَتُكُمَا)قال :كان موسى يدعو وهارون يؤمن، فسماهما الله داعيين .وقال بعض أهل العلم :إنما كان إخفاء الدعاء أفضل لأنه لا يشوبه رياء (أحكام القرآن للجصاص، ج۴ص ۲۰۸،تحت آيت ۵۵ من سورة الأعراف)
قال الله تعالى :(إِذْ نَادَى رَبَّهُ نِدَاءً خَفِيّاً) فمدحه بإخفاء الدعاء ، وفيه الدليل على أن إخفاءه أفضل من الجهر به، ونظيره قوله تعالى :(ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعاً وَخُفْيَةً)وروى سعد بن أبى وقاص عن النبى صلى الله عليه وسلم" :خير الذكر الخفى وخير الرزق ما يكفى . "وعن الحسن أنه كان يرى أن يدعو الإمام فى القنوت ويؤمن من خلفه، وكان لا يعجبه رفع الأصوات .وروى أبو موسى الأشعرى أن النبى صلى الله عليه وسلم كان فى سفر فرأى قوما قد رفعوا أصواتهم بالدعاء فقال " :إنكم لا تدعون أصما ولا غائبا إن الذى تدعونه أقرب إليكم من حبل الوريد(أحكام القرآن للجصاص، ج۵ص ۴۴.۴۵، تحت آيت ۲۶ من سورة مريم) ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

پس امام کو چاہیے کہ نماز کے بعد بلند آواز سے دُعا کا معمول نہ بنائے اور مقتدی بھی بلند آواز سے دُعا کرنے پر زور نہ دیں؛ کبھی کبھار اتفاق سے امام مقتدیوں کو دعا سکھانے اور دعا کی تعلیم دینے کی غرض سے یا کسی خاص پیش آمدہ حادثہ کی وجہ سے لوگوں کی توجہ مبذول کرانے اور اُن کو بھی اس دعا کی تلقین کرنے کی غرض سے بلند آواز سے دُعا کرے، تو اس میں بھی حرج نہیں، بشرطیکہ کسی کی نماز وغیرہ میں خلل نہ آئے؛ اور اس کا مقصود بھی مقتدیوں کو دعا کی تعلیم دینا اور تلقین ومتوجہ کرنا ہو، بلند آواز سے دعا کو خود مقصود اور باعثِ ثواب یا لازم نہ سمجھا جائے۔

چنانچہ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

قَالَ أَصْحَابُنَا: إِنَّ الذِّكْرَ وَالدُّعَاءَ بَعْدَ الصَّلَاةِ يُسْتَحَبُّ أَنْ يُسَرَّ بِهِمَا إِلَّا أَنْ يَّكُوْنَ إِمَامًا يُرِيْدُ تَعْلِيْمَ النَّاسِ فَيَجْهَرَ لِيَتَعَلَّمُوْا، فَإِذَا تَعَلَّمُوْا وَكَانُوْا عَالِمِيْنَ أَسَرَّهُ (المجموع شرح المهذب) [1]

ترجمہ: ہمارے اصحاب نے فرمایا کہ نماز کے بعد ذکر اور دعا کا آہستہ آواز میں کرنا مستحب ہے، مگر یہ کہ کوئی امام لوگوں کو تعلیم دینا چاہے، تو ان کی تعلیم کی خاطر جہر کرسکتا ہے، پس جب مقتدی تعلیم حاصل کرلیں، اور وہ جان لیں تو پھر خاموشی سے ذکر ودعا کرے (ترجمہ ختم)

اور علامہ ابنِ حاج رحمہ اللہ اپنی کتاب ''المدخل'' میں فرماتے ہیں کہ:

وَكَذٰلِكَ يُسْتَحَبُّ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنَ الْمُصَلِّيْنَ أَنْ يَّدْعُوَ لِنَفْسِهٖ وَلِمَنْ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

واستدل بالآية على أن إخفاء الذكر أفضل، ويوافق ذلک ما أخرجه أحمد من قوله صلّى الله عليه وسلّم: خير الذكر الخفى وهى ناعية على جهلة زماننا من المتصوفة ما يفعلونه مما يستقبح شرعا وعقلا وعرفا فإنا الله وإنا إليه راجعون. هذا (روح المعانى، ج۵ص۱۴۵، تحت سورة الاعراف)

والمستحب عندنا فى الدعاء والأذكار الإخفاء إلا إذا تعلق بإعلانه مقصود كالأذان والخطبة وغيرهما والتلبية للإعلام بالشروع فيما هو من أعلام الدين فكان رفع الصوت بها مستحبا قاله فى العناية (حاشية الشرنبلالى على درر الحكام شرح غرر الأحكام، ج۱ص۲۲۲، كتاب الحج، مواقيت الإحرام)

[1] ج۳ص۴۸۷، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، دار الفكر، بيروت.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

حَضَرَهُ مِنْ إِخْوَانِهِ الْمُسْلِمِينَ مِنْ إِمَامٍ وَمَأْمُومٍ وَلْيَحْذَرُوا جَمِيعًا مِّنَ الْجَهْرِ بِالذِّكْرِ وَالدُّعَآءِ وَبَسْطِ الْأَيْدِي عِنْدَهُ أَعْنِي عِنْدَ الْفَرَاغِ مِنَ الصَّلَاةِ إِنْ كَانَ فِي جَمَاعَةٍ فَإِنَّ ذٰلِكَ مِنَ الْبِدَعِ لِمَا تَقَدَّمَ ذِكْرُهُ اَللّٰهُمَّ إِلَّا أَنْ يُّرِيْدَ الْإِمَامُ بِذٰلِكَ تَعْلِيمَ الْمَأْمُومِينَ بِأَنَّ الدُّعَاءَ مَشْرُوْعٌ بَعْدَ الصَّلَاةِ فَيَجْهَرُ بِذٰلِكَ وَيَبْسُطُ يَدَيْهِ عَلٰى مَا قَالَهُ الشَّافِعِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى ،حَتّٰى إِذَا رَأَى أَنَّهُمْ قَدْ تَعَلَّمُوْا أَمْسَكَ (المدخل لابن الحاج) [1]

ترجمہ: اوراسی طریقہ سے (نماز کے بعد) تمام نمازیوں کو اپنے لئے اور اپنے مسلمان حاضرین بھائیوں یعنی امام اور مقتدیوں کے لئے اپنے طور پر دعا کرنا مستحب ہے، اور نماز کے بعد سب لوگ اجتماعی طور پر ہاتھ اٹھا کر جہر کے ساتھ ذکر اور دعا کرنے سے پرہیز کریں، اگر یہ اجتماعی طور پر ہو، تو یہ بدعت ہوجائے گا، جیسا کہ پہلے اس کا ذکر گزرا، مگر یہ کہ امام مقتدیوں کو جہر کر کے تعلیم دینے کا ارادہ کرے، تاکہ انہیں معلوم ہوجائے کہ نماز کے بعد دعا شرعاً ثابت ہے، تو وہ اس طور پر جہر کرسکتا ہے، اور اپنے ہاتھ پھیلاسکتا ہے، جیسا کہ امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا، یہاں تک کہ امام جب یہ بات جان لے کہ مقتدیوں کو یہ بات معلوم ہوچکی ہے (کہ نماز کے بعد دعا شرعاً ثابت ہے) تو پھر جہر کرنے سے رک جائے

(ترجمہ ختم)

تفسیر معارف القرآن میں ہے کہ:

''ہمارے زمانہ کے ائمۂ مساجد کو اللہ تعالیٰ ہدایت فرماویں کہ قرآن وسنت کی اس تلقین (یعنی آہستہ دُعا کرنے کی ہدایت) اور بزرگانِ سلف کی ہدایات کو یکسر چھوڑ بیٹھے،

---

[1] ج۲ص ۲۸۰، ۲۸۱، التنفل فی المساجد بتوابع الفرائض.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ہر نماز کے بعد دُعا کی ایک مصنوعی سی کارروائی ہوتی ہے، بُلند آواز سے کچھ کلمات پڑھے جاتے ہیں، جو آدابِ دعا کے خلاف ہونے کے علاوہ ان نمازیوں کی نماز میں بھی خلل انداز ہوتے ہیں جو مسبوق ہونے کی وجہ سے امام کے فارغ ہونے کے بعد اپنی باقی ماندہ نماز پوری کررہے ہیں، غلبۂ رسوم نے اس کی بُرائی اور مفاسد کو ان کی نظروں سے اوجھل کردیا ہے، کسی خاص موقعہ پر خاص دُعا پوری جماعت سے کرانا مقصود ہو، ایسے موقعہ پر ایک آدمی کسی قدر آواز سے دُعا کے الفاظ کہے اور دوسرے آمین کہیں اس کا مضائقہ نہیں، شرط یہ ہے کہ دوسروں کی نماز وعبادت میں خلل کا موجِب نہ بنے اور ایسا کرنے کی عادت نہ ڈالیں کہ عوام یہ سمجھنے لگیں کہ دُعا کرنے کا طریقہ یہی ہے، جیسا کہ آج کل عام طور سے ہورہا ہے'' (معارف القرآن عثمانی جلد سوم صفحہ ۵۷۸، سورۃ اعراف درذیل آیت نمبر ۵۵، ۵۶)

اور حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

عوام کے حالات کا تجربہ شاہد ہے کہ امام کی نیت اگر درست بھی ہو تب بھی جب اس طرح جہر کے ساتھ دُعاء التزام سے کی جائے تو عوام اسی طریق کو سنت سمجھنے لگتے ہیں، جو ایسا نہ کرے، اُس کو بُرا جانتے ہیں، اس لیے جہراً دُعا کا ترک کرنا ہی اسلم ہے (حاشیہ: احکامِ دعا صفحہ ۳۴)

اور حضرت مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

دعا میں اخفا بالاتفاق زیادہ افضل ہے، اور اس صورت میں امیدِ قبول زیادہ ہے (احسن الفتاویٰ ج ۳ ص ۶۶)

پس نماز کے بعد ذکر و دعا جو بھی کرنی ہو، اس کا عام حالات میں آہستہ آواز میں کرنا افضل ہے، مگر یہ کہ کسی وقت دوسروں کی تعلیم و تفہیم کے لیے آوازِ بلند کی جائے۔

اور بعض روایات سے جو نماز کے بعد بلند آواز سے دعا و ذکر کرنا یا تکبیر وغیرہ کا کہنا معلوم ہوتا

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ہے تو وہ تعلیم جیسی ضرورت پر محمول ہے۔ [۱]

(۶)......دعا اصل مانگنے کا عمل ہے، نہ کہ پڑھنے کا

دُعا اصل میں اللہ تعالیٰ سے مانگنے اور طلب کرنے کا نام ہے، جس کا اصل تعلق دل کے ساتھ ہے، اور کسی بھی زبان میں اللہ تعالیٰ سے دعا کی جاسکتی ہے؛ اس لیے خاص قسم کے رَٹے رَٹائے الفاظ کو مقصود نہ سمجھا جائے اور دُعا کے رَٹے رَٹائے بول اور کلمات زبان سے پڑھنے کے بجائے دل کی توجہ اور انابت کے ساتھ دعا کی جائے۔

البتہ مسنون دعا کے کلمات استحضار اور توجہ کے ساتھ پڑھنے کے افضل ہونے میں شبہ نہیں۔

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ تفسیر معارفُ القرآن میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

”آج کل عوام جس انداز سے دُعا مانگتے ہیں اول تو اس کو دُعا مانگنا ہی نہیں کہا جاسکتا، بلکہ پڑھنا کہنا چاہئے، کیونکہ اکثر یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ ہم جو کلمات

---

[۱] وقال ابن حجر :هو بمعنى رواية الصحيحين عنه أيضا أنه قال :إن رفع الصوت بالذكر حين ينصرف الناس من المكتوبة كان على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم فأراد بالتكبير فى الأول مطلق الذكر، وحمل الشافعي جهره هذا على أنه كان لأجل تعلم المأمومين لقوله تعالى :(ولا تجهر بصلاتک)الآية، نزلت فى الدعاء كما فى الصحيحين، واستدل البيهقي وغيره لطلب الإسرار بخبر الصحيحين :أنه عليه السلام أمرهم بترک ما كانوا عليه من رفع الصوت بالتهليل والتكبير، وقال : "إنكم لا تدعون أصم ولا غائبا إنه معكم إنه سميع قريب "اهـ.

ويسن الإسرار فى سائر الأذكار أيضا، إلا فى التلبية والقنوت للإمام، وتكبير ليلتى العيد، وعند رؤية الأنعام فى عشر ذى الحجة، وبين كل سورتين من الضحى إلى آخر القرآن، وذكر السوق الوارد وعند صعود الهضبات والنزول من الشرفات(مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، ج۲ص ۷۶۰، كتاب الصلاة،باب الذكر بعد الصلاة،الفصل الأول)

استدل به بعض السلف على استحباب رفع الصوت بالتكبير والذكر عقيب المكتوبة، وممن استحبه من المتأخرين :ابن حزم، وقال ابن بطال :أصحاب المذاهب المتبعة وغيرهم متفقون على عدم استحباب رفع الصوت بالتكبير، والذكر، حاشا ابن حزم، وحمل الشافعي هذا الحديث على أنه جهر ليعلمهم صفة الذكر، لا أنه كان دائما .قال :واختار للإمام والمأموم أن يذكر الله بعد الفراغ من الصلاة، ويخفيان ذلک، إلا أن يقصد التعليم فيعلما ثم يسرا(عمدة القارى شرح صحيح البخارى، ج۶ص ۱۲۶، كتاب مواقيت الصلاة،باب الذكر بعد الصلاة)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

زبان سے بول رہے ہیں اُن کا مطلب کیا ہے؟ جیسا کہ آج کل عام مساجد میں اماموں کا معمول ہوگیا ہے، کہ کچھ عربی زبان کے کلماتِ دُعائیہ اُنہیں یاد ہوتے ہیں، ختمِ نماز پر اُنہیں پڑھ دیتے ہیں، اکثر تو خود ان اماموں کو بھی ان کلمات کا مطلب ومفہوم معلوم نہیں ہوتا اور اگر ان کو معلوم ہو تو کم از کم جاہل مقتدی تو اس سے بالکل بے خبر ہوتے ہیں، وہ بے سمجھے بوجھے امام کے پڑھے ہوئے کلمات کے پیچھے آمین آمین کہتے ہیں، اس سارے تماشہ کا حاصل چند کلمات کا پڑھنا ہوتا ہے، دُعا مانگنے کی جو حقیقت ہے یہاں پائی ہی نہیں جاتی، یہ دوسری بات ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل ورحمت سے ان بے جان کلمات ہی کو قبول فرما کر قبولیتِ دعا کے آثار پیدا فرمادیں، مگر اپنی طرف سے یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ دُعا پڑھی نہیں جاتی بلکہ مانگی جاتی ہے، اس کے لئے ضروری ہے کہ مانگنے کے ڈھنگ سے مانگی جائے‘‘ (معارف القرآن جلد سوم صفحہ ۵۷۷، سورۃ اعراف درذیل آیت نمبر ۵۵، ۵۶)

(۷)......جماعت کے اختتام پر امام ومقتدیوں کا ایک وقت میں دعا کرنا

یہ ملحوظ رہنا ضروری ہے کہ جماعت سے نماز پڑھنے کی صورت میں اس دعا کو جماعت کا حصہ اور جماعت کی طرح کا اجتماعی عمل نہ سمجھا جائے اور ایک ساتھ دعا ختم کرنے کو ضروری نہ سمجھا جائے، کیونکہ امام ومقتدی کا تعلق سلام پھیرنے پر ختم ہوجاتا ہے (جیسا کہ پہلے گزرا)

اس لیے امام ومقتدی اس دعا کو اپنا اپنا انفرادی عمل سمجھیں، اور سب اپنے اپنے مقاصد، ضروریات وحاجات کی دعا مانگیں اور جماعت سے نماز پڑھنے کی صورت میں ایک ساتھ نماز ختم ہونے کی وجہ سے ایک وقت میں سب کے دُعا کرنے کو ایک ضمنی، تبعی وصوری اجتماع سمجھیں۔

اور امام کے آہستہ دُعا کرنے اور کبھی اس دُعا کو چھوڑ دینے کی صورت میں اُس پر لعن طعن وملامت بھی نہ کریں، کیونکہ دُعا آہستہ آواز میں افضل ہے، افضل عمل پر ملامت کیسی؟ اور نماز

Idara Ghufran

کے بعد دُعا سنتِ غیر مؤکدہ و مستحب عمل ہے اس کے چھوڑنے پر ملامت کرنا، اسے لازم سمجھنے کی نشانی ہے، جو خود نا جائز ہے۔

چنانچہ امام شاطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

فَقَدْ حَصَلَ اَنَّ الدُّعَاءَ بِهَيْئَةِ الْاِجْتِمَاعِ دَائِمًا لَمْ يَكُنْ مِنْ فِعْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم كَمَا لَمْ يَكُنْ قَوْلُهٗ وَلَا اِقْرَارُهٗ (الاعتصام للشاطبی) [۱]

ترجمہ: پس یہ بات ثابت ہوگئی کہ دعا اجتماعی انداز میں ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے ثابت نہیں، جیسا کہ آپ کے قول اور تقریر سے ثابت نہیں (ترجمہ ختم)

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ ایک فتوے کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ:

اور چونکہ یہ افعال دعا و تسبیحات امام و مقتدی سب کے لئے بعد نماز مستحب ہیں، اگر سب ہی اس میں مشغول ہوں گے تو یہ ایک اقتران (اور ایک ساتھ دعا کرنا) اتفاقی ہوگا، نہ کہ اجتماعِ مستقل؛ اس لیے ان افعال کو فی نفسہا مستحب کہا جائے گا، اور اجتماع کو نہ ضروری سمجھا جائے، اور نہ بدعت غیر مشروع کہا جائے؛ اس لیے عامۂ سلف سے اس اجتماع پر نکیر منقول نہیں، اور علامہ شاطبی رحمہ اللہ نے کتابُ الاعتصام میں جو اس کو بدعت فرمایا ہے، اس کا حاصل بھی احقر نے یہی سمجھا ہے کہ اجتماع للدّعا کو مقصودِ اصلی مثل دیگر عبادات کے سمجھنا بدعت ہے، نہ یہ کہ اقترانِ اتفاقی کے طور پر مجتمعاً (ایک ساتھ) دعا کرنے کو بدعت کہا جاتا ہے (امداد المفتین صفحہ ۲۴۲ و ۲۴۳، کتاب الذکر والدعاء والتعویذات)

حضرت مولانا مفتی محمود الحسن گنگوہی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

---

[۱] الجزء الاول ، صفحہ ۲۴۴، الباب الخامس فی احکام البدع الحقیقیة والاضافیة والفرق بینهما، داراحیاء التراث العربی، بیروت.

Idara Ghufran

’’حدیث میں ہر نماز کے بعد دُعا کا مقبول ہونا وارِد ہوا ہے ،فرض نماز پڑھی ، ہر ایک چاہتا ہے کہ میری دُعا قبول ہو تو ہر کوئی دُعا کرنے لگتا ہے، یہ غیر اختیاری اجتماع ہوجاتا ہے ،............ تو قدرتی طور پر اجتماع ہوگا لیکن حضور صلی ا للہ علیہ وسلم نے اس کے لئے اہتمام نہیں کرایا‘‘(ملفوظات فقیہ الامت جلد اوّل صفحہ ۲۰۴، درذیلِ عنوان مایتعلق بالحدیث، مطبوعہ دارُالھدیٰ، کراچی)

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں کہ:

’’کوکبُ الدری صفحہ ۲۹۱ جلد ۲ میں لکھا ہے کہ جو شخص نماز کے بعد دُعاء نہ کرے اس کو تعزیر کی جائے، دیکھو نفسِ دعا کا ثبوت ارشادِ باری تعالیٰ ’’اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ ‘‘ سے ہے،اور ہر نماز کے بعد دُعاء کے بارے میں حدیث شریف میں ہے :’’بَعْدَدُبُرِ کُلِّ صَلَاۃٍ دَعْوَۃٌ مُسْتَجَابَۃٌ‘‘(کہ ہر نماز کے بعد دعا قبول ہوتی ہے) رہا حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا جمع ہوکر دُعا کرنا، سواس بات کا ثبوت بہت دُشوار ہے، ہاں حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فلاں صاحب کو فلاں دُعاء نماز کے بعد پڑھنے کے لئے فرمایا اور خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے بعد دُعا فرمائی، اس طریقہ پر اس کا ثبوت ہے۔ [1]

پھر اجتماع تو نماز کے لئے ہوتا ہے نہ کہ دُعاء کے لئے اور نماز کے بعد دُعا مقبول ہے، مستحب ہے، جب ہر شخص اس مستحب پر عمل کرے گا تو اجتماعیت خود ہی بن جائے گی، اس کو اجتماعی دُعا کا عنوان دینا ہی صحیح نہیں، اس واسطے کہ اجتماع تو نماز کے لئے ہوا ہے نہ کہ دُعاء کے لئے‘‘(ملفوظات فقیہ الامت جلد اوّل صفحہ ۲۷۲، ۲۷۳، درذیلِ

---

[1] مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسروں کو اپنے قول سے نماز کے بعد دعا کی ترغیب دی، اور خود بھی فعلاً وعملاً نماز کے بعد دعا فرمائی، اور ظاہر ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول پر یقیناً عمل کرتے ہوں گے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کہ امام ہوتے تھے اور صحابۂ کرام جو کہ مقتدی ہوتے تھے، سب کا اپنے اپنے طور پر دعا کرنا ثابت ہوگیا، اور اس طرح یہ اجتماع ایک ضمنی چیز کے طور پر ثابت ہوگا۔ محمد رضوان

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

عنوان مسائلِ فقہیہ، مطبوعہ دارُالھدیٰ، کراچی)

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

''۱......آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد احادیث میں نمازِ فرض کے بعد دعا کی ترغیب دی ہے اور اس کو قبولیتِ دعا کے مواقع میں شمار فرمایا ہے۔

۲......صحیح احادیث میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھانے اور دعا کے بعد ان کو چہرے پر پھیرنے کو آدابِ دعا میں ذکر فرمایا ہے۔

۳......متعدد احادیث میں فرض نماز کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دعا کرنا ثابت ہے، یہ تمام امور ایسے ہیں کہ کوئی صاحبِ علم جس کی احادیثِ طیبہ پر نظر ہو، ان سے ناواقف نہیں، اس لئے فقہائے امت نے فرض نمازوں کے بعد دعا کو آداب و مستحبات میں شمار کیا ہے، امام نووی رحمہ اللہ شرح مہذب (ج۔۳ص ۴۸۸) میں لکھتے ہیں:

''اَلدُّعَاءُ لِلْاِمَامِ وَالْمَأْمُوْمِ وَالْمُنْفَرِدِ وَهُوَ مُسْتَحَبٌّ عَقِبَ كُلِّ الصَّلٰوَاتِ بِلَاخِلَافٍ''

''یعنی نمازوں کے بعد دعا کرنا بغیر کسی اختلاف کے مستحب ہے، امام کے لئے بھی، مقتدی کے لئے بھی اور منفرد کے لئے بھی''

علومِ حدیث میں امام نووی رحمہ اللہ کا بلند مرتبہ جس کو معلوم ہے وہ کبھی اس متفق علیہ مستحب کو بدعت کہنے کی جسارت نہیں کرسکتا ہے، اور فرض نماز جب باجماعت ادا کی گئی ہو تو ظاہر ہے کہ اس کے بعد دعا صورۃً اجتماعی ہوگی، لیکن امام اور مقتدی ایک دوسرے کے پابند نہیں، بلکہ اپنی اپنی دعا کررہے ہیں، اس لئے امام کا پکار پکار کر دعا کرنا اور مقتدیوں کا آمین، آمین کہنا صحیح نہیں، ہر شخص کو اپنی اپنی دعا کرنی چاہئے، اور سنن ونوافل کے بعد امام کا مقتدیوں کے انتظار میں بیٹھے رہنا

Idara Ghufran

اور پھر سب کا مل کر دعا کرنا یہ بھی صحیح نہیں'' (آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد دوم، صفحہ ۲۷۲،۲۷۳)

اور حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی صاحب زید مجدہم فرماتے ہیں کہ:

امام، مقتدی اور منفرد سب کے واسطے فرض نماز کے بعد دعا کا سنت ہونا ثابت ہوتا ہے، اس لیے سب کو دعا کرنی چاہیے، اور جب فرائض کے بعد امام اور مقتدی اس سنت پر عمل کرتے ہوئے دعا کریں گے، تو ضمناً خود بخود اجتماع ہو جائے گا، لیکن یہ اجتماع ایک ضمنی چیز ہے، اور جائز ہے؛ اس کے لیے الگ سے صریح اور مستقل ثبوت کا طالب ہونا اور ثبوت نہ ملنے پر اس کو بدعت قرار دینا درست نہیں (فقہی رسائل جلد اوّل صفحہ ۱۴۲، مطبوعہ: میمن اسلامک پبلشرز، کراچی)

بعض لوگ اس کا التزام کرتے ہیں کہ امام اور مقتدی سب مل کر ہی دعا کریں، ابتداء بھی ساتھ ہو، اور انتہاء بھی ساتھ ہو...... حالانکہ اوپر لکھا جاچکا ہے کہ اس دعا میں اجتماع اصل مقصود نہیں، بلکہ وہ ایک ضمنی چیز ہے، لہٰذا تابع کو اصل دعا کے درجے سے آگے بڑھانا بھی درست نہیں (فقہی رسائل جلد اوّل صفحہ ۱۴۳؛ مطبوعہ: میمن اسلامک پبلشرز، کراچی)

ہماری گزشتہ تحریر کردہ تفصیل وحوالہ جات سے دو غلطیوں کا ازالہ ہو گیا۔

ایک تو یہ کہ بعض لوگ جو جماعت کی نماز کے بعد دعا کو امام اور مقتدیوں کے لیے حقیقتاً اجتماعی دعا سمجھتے اور اس کو اجتماعی دعا کا عنوان دیتے ہیں۔

دوسرے یہ کہ بعض لوگ جو ضمنی وصوری اجتماع کو بھی حقیقی اجتماع سمجھنے لگتے ہیں، اور پھر مستقل اس کا ثبوت نہ ملنے پر اس کو بدعت کہتے ہیں، یہ دونوں باتیں افراط اور تفریط اور غلط فہمی پر مبنی ہیں۔

لہٰذا جو لوگ جماعت سے پڑھی گئی نماز کے بعد اجتماعی دعا کے قائل ہیں، اگر ان کی مراد حقیقی اجتماعی دعا ہو تو ہمیں اس سے اتفاق نہیں، کیونکہ احادیث سے اس کی تائید نہیں ہوتی۔

Idara Ghufran

اور جو حضرات صوری اجتماع کو حقیقی اجتماع قرار دے کر صوری اجتماع کو بھی ناجائز قرار دیتے ہیں، ہمیں ان کے موقف سے بھی اتفاق نہیں، کیونکہ فرض نماز کے بعد دعا کی ترغیب اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرض نماز کے بعد دعا کرنا، احادیث سے ثابت ہے (جن کا ذکر پیچھے کیا جاچکا) اور یہ احادیث منفرد، عورت ومرد، اور امام ومقتدی سب کو شامل ہیں، تنہا نماز پڑھنے والے کے لیے ان احادیث میں تخصیص کی کوئی دلیل نہیں۔ لہٰذا جب کوئی جماعت کے بغیر تنہا نماز پڑھے گا تو وہ سلام پھیر کر دعا کرے گا، اور جو جماعت سے نماز پڑھے گا وہ بھی سلام پھیر کر دعا کرے گا، اور جو امامت کرائے گا وہ بھی سلام پھیر کر دعا کرے گا، اور ہر ایک ہی اس سنت پر اپنے اپنے طور پر عمل کرے گا، جماعت سے پڑھی گئی نماز میں کیونکہ امام اور مقتدیوں کے حق میں سلام پھیرتے ہی دعا کا وقت ایک ساتھ شروع ہوجاتا ہے، تو وہ سب اپنی اپنی دعا میں جب مشغول ہوں گے، تو صورتاً اور ظاہراً تو یہ اجتماع ہوگا، لیکن حقیقتاً دعا کے لیے اجتماع نہیں ہوگا، اس لیے اس کو ناجائز وبدعت قرار دینا احادیث وسنت کے حقیقی اور صحیح مفہوم سے بے خبری کی علامت ہوگا۔

البتہ یہ بات ہم ذکر کرہی چکے ہیں کہ اس کو حقیقی اجتماعی دعا سمجھنا غلط ہے۔

اسی طرح سلام پھیرنے کے بعد امام ومقتدی کے تعلق کو جماعت کی طرح برقرار سمجھنا یا اُن کے ایک ساتھ دعا شروع اور ختم کرنے کو ضروری سمجھنا بھی درست نہیں۔ لیکن کیونکہ دعا کی قبولیت کا یہ وقت نماز کا سلام پھیرتے ہی شروع ہوجاتا ہے۔ اسی طرح جن نمازں کے بعد سنتیں ونفلیں ہیں، ان میں مختصر دعا پر اکتفا کرنے کا حکم ہے، اور مختصر دعا واذکار کی مقدار بھی بعض فقہائے کرام نے ''اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ الیٰ آخرہٖ'' یا اس کے لگ بھگ بیان فرمائی ہے۔

مختصر دعا کا یہ حکم امام ومقتدی اور تنہا نماز پڑھنے والے سب کے لیے ہے۔

لہٰذا جب امام ومقتدی سب اس حکم پر عمل کریں گے، تو ایک ساتھ دعا شروع کرنے اور دعا

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

سے فراغت کا یہ عمل بھی ایک ضمنی چیز ہوگا؛ اس کو ناجائز وغلط قرار دینا بھی درست نہ ہوگا۔

جیسا کہ امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

وَلِلْمَأْمُومِ أَنْ يَّنْصَرِفَ إِذَا قَضَى الْإِمَامُ السَّلَامَ قَبْلَ قِيَامِ الْإِمَامِ وَأَنْ يُؤَخِّرَ ذٰلِكَ حَتّٰى يَنْصَرِفَ بَعْدَ انْصِرَافِ الْإِمَامِ، أَوْ مَعَهُ أَحَبُّ إِلَيَّ لَهُ (كتاب الأم للشافعي) [1]

ترجمہ: اور مقتدی کے لئے یہ بات جائز ہے کہ جب امام سلام پھیر دے تو وہ امام کے کھڑے ہونے سے پہلے اٹھ جائے، اور یہ بھی جائز ہے کہ اُٹھنے کو مؤخر کرے، یہاں تک کہ امام کے اُٹھنے کے بعد اٹھے یا اس کے ساتھ ساتھ اٹھے، مجھے مقتدی کے لئے یہ بات زیادہ پسند ہے (ترجمہ ختم)

اور جن نمازوں کے بعد سنن ونوافل نہیں ہیں، ان میں لمبی دعا کرنے بھی حرج نہیں، اس لیے جو شخص جتنی دیر چاہے دعا کرے، امام پہلے فارغ ہو جائے اور مقتدی بعد تک دعا میں مشغول رہیں، یا اس کے برعکس عمل ہو؛ سب بلاکراہت جائز ہے۔ اس مسئلہ اور فرق کو اچھی طرح سمجھ لینے کی ضرورت ہے، تا کہ افراط وتفریط میں مبتلا ہوکر غلطی کا شکار نہ ہوں۔

یہاں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بعض اہلِ حق علماء وفقہاء نے جو نماز کے بعد اجتماعی دعا کا انکار کیا ہے، اس سے یا تو اس اجتماع کو مقصود سمجھ لینے یعنی حقیقی اجتماعی دعا کا انکار ہے یا کسی اور خرابی کی وجہ سے اس کی تردید کرنا مقصود ہے، اور جن حضرات نے نماز کے بعد اجتماعی دعا کا اثبات کیا ہے، اُن کی مراد صورتاً وضمناً اجتماع ہے، نہ کہ حقیقتاً۔ [2]

---

[1] ج ۱، ص ۱۵۱، باب کلام الإمام وجلوسه بعد السلام، دار المعرفة، بیروت.

[2] جیسا کہ حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی رحمہ اللہ نے جماعت کے بعد دعا میں رائج بعض منکرات کے پائے جانے کی وجہ سے یہ تحریر فرمایا ہے کہ:

''اس لئے ائمہ مساجد پر یہ لازم ہے کہ جہر کی رسم کو تو بالکلیہ ختم کر دیں اور اجتماعاً سری دعا سے متعلق بھی مقتدیوں کو یہ تبلیغ کرتے رہیں کہ یہ طریقہ سنت سے ثابت نہیں، اس لئے اس کا زیادہ اہتمام نہیں کرنا چاہئے،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

(۸)......سنتوں سے فارغ ہونے کے بعد لوگوں کا مِل کر دعا کرنا

بعض علاقوں کی مساجد میں جماعت سے نماز پڑھنے کے بعد سنتوں سے فارغ ہوکر امام اور مقتدی اجتماعی دعا کرتے ہیں، جس کا شرعاً کوئی ثبوت نہیں۔

جب سنتیں اور نفل الگ الگ پڑھی جاتی ہیں، ان کے بعد اکٹھے ہوکر دعا مانگنا، نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی فرمان سے، نہ صحابہ وتابعین، تبعِ تابعین اور ائمۂ دین میں سے کسی کے قول وعمل سے ثابت ہے۔

بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام کی اکثر عادتِ شریفہ تو سنن ونوافل گھر میں جاکر ادا کرنے کی تھی۔

پھر کیا سنتیں گھر میں پڑھ کر یہ حضرات دوبارہ دعا کے لیے مسجد میں تشریف لاتے تھے؟ ظاہر ہے کہ اس کا ثبوت نہیں۔

چنانچہ اعلاءُ السنن میں ہے کہ:

وَرَحِمَ اللّٰہُ طَائِفَۃً مِّنَ الْمُبْتَدِعَۃِ فِیْ بَعْضِ اَقْطَارِ الْھِنْدِ حَیْثُ وَاظَبُوْا

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

بلکہ ائمہ حضرات کبھی کبھار عملاً بھی اجتماعی دعا میں ناغہ کردیا کریں تاکہ عوام کے ذہن سے اس طریقہ کی سنّیت کا خیال نکل جائے، مگر عملی اقدام سے قبل بطریقِ ملاطفت اور نرمی سے لوگوں کو مسئلہ کی حقیقت سمجھائیں اور خوب ذہن نشین کرائیں تاکہ انتشار وفتنہ کی صورت پیدا نہ ہو‘‘ (احسن الفتاویٰ ج۳ ص ۶۸)

اس سے بعض لوگ نماز کے بعد دعا کا مطلق انکار سمجھتے ہیں، حالانکہ ہر ایک کے اپنے مشاہدے اور زمان ومکان کے فرق سے افراط وتفریط کے ہونے نہ ہونے اور منکرات کے وجود وعدمِ وجود میں اختلاف ممکن ہے، اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہر جگہ یا ہر زمانے میں یہ مفاسد ومنکرات موجود ہوں۔ اگر حقیقی اجتماعی دعا کا کوئی عقیدہ رکھے یا کسی اور خرابی میں مبتلا ہو تو اس کے ناجائز ہونے میں شبہ نہیں، اور اگر صوری اجتماع کا اہتمام کسی جگہ لوگوں کے اس کو حقیقی اجتماع سمجھنے کا ذریعہ بننے لگے تو کبھی کبھی عملاً اس دعا کو ترک کردینا چاہیے، تاکہ اس قسم کی خرابیوں سے حفاظت رہے۔

اور حضرت مفتی صاحب موصوف رحمہ اللہ کی مراد بھی یہی ہے؛ باقی منکرات سے بچتے ہوئے دعا کے تو خود حضرت مفتی صاحب موصوف رحمہ اللہ بھی قائل ہیں، جس کا حوالہ ہم پہلے ذکر کرچکے ہیں۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

عَلٰی اَنَّ الْاِمَامَ وَمَنْ مَعَهٗ يَقُوْمُوْنَ بَعْدَ الْمَكْتُوْبَةِ بَعْدَ قِرَاءَ تِهِمْ :اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ الخ .ثُمَّ إِذَا فَرَغُوْا مِنْ فَعْلِ السُّنَنِ وَالنَّوَافِلِ يَدْعُوْ الْاِمَامُ عَقَبَ الْفَاتِحَةِ جَهْراً بِدُعَاءٍ مَرَّةً ثَانِيَةً ، وَّالْمُقْتَدُوْنَ يُؤَمِّنُوْنَ عَلٰى ذَالِكَ ،وَقَدْ جَرَى الْعَمَلُ مِنْهُمْ بِذَالِكَ عَلٰى سَبِيْلِ الْاِلْتِزَامِ وَالدَّوَامِ حَتّٰى اَنَّ بَعْضَ الْعَوَامِ اِعْتَقَدُوْا اَنَّ الدُّعَاءَ بَعْدَ السُّنَنِ وَالنَّوَافِلِ بِاجْتِمَاعِ الْاِمَامِ وَالْمَأْمُوْمِيْنَ ضَرُوْرِيٌّ وَاجِبٌ ،حَتّٰى أَنَّهُمْ إِذَا وَجَدُوْا مِنَ الْاِمَامِ تَأْخِيْرًا لِأَجْلِ اشْتِغَالِهٖ بِطَوِيْلِ السُّنَنِ وَالنَّوَافِلِ اِعْتَرَضُوْا عَلَيْهِ قَائِلِيْنَ : اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ لِلدُّعَاءِ ثَانِيًا وَهُوَ يُطِيْلُ صَلَاتَهٗ ،وَحَتّٰى أَنَّ مُتَوَلِّيَ الْمَسَاجِدِ يُجْبِرُوْنَ الْاِمَامَ الْمُوَظَّفَ عَلٰى تَرْوِيْجِ هٰذَا الدُّعَاءِ الْمَذْكُوْرِ بَعْدَ السُّنَنِ وَالنَّوَافِلِ عَلٰى سَبِيْلِ الْاِلْتِزَامِ، وَمَنْ لَّمْ يَرْضَ بِذَالِكَ يَعْزِلُوْنَهٗ عَنِ الْاِمَامَةِ وَيُطْعِنُوْنَهٗ ،وَلَا يُصَلُّوْنَ خَلْفَ مَنْ لَّا يَصْنَعُ بِمِثْلِ صَنِيْعِهِمْ .

وَأَيْمُ اللهِ اِنَّ هٰذَا اَمْرٌ مُحْدَثٌ فِيْ الدِّيْنِ (وَبَعْدَ اَسْطُرٍ) فَفِيْ كُلِّ ذٰلِكَ دَلَالَةٌ عَلٰى اَنَّ عَادَتَهُ الْغَالِبَةَ فِيْ اَدَاءِ السُّنَنِ وَالنَّوَافِلِ كَانَتْ صَلَاتُهَا فِي الْبَيْتِ وَلَمْ يَثْبُتْ فِيْ حَدِيْثٍ مَّا اَنَّهٗ كَانَ يَرْجِعُ اِلَى الْمَسْجِدِ لِاَجْلِ الدُّعَاءِ بَعْدَهَا وَاَيْضًا فَفِيْ ذٰلِكَ مِنَ الْحَرَجِ مَالَا يَخْفٰى وَاَيْضًا فَقَدْ مَرَّ اَنَّ الْمَنْدُوْبَ يَنْقَلِبُ مَكْرُوْهًا اِذَا رُفِعَ عَنْ رُتْبَتِهٖ لِاَنَّ التَّيَامُنَ مُسْتَحَبٌّ فِيْ كُلِّ شَيْءٍ مِّنْ اُمُوْرِ الْعِبَادَةِ لٰكِنْ لَمَّا خَشِيَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ اَنْ يَّعْتَقِدُوْا وُجُوْبَهٗ اَشَارَ اِلٰى كَرَاهَتِهٖ فَكَيْفَ بِمَنْ اَصَرَّ عَلٰى بِدْعَةٍ اَوْ مُنْكَرٍ (اعلاءُ السنن) [1]

---

[1] ج ۳ص ۲۰۵، باب الانحراف بعد السلام و كيفيته وسنية الدعاء والذكر بعدالصلاة، ادارة القرآن، كراتشى.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ اہلِ بدعت کی ایک جماعت پر رحم فرمائے جو ہند کے بعض علاقوں میں موجود ہے، انہوں نے اپنی ہمیشہ کی یہ عادت بنالی ہے کہ امام اور اس کے ساتھ مقتدی فرض نماز کے بعد:

" اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلامُ وَمِنْکَ السَّلامُ الیٰ آخرہ "

پڑھ کر ٹھہرے رہتے ہیں؛ پھر جب سنتوں اور نفلوں سے فارغ ہوجاتے ہیں تو امام سورہ فاتحہ بلند آواز سے پڑھ کر دوسری مرتبہ دعا کرتا ہے اور مقتدی اُس پر آمین کہتے ہیں اور یہ عمل ان کی طرف سے اسی طریقے سے التزام اور دوام کے طریقے پر جاری ہے، یہاں تک کہ بعض عوام کا عقیدہ یہ ہے کہ سنتوں اور نفلوں کے بعد امام اور مقتدیوں کا مل کر دعا کرنا ضروری اور واجب ہے؛ یہاں تک کہ یہ لوگ اگر امام کی طرف سے سنتوں اور نفلوں میں لمبی مشغولی کی وجہ سے تاخیر کو پاتے ہیں تو اُس پر اعتراض کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم دوسری دعا کے منتظر ہیں اور امام صاحب لمبی نماز میں مشغول ہیں اور یہاں تک کہ مسجدوں کے متولی تنخواہ دار امام کو اس سنتوں اور نفلوں کے بعد التزامی طریقے پر مذکورہ دُعا کے رواج پر مجبور کرتے ہیں اور جو اس پر راضی نہیں ہوتا اُسے امامت سے علیٰحدہ کردیتے ہیں اور اس پر طعن وتشنیع بھی کرتے ہیں اور جو اُن کے اس طریقے پر عمل نہیں کرتا، اُس کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے اور اللہ کی قسم یہ چیز دین میں نئی ایجاد (وبدعت) ہے۔

(اور چند سطروں کے بعد ہے) پس ان تمام احادیث میں اس بات پر دلالت موجود ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت اکثر سنتوں اور نفلوں کے گھر میں ادا فرمانے کی تھی، اور کسی حدیث میں بھی یہ بات ثابت نہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سنن ونوافل پڑھنے کے بعد دعا کے لئے مسجد کی طرف لوٹ کر آئے ہوں، نیز اس میں (سب لوگوں کو پابند کرنے کی) حرج اور تنگی بھی پائی جاتی ہے، جیسا کہ مخفی

Idara Ghufran

نہیں؛ نیز یہ بات گزر چکی ہے کہ مستحب عمل کو جب اپنے رتبے سے بڑھادیا جاتا ہے تو وہ مکروہ کا حکم حاصل کرلیتا ہے، جیسا کہ عبادت کے کاموں میں دائیں طرف کا انتخاب مستحب ہے، لیکن جب حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کو یہ خوف ہوا کہ لوگ اس کے واجب ہونے کا اعتقاد اختیار کرلیں گے، تو انہوں نے اس عمل کے مکروہ ہونے کی طرف اشارہ فرمایا۔ پس جو شخص بدعت یا منکر پر اصرار کرے (اور زور دے) گا، تو اس کی کیا حالت ہوگی؟ (ترجمہ ختم)

خلاصہ یہ کہ نماز کے بعد سنن ونوافل سے فارغ ہوکر سب لوگوں کا مل کر اجتماعی دعا کا اہتمام کرنا اور پھر اس پر اصرار کرنا اور نہ کرنے والے پر طعن وتشنیع وغیرہ کرنا درست نہیں۔ ۱

اور سنن ونوافل کے بعد کی اس مروَّجہ اجتماعی دعا کو باجماعت فرائض کے بعد کی دعا پر قیاس کرنا بھی درست نہیں، کیونکہ فرض نماز جماعت سے پڑھنے اور ایک ساتھ ختم ہونے کے بعد اس کے اختتام پر دعا کے لئے اجتماع ضمنی ہے اور سنن ونوافل ہر شخص الگ الگ پڑھتا ہے۔ اس موقعہ پر ضمنی اجتماع کا بھی سوال پیدا نہیں ہوتا۔ ۲

---

۱ ثم ان ماراج فی کثیر من بلاد الهند الجنوبية الدعاء بكيفية مخصوصة بعد الرواتب: يستقبل الامام المقتدين ويدعون رافعى أيديهم، ثم ينادى الامام بصوت عال: "الفاتحة" فيقرأ هو والمقتديون الفاتحة ثم يصلون على النبى صلى الله عليه وسلم وبعضهم يتفنن فيه فيقول: الى روح النبى الكريم صلى الله عليه وسلم الفاتحة، ويواظبون على هذا طول أعمارهم فى جميع صلواتهم ويلتزمونه التزام واجب وينكرون على امام ومأموم لايفعل ذلک، وربما يفضى بهم الانكار الى خصام شديد وجدال قبيح، بل يؤدى الى قبائح وفظائع من الجهالات الفاحشة، ففى مثل هذه يقال انه بدعة تضمنت بدعات كثيرة، لأأرى لمثل هذا وجهة من السنة فافتتا ح الدعاء بالثناء على الله على ماهو أهله، ثم الصلاة عليه صلى الله عليه وسلم وان كان له أصل فى الشريعة ولكن الاختتام بالفاتحة والنداء للاعلام بقراء تها بصوت رفيع: "الفاتحة" ثم هذا الالتزام ثم تشديد النكير على التارک كل ذلک بعيد عن السنة، والله يقول الحق وهو يهدى السبيل (معارف السنن، ج۳، ص ۱۲۴، وص ۱۲۵، باب مايقول اذا سلم)

۲ مفتیٔ اعظم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

"مکتوبہ (فرض نماز) کے بعد متصلاً اجتماع للدعا نہیں، بلکہ اجتماعِ سابق کا بقاء الیٰ ختم الدعاء ہے، اور رواتب

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

(۹)......جمعہ وعیدین کی نماز کے بعد دعا

جمعہ کی نماز، ظہر کے فرضوں کی جگہ رکھی گئی ہے، اور جمعہ کی نماز کے بعد بھی سنتیں ہیں، اس لیے جمعہ کی نماز کے بعد دعا کا حکم ظہر کی نماز کے بعد کی طرح ہوگا، اور جمعہ کی نماز کے بعد بھی مختصر دعا پر اکتفاء کر کے سنتوں میں مشغول ہونا مناسب ہوگا۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

کے بعد مستقل اجتماع للدعاء ہوگا، اس لئے وہ بدون تصریح شارع یا نقلِ تعامل بالتواتر کے قابلِ عمل نہیں ہوسکتا، بخلاف پہلی صورت کے کہ وہاں اجتماع تو صلاۃِ مکتوبہ کے لئے ہوا تھا، ختمِ مکتوبہ کے بعد مختصر سی دعائے مسنون پر ہر شخص عمل کرے، تو خود بخود اجتماعِ سابق باقی رہ جائے گا، بالقصد اجتماع دعا کے لئے نہ ہوگا، اس لئے وہ باوجود عدمِ نقل بالتواتر کے بھی قابلِ تسامح ہے، بالخصوص جبکہ اس پر تعامل بھی ثابت ہو، کمافی رسالۃ استحباب الدعوات۔ تو اس کو بدعات کی فہرست میں داخل نہیں کیا جاسکتا، بخلاف بعد الرواتب (سنتوں کے بعد) بھیئتِ اجتماعیہ کے کہ نہ اس پر تعامل ثابت ہے اور نہ کسی حدیث واثر سے اس کا ثبوت ہے، تو اس پر اجتماع اور اس اجتماع کا التزام بلاشبہ بدعت کی حد میں آجاتا ہے (امداد المفتیین، کتاب السنۃ والبدعۃ، صفحہ۲۰۴)

اور اعلاء السنن میں ہے کہ:

وفی ذلک دلالة علی جواز انصراف الماموم وذهابه الیٰ حوائجه بعد فراغ الامام من الصلاة وتسليمه وفی التزام الدعاء بعد السنن والنوافل تغيير لهذا الجواز، وتضييق على الامام والقوم بلاوجه، فانهم فی سعة شرعا أن يصلوا النوافل فی المسجد أو فی البيت أو حيث شاؤوا، أو ينصرفوا بعد المكتوبة الى حوائجهم، قال تعالیٰ: فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ .

ولا حجة لهم أيضا فيما ورد من الترغيب العام فی الدعاء بعد كل صلاة فرضا كانت او نافلة، فانه ليس فيه أن يكون هذا الدعاء بالاجتماع والانتظار، ولافيما قاله الشرنبلالی فی نور الايضاح وشرحه بعد قوله: (القيام الى أداء السنة التی تلی الفرض متصلا بالفرض مسنون) مانصه: ويستحب للامام بعد سلامه أن يتحول الى جهة يساره لتطوع بعد الفرض، ويستحب أن يستقبل بعده أی بعد التطوع الناس، ويستغفرون الله ثلاثاً ويقرؤون المعوذات وآية الكرسی ويسبحون الله ويحمدونه ويكبرونه ثلاثاً وثلاثين، ثم يدعون لأنفسهم وللمسلمين رافعی أيديهم الخ فانه لادلالة فيه على قراءة كل ذلک والدعاء بعدها مجتمعين، وأن يفعل ذلک كله فی المسجد، فان صيغة الجمع لاتستدعی الاجتماع والاصطحاب أصلا، نص على ذلک الاصوليون فمعنیٰ كلامه أن المسلمين ينبغی لهم قراءة الأوراد المأثورة بعد المكتوبات بأن يأتی كل احد بها على

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

چنانچہ فتاویٰ رحیمیہ میں ہے کہ:

''بعد نمازِ جمعہ دعائے ماثور کے ساتھ دیگر دعا شامل کر سکتے ہیں، لیکن مختصر ہونا چاہئے، تطویل کر کے لوگوں کو تنگ کرنا اور سننِ رواتب کی ادائیگی میں تاخیر کرنا مناسب نہیں، کیونکہ بڑے مجمع میں کمزور، بیمار، کام کاج والے ہر طرح کے لوگ ہوتے ہیں، امام کو اس کا لحاظ چاہئے'' (فتاویٰ رحیمیہ کمپیوٹرایڈیشن، جلد ششم، صفحہ ۸۱)

جہاں تک عیدین کی نماز کے بعد دعا کا تعلق ہے تو رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عید کی نماز اور اس کے بعد خطبہ پڑھنے کا ذکر ملتا ہے، اور بطورِ خاص عید کی نماز یا خطبہ کے بعد دعا کرنے کی صراحت نہیں ملتی، البتہ خطبہ کے دوران عربی میں دعائیہ کلمات اور مسنون دعاؤں کے پڑھنے کے جائز ہونے میں کلام نہیں۔ ۱؎

تاہم ہمارے اکثر اکابر فقہائے کرام نے عید کی نماز کے باجماعت ادا کیے جانے کی وجہ سے اس کو فرض نماز کے ساتھ مشابہت حاصل ہونے کی بناء پر فرض نماز کے بعد والی دعا پر قیاس کرتے ہوئے عید کی نماز کے بعد دُعا کا استحباب اور اس کے بعد پھر دوبارہ خطبے سے فراغت کے بعد دُعا نہ ہونے کا حکم بیان فرمایا ہے، اور اگر کوئی یہ دعا نہ کرے، اس میں بھی حرج نہ ہونے کا ذکر فرمایا ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

حدة، ويدعو كل أحد بعدها لنفسه وللمسلمين؛ لأن الشرنبلالي نفسه قد نص قبل ذلك على أن الافضل بالسنن أداؤها فيما هو أبعد من الرياء، وأجمع للخلوص، سواء البيت أو غيره اه (اعلاءُ السنن جلد ۳، صفحه ۲۰۶ و ۲۰۷، باب الانحراف بعد السلام و كيفيته وسنية الدعاء والذكر بعدالصلاة)

فرائض کے بعد سنتوں سے فارغ ہو کر مروَّجہ اجتماعی دعا کے ناجائز وبدعت ہونے پر حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب دہلوی رحمہ اللہ کا ایک رسالہ بنام ''النفائس المرغوبۃ'' موجود ہے، جس پر ہندوپاک کے بے شمار علمائے کرام ومفتیانِ عظام کی تصدیقات وتائیدات درج ہیں۔

یہ رسالہ اہلِ علم کے لیے بطورِ خاص مفید اور قابلِ مطالعہ ہے۔

۱؎ الخطبة مشتملة على الدعاء كما أنها تشتمل على غيره من بيان أحكام العيد (عمدة القارى، ج۶، ص ۲۷۲، كتاب العيدين، باب سنة العيدين لأهل الإسلام)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

جبکہ بعض حضرات نے استسقاء کی نماز کی طرح خطبہ کے بعد دعا کرنے کی بھی گنجائش بیان فرمائی ہے۔

لیکن ایک تو اکابر فقہاء کی تصریح کے مطابق عید کی نماز کے بعد کی یہ دُعا مستحب ہے، اس کو ضروری نہ سمجھنا چاہیے، اور اگر کوئی نہ کرے تو اس پر بھی ملامت نہیں کرنی چاہیے۔

دوسرے عید کی نماز کے بعد دعا کو مختصر کرنا چاہیے، جیسا کہ اُن فرض نمازوں کے بعد مختصر دُعا پر اکتفاء کرنا چاہیے جن کے بعد سنتیں ہیں، کیونکہ لمبی دعا سے خطبہ میں فصل ہوجاتا ہے جو کہ خلافِ سنت ہے۔

بہر حال اگر کوئی امام عید کی نماز کے بعد مختصر دعا کرے، اور اس کے بعد خطبہ پڑھے اور خطبہ کے بعد پھر دعا نہ کرے، اس کی بھی گنجائش ہے، بلکہ اکثر اکابر فقہاء کے نزدیک مستحب ہے۔ اور اگر کوئی سِرے سے یہ دعا نہ کرے، تو بھی کوئی گناہ نہیں، لہٰذا اس پر بھی ملامت نہیں کرنی چاہیے۔ اور اگر کوئی نماز کے بعد کے بجائے خطبہ کے بعد دعا کرے، تو اس پر بھی نکیر نہیں کرنی چاہیئے، کیونکہ بعض حضرات کے نزدیک اس کی بھی گنجائش ہے۔ [1]

(تفصیلی حوالہ جات کے لیے ہماری کتاب ”ماہِ شوال اور عیدُ الفطر کے فضائل واحکام“ ملاحظہ فرمائیں)

(۱۰)......نماز کے بعد پیشانی پر ہاتھ رکھ کر دعا پڑھنا

بعض روایات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز کے بعد اپنے دائیں ہاتھ کو پیشانی پر رکھ کر اس دعا کے پڑھنے کا ذکر آیا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا إِلٰهَ غَيْرُهُ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، اَللّٰهُمَّ أَذْهِبْ عَنِّيْ الْهَمَّ وَالْحَزَنَ.

---

[1] جن حضرات نے نماز کے بعد مختصر دعا کو مستحب قرار دیا، انہوں نے اس کو فرض نماز پر قیاس کیا ہے، اور جنہوں نے خطبہ کے بعد گنجائش دی، انہوں نے استسقاء کی نماز وخطبہ پر قیاس کیا، اور بعض نے انکار کیا ہے، انہوں نے صراحتاً ثبوت نہ ہونے کو بنیاد بنایا (ماخوذ از ذُوالحجہ اور قربانی کے فضائل واحکام، صفحہ ۱۱۷، ۱۱۸؛ مطبوعہ: ادارہ غفران، راولپنڈی)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ترجمہ: اُس اللہ کے نام سے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، رحمٰن اور رحیم ہے، یااللہ! مجھ سے رنج اور غم کو دُور فرما دیجیے۔ ۱ے

مگر اس سلسلہ میں مروی کچھ روایات کو بعض حضرات نے شدید ضعیف اور کچھ روایات کو ضعیف قرار دیا ہے۔ ۲ے

۱ے حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ سَهْلٍ الدِّمْيَاطِيُّ، ثنا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنِي كَثِيرُ بْنُ سُلَيْمٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا صَلَّى وَفَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ مَسَحَ بِيَمِينِهِ عَلَى رَأْسِهِ وَقَالَ: بِسْمِ اللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ غَيْرُهُ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ، اللَّهُمَّ أَذْهِبْ عَنِّي الْهَمَّ وَالْحَزَنَ (الدعاء للطبرانی، رقم الحديث ۶۵۸، واللفظ لهٗ؛ الكامل فی ضعفاء الرجال، ج۷، ص ۱۹۹)

حَدَّثَنَا أَبُو مُسْلِمٍ الْكَشِّيُّ، ثنا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ الْحَوْضِيُّ، ثنا سَلَّامٌ الطَّوِيلُ، عَنْ زَيْدٍ الْعَمِّيِّ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَضَى صَلَاتَهُ يَعْنِي وَسَلَّمَ مَسَحَ جَبْهَتَهُ بِيَدِهِ الْيُمْنَى، ثُمَّ يَقُولُ: بِسْمِ اللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ، اللَّهُمَّ أَذْهِبْ عَنِّي الْهَمَّ وَالْحَزَنَ (الدعاء للطبرانی، رقم الحديث ۶۵۹، واللفظ لهٗ؛ عمل اليوم والليلة لابن السُّنِّی، رقم الحديث ۱۱۲؛ حلية الأولياء وطبقات الأصفياء، للأصبهانی، ج۲، ص ۳۰۱)

۲ے قال الهيثمی:

رواه الطبرانی فی الأوسط، والبزار بنحوه بأسانيد، وفيه زيد العمی، وقد وثقه غير واحد، وضعفه الجمهور، وبقية رجال أحد إسنادی الطبرانی ثقات، وفی بعضهم خلاف (مجمع الزوائد، ج۱۰، ص۱۱۰، كتاب الأذكار، باب الدعاء فی الصلاة وبعدها)

وقال ابن حجر:

قوله: (وروينا فی كتاب ابن السنی عن أنس رضی الله عنه قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا قضى صلاته .. ..إلى آخره .(أخبرنی أبو محمد إسماعيل بن إبراهيم الحاكم رحمه الله، أنا أبو الفتح محمد بن محمد بن إبراهيم، أنا عبد اللطيف بن عبد المنعم، أنا أحمد بن محمد التبان فی كتابه، أنا الحسن بن أحمد المقرء، أنا أبو نعيم، ثنا فاروق بن عبد الكبير، ثنا أبو مسلم الكشی، ثنا حفص بن عمر الحوضی (ح) وبالسند الماضی إلى الطبرانی فی الدعاء ، ثنا أبو عمر الحوضی -هو حفص بن عمر- ثنا سلام الطويل، حدثنی زيد العمی، عن معاوية بن قرة، عن أنس رضی الله عنه قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا قضى صلاته -وفی رواية فاروق: إذا سلم من صلاته -مسح جبهته بيده اليمنى وقال) :(بسم الله وفی رواية فاروق وقال) :(سبحان الله الذی لا إله إلا هو الرحمن الرحيم، اللهم أذهب عنی الهم والحزن)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اور اسی وجہ سے بعض حضرات نماز کے بعد پیشانی پر دایاں ہاتھ رکھ کر اس دعا کے جواز یا استحباب کے قائل ہیں، اور بعض اس کا انکار کرتے ہیں۔ فقط واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم

محمد رضوان۔ ۱۷/شوال المکرّم ۱۴۲۸ھ

اصلاح واضافہ ۲۴/ ذوالحجہ ۱۴۳۲ھ۔ 21 / نومبر/ 2011ء۔ بروز پیر

دارالافتاء والاصلاح: ادارہ غفران، چاہ سلطان، راولپنڈی، پاکستان

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

.قال أبو نعيم :هذا حديث غريب من حديث معاوية بن قرة، تفرد به عنه زيد العمى -وهو زيد بن الحوارى أبو الحوارى -وفيه لين.

قلت :اتفقوا على ضعفه من قبل حفظه، وهو ممن وافقت كنيته اسم أبيه -وهو بفتح المهملة وتخفيف الواو وكسر الراء بعدها ياء كياء النسب -وسكت أبو نعيم عن الراوى عنه، وهو أضعف منه بكثير، وهو بتشديد اللام ويقال له المدائنى كما وقع فى رواية ابن السنى، والحديث ضعيف جداً بسببه.

أخرجه ابن السنى عن سلم بن معاذ عن حماد بن الحسن عن أبى عمر الحوضى.

فوقع لنا عالياً بدرجتين.

ووقع لنا من وجه آخر عن أنس.وبه إلى الطبرانى ثنا بكر بن سهل الدمياطى، ثنا عبد الله بن صالح، ثنا كثير بن سليم، عن أنس بن مالك رضى الله عنه قال :كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا قضى صلاته مسح بيمينه على رأسه وقال) :(سبحان الذى لا إله غيره، اللهم أذهب عنى الهم والحزن. أخرجه ابن عدى فى ترجمة كثير بن سليم من رواية جبارة بن مغلس، عن كثير.فوقع لنا عالياً.

ونقل تضعيف كثير عن كثير حتى يكاد يكون مثل سلام فى الضعف أو أشد (نتائج الأفكار فى تخريج أحاديث الأذكار، لابن حجر العسقلانى، ص ۳۰۰، تا ۳۰۲)

حدثنا أسلم قال ثنا عمار بن خالد عن محمد بن يزيد عن عنبسة بن عبدالواحد الواسطى عن عمرو بن قيس قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا انصرف من صلاته مسح جبهته بيده اليمنى وقال بسم الله الذى لا إله إلا هو عالم الغيب والشهادة الرحمن الرحيم اللهم أذهب عنى الهم والحزن (تاريخ واسط، ج ۱، ص ۱۳۱، لأسلم بن سهل الرزار الواسطى)

ضعيف.أخرجه أسلم الواسطى فى "تاريخه "(ص ۱۶۱) عن محمد بن يزيد عن عنبسة بن عبد الواسطى، عن عمرو بن قيس قال ... :فذكره مرفوعاً.

قلت :وهذا إسناد ضعيف مرسل، وعمرو بن قيس جمع من التابعين فمن دونهم، ولم أعرف هذا من بينهم . وعنبسة بن عبد الواسطى؛ لم أجده(سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة وأثرها السىء فى الأمة للالبانى، تحت رقم الحديث ۳۹۰۴)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530